New Era Magazine
داء
ازقلم ذید ذوالفقار
NEW ERA MAGAZINE
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

داء

اززیدذوالفقار

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل، شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرامیگزین

☆☆☆☆☆

"وَاِذَامَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ○

"اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی (اللہ) مجھے شفا دیتا ہے"

دو دعا مانگتے ہوئے مجسم ہاتھ اور ان پہ نصب شدہ یہ آیت۔میں جب جب وہاں سے گزرتا تھا تو اسے ضرور دیکھتا تھا۔اس کے نیچے گھاس کے پلاٹ میں بیٹھے لوگوں کو دیکھتا تھا۔آتے جاتے مریضوں کو دیکھتا تھا۔سٹریچر۔۔۔ایمرجنسی۔۔۔۔درد تکلیف۔۔۔۔ہائے ہائے کرتے۔۔۔پریشان حال۔۔۔مصیبت میں مبتلا۔۔۔۔

جب شفا وہی دیتا ہے تو ہمارے پاس کیا لینے آتے ہیں لوگ؟؟؟ہم یہاں اتنی بڑی بڑی ڈگریاں لیکر، کھپ کھپ کے کیوں پہنچے ہیں؟؟؟؟شفا تو وہی دیتا ہے تو اسے پانے کے لئیے تو مسجد کا رخ کرو۔اسکا گھر تو وہی ہے ناں؟؟؟؟؟"

ڈاکٹر فرزان، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ نے مسکرا کر اپنے دائیں بائیں قطار میں بیٹھے ڈاکٹرز کو دیکھا تھا۔

"وہ کہتا ہے میں رازق ہوں اور وہ ہے۔۔۔۔۔لیکن کیا رزق دینے وہ خود ایک ایک

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بندے کے پاس جاتا ہے؟؟؟اسباب پیدا کرتا ہے ناں؟؟؟روزی کا کہیں نا کہیں، کوئی نا کوئی حیلہ پیدا کرتا ہے۔تو شفا بھی ایسے ہی ہے۔جسے چاہے گا وہی دے گا، ہم اسکی کٹھ پتلیاں ہیں۔ہم بس دعا نہیں کرتے، دوا بھی کرتے ہیں۔ہم وہ سبب ہیں جو کسی کو شفا تک لے جا سکتے ہیں۔ہم جادو گر نہیں ہیں لیکن مسیحا ہیں۔ہم شفا نہیں دیتے، ہم مرحم رکھتے ہیں"

وہ زرار کے تھے۔

"تو میرے مسیحاؤ۔۔۔۔۔۔

مرحم ایسے رکھو کہ اس میں شفا اتر ہی آئے۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ڈاکٹر فرزان کو افسانے لکھنے چاہیئے ہیں۔قسم سے لوگ منٹو اور اشفاق احمد کو بھول جائیں گے"

ڈاکٹر فیصل نے کہا تو ڈاکٹر ذیشان نے قہقہہ لگایا تھا۔

"شرم کر۔تیرے باپ کی عمر کے ہیں"

ڈاکٹر حسن نے گھر کا تھا۔

"تو؟؟؟میرا باپ لکھنا چاہے تو وہ بھی لکھ لے"

اس نے ناک سے مکھی اڑائی اور کرسی گھسیٹی۔ وہ تینوں میٹنگ کے بعد کیفے تک آئے تھے۔

"یار میں بہت امپریس ہوں ان سے۔ کمال کا بندہ ہے یار۔ سچی یہ جو ڈاکٹروں کو بدنام کرتے پھرتے ہیں ناں، انہوں نے پھر کوئی ڈاکٹر فرزان نہیں دیکھا ہو گا۔ میں کہتا ہوں دنیا کے سارے ڈاکٹر ایک طرف اور سرفرزان ایک طرف۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس بھائی بس"

ڈاکٹر حسن کے لمبے قصیدے پہ ذیشان نے باندھ باندھا تھا

"تُو تو وہی بات کر رہا ہے کہ کاش سر میرے والد ہوتے۔۔۔۔۔"

وہ دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسے تھے۔

"تیرا باپ ہے ناں اس لئیے تجھے قدر نہیں ہے سالے"

"باپ ہے تبھی تو کہہ رہا ہوں۔ کبھی بھول کے بھی یہ دعا مت مانگ لینا کہ ہمیں ڈاکٹر

فرزان جیسا انسان بنا۔سچ کہہ رہا ہوں سر پکڑ پکڑ کے روؤ گے"

"بکواس بند کر"

حسن نے کہا تو فیصل نے گھر کا

"تم دونوں بکواس بند کرو۔۔۔پہلے وہ دماغ کھا گئے اب تم دونوں کھالو۔چائے منگواؤ جلدی۔ڈیوٹی شروع ہونے والی ہے۔۔۔۔لائن لگی ہوئی ہے آج تو۔۔۔۔

"

اسی نے ہی بیرے کو اشارہ کیا تھا۔

ڈاکٹر قراۃ العین نے لپ سٹک کو بند کیا اور ہونٹوں کو پھیلا کر اس چھوٹے سے شیشے میں دیکھا تھا۔

"پرفیکٹ"

خود کو وہ خود بھی اچھی لگی تھی۔پاس بیٹھی ڈاکٹر حرا نے اسکی ساری تیاری دیکھی تھی

"وارڈ جا رہی ہو یا اپنے سسر کے ولیمے پہ؟؟؟؟؟"

"سسر کے ولیمے پہ یہ سفید اوور آل پہن کر جانا تھا میں ؟؟؟ہاں مرگ پہ پہنا جا سکتا ہے"

وہ آخری جملہ کہتے ہوئے وہ خود بھی ہنسی تھی۔ حرا بھی ہنس دی اور اسے کہنی ماری

"بد تمیز۔۔۔کتنی بکواسن ہو تم"

وہ دیر تک ہنستی رہی تھی

"اتنی تیز لپ اسٹک اچھا نہیں لگتا ناں ایسے پیشینٹس کے درمیان"

اس نے کندھے اچکائے

"یار خدانخواستہ میں پیشنٹ نہیں ہو۔ مجھے اپنا خیال رکھنے کا، خود کو سنوارنے کا حق ہے۔ میں اگر پیشنٹ سے لپ اسٹک اتار کے بات کروں یا لگا کے، اسے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا ناں۔ ہاں مجھے پڑے گا۔ مجھے خوبصورت لگنا اچھا لگتا ہے تو کیا برائی ہے ؟؟"

وہ چپ رہ گئی۔

"کم از کم ڈاکٹر زینب کی طرح منہ جھاڑ سر پہاڑ تو نہیں ہوں ناں"

حرانے ناگواری سے اسکا ہاتھ دبایا اور دبے لہجے میں کہا

"وہ سن لے گی عینی"

"میں نے سن لیا"

دوسرے کونے میں بیٹھی ڈاکٹر زینب نے بنا سر اٹھائے کہا تھا۔

"واٹ ایور"

قراۃ العین نے کندھے اچکائے اور اٹھ کھڑی ہوئی

"پھانسی تو نہیں لگادوگی ناں مجھے ؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے جواب نہیں دیا تھا۔وہ کھٹ کھٹ کرتی باہر نکل گئی تھی۔ حرا معذرت خواہانہ انداز میں اسکے پاس ہوئی

"زینی یار سوری وہ دراصل۔۔۔۔۔"

"کوئی بات نہیں"

گندمی سی رنگت اور تنومند ڈیل ڈول والی ڈاکٹر زینب نے ابھی بھی کتاب سے سر نہیں

اٹھایاتھا۔

باب نمبرایک : نیم حکیم

"السلام علیکم۔

میرانام ڈاکٹراسد خان ہے،میں یہاں ہاؤس آفیسر ہوں۔میں آپ سے آپکی بیماری کے بارے میں سوالات کروں گا۔آپ میری ساتھ تعاون کیجئیے گا۔آپکانام کیاہے ؟؟؟
"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"محمد کمال"

"اپکی عمر کتنی ہے ؟؟؟؟"

"سینتیس سال"

"کمال صاحب کہاں سے تشریف لائے ہیں ؟؟؟"

"یہیں شہر سے"

"شادی شدہ ہیں؟؟؟؟"

"جی"

"کتنے بچے ہیں؟؟؟"

"چار"

"اچھا کمال صاحب یہ بتائیں کیسے آنا ہوا ہسپتال؟؟؟"

ڈاکٹر اسد نے رجسٹر پہ presenting complaint لکھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

پچیس دن پہلے

وہ عام ساڈھابہ تھا۔اِدھر اُدھر کے مزدور وہاں کھانا کھاتے آتے تھے۔نان چنے، چاول، شامی روٹی، چائے۔۔۔عام آدمی کی پہنچ کا کھانا۔بھوک کا اچھا علاج تھا۔

وہیں ایک طرف بینچ پہ کمال بیٹھا ہوا ہے۔سامنے پلیٹ میں چنے اور دوسری پلیٹ میں روٹی۔زرا سارائتہ جس میں موٹی موٹی کٹی پیاز پڑی ہے۔ایک پلاسٹک کا پانی سے بھرا جگ۔دو گلاس۔۔۔۔

"کتنے ہوئے؟؟؟"

ساٹھ"

اس نے رقم اسے تھمائی اور واپس مزدوری پہ۔

یہی معمول تھا۔

شام کو مغرب کے بعد گھر لوٹتا تھا۔

سبزی۔۔۔دال۔۔۔ کبھی پھل۔۔۔۔آٹا چینی۔۔۔۔

"ابو آگئے۔۔۔"

چھوٹے والے دونوں وہیں دہلیز میں قدموں سے لپٹ جاتے تھے۔ان میں تو جان تھی باپ کی۔وہیں سے گود میں بھر لیتا تھا۔

اگلے دن شام کو گھر لوٹا تو طبیعت نڈھال سی تھی۔ جسم گرم تھا اور بے چینی سی تھی۔ جسم میں جان سی نہیں تھی۔تھکاوٹ سی۔

"ایک چائے بنادو تیز پتی کی"

وہ بھی کار گر نا رہی۔ ساری رات اسی بے چینی میں گزر گئی۔ اگلی صبح اٹھا تو بخار تھا اور سر میں شدید درد تھا۔

"آرام کر لیں۔ کام کی چھٹی کر لیں"

"ارے کچھ نہیں۔ تم پھکی لے آؤ۔ یہ گیس چڑھ رہی ہے سر کو"

شام کو لوٹا تو آنکھیں لال، جسم آگ جیسا۔۔۔۔

بیوی چائے اور پیناڈول کا پتہ لے آئی۔ اس نے ایک گولی نگل لی

"دو تو کھائیں"

"نہیں زیادہ انگریزی دوا نہیں کھانی چاہیئے۔ معدے کو پکڑ لیتی ہے"

کسی چیز نے معدے کو ہی پکڑ لیا تھا۔ ساری رات لیٹرین کے چکر۔ متلی سی۔ قبض کی سی کیفیت کہ واش روم میں جا کر بیٹھتا تو کچھ بھی نہیں اور لیٹتا تو مروڑ سے اٹھتے رہے۔

چار دن یہی حال رہا۔ پھکی کھالی۔ دہی اسپغول۔ چائے رس۔ ایک دو بار پیناڈول کہ بخار تیز سے تیز ہوتا جا رہا تھا۔ کسی نے کہا لیموں شہد پیو، وہ پیا۔ کسی نے کہا قہوہ تو وہ بھی۔ ہر

ٹوٹکا کر ڈالا۔پانچویں دن وہ کام پہ بھی نا جا سکا۔سارا جسم بخار میں پھنک رہا تھا اور ایسے درد کر رہا تھا جیسے کسی نے ڈنڈوں سے مارا ہو۔ہفتہ ایسے ہی گزر گیا۔وہیں محلے کے ایک عطائی کو دکھایا جسے سب ڈاکٹر ہی کہتے تھے۔دوا انجکشن لگائے۔شام تک بخار غائب۔ جسم کے درد ٹھیک۔

دوسرے دن جسم پھر تپنا شروع۔ساتھ ہی پیٹ میں معدے والی سائیڈ پہ درد ہونے لگا۔پیٹ پہ دور تک وہ لال لال نشان ابھرنے لگے۔زرا زرا ابھرے ہوئے۔پیٹ پھول سا گیا اور کھانسی بھی شروع ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کام پہ گیا ہوا تھا۔دوبار نکسیر پھوٹ نکلی۔

شام کو گھر لوٹا تو بخار پھر سے موجود تھا۔اسی ڈاکٹر کو پھر دکھایا۔دوا انجکشن، پھکی، چار گولیاں۔

"پھر افاقہ ہوا؟؟؟"

"اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ایسا کرتے ہوئے اسکے چہرے پہ تکلیف کے آثار تھے۔

"بخار کم ہوتا چلا گیا۔ تیسرے دن تو جسم ٹھنڈا تھا۔ سر درد بھی بہت کم تھا۔ پیٹ کی حالت وہی تھی۔ سوچا انگریزی دوائی کے اثرات ہیں۔ میں کام پہ چلا گیا۔ قسم خدا کی وہاں آدھا گھنٹہ گزارنا مشکل ہو گیا۔ یہ پیٹ میں ایسی شدید درد کہ کیا بتاؤں۔ میں واش روم گیا۔ بہت تکلیف کے ساتھ پاخانہ اور ساتھ خون۔"

ڈاکٹر اسد نے اسکی کلائی تھامی اور پلس دیکھنے لگا۔

"ابھی بھی درد ہے؟؟؟؟؟"

"بہت شدید۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سسٹر۔ اینل جیسک لگائیں۔۔۔۔ آئی ایم"

وہ اسکے باقی وائٹل چیک کرنے لگا تھا۔

"بخار ایک سو ایک۔ پیٹ پھولا ہوا ہے۔ بلیڈنگ پر ریکٹم ہے۔ ساتھ پیٹ میں شدید درد"

ڈاکٹر فرزان نے انہیں باری باری دیکھا۔

"کیا ہو سکتا ہے؟؟؟؟؟"

"ملیریا؟؟؟؟"

حسن نے کہا تھا۔

"اسے ٹھنڈ لگ رہی ہے؟؟؟؟"

انہوں نے ڈاکٹر اسد کو دیکھا۔اس نے نفی میں سر ہلا دیا

"سردی لگنے کی کوئی ہسٹری نہیں ہے سر۔"

"ٹی بی ہو سکتی ہے"

ذیشان نے حسن کو کہا تھا

"ہاں اسے بخار ہے۔ کھانسی ہے۔ایک بار کھانسی میں خون بھی آیا ہے"

وہ سوچ میں پڑ گئے

"لیکن اس میں قبض اور خون آنا۔۔۔۔ویسے یہ پیچیدگی میں ہو سکتا ہے"

"ہیپاٹائیٹس؟؟؟؟؟"

فیصل نے کہا تھا

"اسکے پیٹ میں لیور والی سائیڈ تک تکلیف ہے"

"نہیں۔۔۔مجھے نہیں لگتا؟؟؟؟یرقان کی علامات نہیں ہیں"

ڈاکٹر فرزان آگے کو ہوئے۔

"اسکے جسم پہ لال نشانوں کو بھول گ ئے تم لوگ؟؟؟؟"

"اوہ" !!!!!

ان تینوں نے ہونٹ سکوڑے تھے۔

وہ وارڈ میں داخل ہوئی توسب نظریں اسی پہ تھیں۔کچھ ستائشی نظریں،رشک بھری نگاہیں،کچھ دبی دبی باتیں،ستائشی جملے۔وہ گردن تانے،اوور آل کے بازو چڑھائے، گلے میں سیٹھتو سکوپ ڈالے بیڈ سے بیڈ فائلز پڑھتی رہی،سسٹرز اور وارڈ بوائز کو ہدایات دیتی رہی۔

"ڈاکٹر قراۃالعین۔۔۔۔۔"

وہ ابھی آخری بیڈ پہ ہی تھی جب ڈاکٹر ذیشان اندر داخل ہوا۔اسے چونک کر دیکھا،
چہرے پہ وہ مسکان تیر گئی۔

"کیسی ہیں آپ؟؟؟؟؟"

"میں ٹھیک ہوں"

وہ دونوں ساتھ ہی باہر نکلے تھے

"میٹنگ میں نہیں نظر آئیں آپ؟؟؟؟"

"ہاں میں زیادہ دیر ڈاکٹر فرزان کے بھاشن نہیں سن سکتی۔مجھے ورٹائیگو (چکر آنا)
ہونے لگتا ہے"

وہ زور سے ہنسا تھا۔دل کھول کے

"اتنا گیان،اتنا اچھا بننا۔کم آن ہم سب جانتے ہیں کہ کوئی بھی فرشتہ نہیں ہوتا"

"لیکن سب انہیں فرشتہ ہی کہتے ہیں"

اس نے بے پرواہی سے کندھے اچکا دیئے تھے۔

"کہتے رہیں۔میری بلا سے۔۔۔۔"

وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی۔وہ بہت دیر تک وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔

"یہ۔۔۔۔یہ ایٹی ٹیوڈ۔۔۔۔یہی تو وجہ ہے ڈاکٹر۔۔۔۔۔"

وہ مسکرا دیا تھا۔

"کیا باتیں ہو رہی تھیں سرفراز کے بیٹے سے؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اچھنبے سے حرا کو دیکھا

"سرفرزان کا بیٹا؟؟؟؟کون؟؟؟"

"ارے وہی۔۔۔جس کے ساتھ تم وارڈ سے باتیں کرتی ہوئی نکلی تھیں۔ڈاکٹر ذیشان"

"واٹ؟؟؟؟؟؟"

اس نے آگے ہو کر اسکا کندھا جھنجھوڑا

"وہ ڈاکٹر فرزان کا بیٹا ہے؟؟؟؟"

حرا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔قراۃ العین منہ پہ ہاتھ رکھے پیچھے کو ہوئی تھی۔

"شٹ یار۔۔۔۔میں اس سے کیا کیا بکواس کر آئی ہوں اسے باپ کو لیکر۔۔۔۔"

"ڈونٹ ٹیل می کہ تم نے یہ نہیں کہا کہ وہ خود کو فرشتہ سمجھتے ہیں"

وہ چپ رہ گئی۔حرا زور سے ہنسی تھی

"تُو تو گئی بیٹا۔تُو بھی گئی اور تیری نوکری بھی۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دل کی نالیوں میں جمنے والے کولیسٹرول کے پلاک (چربی کا مجمع) سے زیادہ خطرناک ہے وہ۔وہ دل میں اتری اور انجائنا کی طرح میٹھا میٹھا درد شروع۔۔۔۔ایم آئی (ہارٹ اٹیک) سے کم پہ تو نہیں بخشنے والی"

ڈاکٹر ذیشان سینے پہ ہاتھ رکھے جذب سے کہہ رہا تھا

"مگر خیر۔۔۔۔۔اسے تو سو خون معاف ہیں۔"

اس نے پاس بیٹھے فیصل کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا تھا

"مجھے وہ بیچ چورا ہے پہ سولی بھی چڑھا دے گی ناں، تب بھی آہ نہیں کروں گا"

"ہونہہ اتنا تو را نجھا ٹکتا نہیں کہیں"

فیصل نے منہ بنایا تھا

"چار دن ہوئے نہیں اسے جوائن کیئے اور تو ایسا ریجھ گیا اس پہ؟؟؟ کوئی شرم حیا بھی ہونی چاہئیے"

اس نے منہ بسورا

"اس میں ہے بھی کیا؟؟؟ ایٹی ٹیوڈ ہی ایٹی ٹیوڈ ہے۔۔۔۔ ہونہہ وارڈ میں ایسی جاتی ہے جیسے ماڈلنگ کے لیئے ریمپ پہ چل رہی ہو۔۔۔۔۔"

"بکواس خود بند کرے گا کہ میں کرواؤں؟؟؟؟"

اس نے گھورا تھا۔

"ٹائیفائڈ۔وہ بھی پیچیدگیوں کے ساتھ"

اسد نے پیشنٹ کی فائل بھرنا شروع کی تھی۔

"مریض کو بخار ہوا۔ساتھ پیٹ درد۔قبض اور معمولی علامات۔اس نے اگنور کیا۔ بخار بڑھتا رہا۔یہ ٹائفائیڈ ہو سکتا ہے۔اس میں بخار سیڑھی کی طرح اوپر سے اوپر جاتا ہے۔بیماری کے سات دس دن بعد اس کے جسم پہ لال نشان نمودار ہوئے۔اس نے عطائی سے سٹیرائڈز لگوائے۔وقتی وقتی آرام اور پھر وہیں۔بخار بڑھتا رہا۔توجہ نہیں دی۔آنت پھٹ گئی۔کمپلیکیشن کی ایک نشانی یہ ہے کہ بخار کم ہو جاتا ہے۔مریض کو لگتا ہے میں ٹھیک ہو گیا لیکن درد۔۔۔۔وہ وہیں رہتا ہے۔"

ڈاکٹر فرزان وزٹ پہ تھے۔سارے پی جیز،ایم اوز اور اچ اوز پیچھے پیچھے تھے۔

"سرجری ڈیپارٹمنٹ کو ریفر کریں گے۔وہ ایلیوسٹمی کریں گے۔پیٹ کے اوپر سے کٹ لگا کر بیگ لگا دیں گے۔پچیس تیس دن سارا فلوئیڈ فیکل میٹیریل(فضلہ جات) نکلے گا۔ساتھ اینٹی بائیوٹک اور ڈرپس۔"

وہ مریض کی طرف مڑے تھے۔

"کمال صاحب ہم سب جو یہاں کھڑے ہیں،ڈاکٹرز ہیں۔آپکو پتہ ہے ایک ڈاکٹر بننا کتنا مشکل کام ہے؟؟؟ذہنی،جسمانی،مالی مشقت۔یہ سب کس لیئے؟؟؟تاکہ آپ سب کو وقت پہ ایک اچھا علاج مل سکے۔بیماری سے لڑا جا سکے۔کیوں ہر سال ہزاروں ڈاکٹر بنتے ہیں؟؟؟ہر بیماری کا علاج پیناڈال اور یہ گلی محلے کے عطائی ہیں تو ہم کیوں یہاں بھرے پڑے ہیں؟؟؟؟"

وہ رسان سے کہہ رہے تھے۔

"ہم نے کپڑے سلوانے ہوں تو درزی کے پاس جاتے ہیں۔گھر بنانا ہو تو مستری۔لوہے کا کام لوہار اور سونے کا سنار کرتا ہے۔پھر جب بیماری اور علاج کی بات آتی ہے تو ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں آتے؟؟؟خود ڈاکٹر کیوں بن جاتے ہو؟؟؟دوست یار کیوں طبیب نظر آتے ہیں؟؟؟؟ایک اچھا کپڑا لو تو اچھا درزی ڈھونڈتے ہو کہ مہنگی چیز خراب نا ہو۔پھر تم خود جو اتنے قیمتی ہو،اسے یونہی لوگوں کے تجربات کی نظر کیوں کرتے ہو؟؟؟؟؟"

وہ چپ چاپ سن رہا تھا۔

"ہاں مان لیا سرکاری ہسپتالوں میں لمبی لمبی قطاریں ہیں،باری دیر سے آتی ہے،انتظار

کرناپڑتاہے لیکن کمال صاحب اپنے لیئے اتناتو کر سکتے ہیں۔خود کے لیئے دس پندرہ پچیس منٹ۔ہم ہیں یہاں۔یقین مانیئے ہم آپکے لیئے ہی ہیں۔کچھ کالی بھیڑیں بھی ہیں لیکن ان کی وجہ سے سب کو ایک سامت سمجھیں۔تکلیف ہو تواسکی دوا کیجئیے۔اچھی دوا۔۔۔سینکڑوں ہزاروں روپے کھانے پینے پینے،پہننے اوڑھنے پہ لگاتے ہیں،کچھ دوا پہ کیوں نہیں؟؟؟؟؟"

انہوں نے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا

"بیماریاں سب قابل علاج ہوتی ہیں،ہماری لاپرواہی انہیں لاعلاج بنادیتی ہے۔پریشان مت ہوئیے گا۔ٹھیک ہوجائیں گے ان شاءاللہ۔ہم دوا کرتے ہیں۔آپ دعا کریں۔چلیں ڈاکٹرز آگے۔۔۔۔۔۔"

"سروہ جو کمپلیکیٹڈ ٹائفائیڈ کا مریض تھاناں،اسکے دوبچوں کو وہی علامات ظاہر ہوئی ہیں۔اسکی بیوی لیکرآئی تھی۔ہم نے ٹیسٹ بھی کروائے ہیں۔ٹائفائیڈ ہی ہے"

انہوں نے اثبات میں سر ہلادیا

"اسکا مطلب یہ علاقے میں اپی ڈیمک پھیل رہا ہے۔سرجری ڈیپارٹمنٹ میں کل آٹھ مریض پھٹی انت کے ساتھ داخل ہوئے ہیں۔ایک سا مسئلہ،ایک سی ہسٹری۔ مزدور یا لوئر کلاس ہے۔ڈھابے وغیرہ سے کھانا پینا ہے"

"تم لیٹر لکھو،فوڈ انسپکٹر اور اور اوپر اتھارٹی کے لئیے۔۔۔۔"

"جی سر"

حرا کھنکاری تھی۔

"سر یہ بچوں کو باپ سے ہوا ہے کیا؟؟؟"

"ہو سکتا ہے لیکن زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی سکول میں گند بلا کھایا ہو۔ دس پندرہ روپے میں ملنے والی کینٹین کی چیزیں آرگینک تو نہیں ہوتی ہیں ناں۔نا صاف پانی ناصفائی۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا

"دیکھیں میڈم طریقہ یہ ہے کہ جب ایسے ایک بیماری پھیلے تو اسے فوراً رپورٹ کیا جائے۔سرکاری ٹیمیں حرکت میں آئیں،نوٹس لیں اور تدارک کریں۔اب یہاں

مریضوں کو پتہ ہی نہیں ہے کہ انہیں مسئلہ کیا ہے، کیونکہ انہوں نے جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تو رپورٹ کون کرے؟؟؟ ہر بات گورمنٹ کے سر پہ ناڈالیں نان۔ کچھ ہماری انفرادی زمہ داریاں بھی تو ہیں۔ سب سے پہلے اپنی زمہ داری۔ وقت پہ معائنہ اور تشخیص۔ پھر اگر کسی خاص علاقے میں وہ بیماری پھیل رہی ہے تو اسکا روک تھام۔ وہ کیسے بھلا ڈاکٹر زینب؟؟؟"

"صاف پانی۔ صفائی کا خیال۔ کھانے پینے میں احتیاط۔ گھر کا پکا کھانا۔ آجکل تو ویکسینیشن بھی ہو رہی ہے"

"بالکل یہی سب۔۔۔۔۔صفائی تو ویسے بھی نصف ایمان ہے۔۔۔۔۔۔۔"

وہ کہتے چلے گئے تھے۔

ذیشان اور فیصل اس رات ڈیوٹی پہ تھی۔ انکی شفٹ دس بجے ختم ہونا تھی۔ دس بجے کے بعد والی ڈیوٹی کے لیئے ڈاکٹر آگئے تو ذیشان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"چل ٹھیک ہے، میں نکلتا ہوں"

اس نے اپنی چیزیں سمیٹیں اور اسے دیکھا

"تو نے نہیں جانا؟؟؟"

"نہیں میں بھی بس نکل رہا ہوں"

"چل ساتھ چلتے ہیں پھر"

"نہیں۔۔۔وہ مجھے کچھ سامان اٹھانا ہے آفس سے تو۔۔۔تو جا میں آجاؤں گا"

"چل ٹھیک ہے"

NEW ERA MAGAZINE

وہ بیگ کندھے پہ اور اوور آل بازو میں لٹکائے نکلا تھا۔ابھی پارکنگ میں پہنچا تھا جب یاد آیا کہ اسکا فون تو وہیں ایم اوز (میڈیکل آفیسرز) کے روم میں چارجنگ پہ لگا رہ گیا ہے۔وہ جھنجھلا کر واپسی کے لیئے پلٹا تھا۔وہاں پہنچا تو دروازہ بند تھا۔

وہ اندر سے بند تھا۔

اس نے دستک دی تھی۔اندر ہلکی سی کھٹ پٹ ہوئی تھی۔رات کے وت ویسے بھی وہاں اتنارش نہیں ہوتا تھا۔نرسنگ سٹیشن میں اونگھتی سسٹرز،فون میں لگے وارڈ بوائز اور وزٹ کے بعد بریک کے لیئے،چائے کافی پینے جا چکے اچ اوز اور ڈاکٹرز۔

پھر اندر کون تھا؟؟؟؟؟؟

اس نے پھر سے دستک دی تھی۔

تیسری دستک کے لیئے ہاتھ اٹھایا تھا کہ دروازہ کھلا۔زرا سا۔

"فیصل؟؟؟؟تو ابھی تک یہیں ہے؟؟؟؟"

اسکی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔اس نے دیکھا اسکی شرٹ کے اوپری بٹن بھی کھلے ہوئے تھے۔

فق چہرہ۔۔۔۔۔

"تت۔۔۔۔۔تُو تو گھر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟"

باب نمبر دوم: سنکھیا

"میں پلٹ کر زندگی میں پیچھے دیکھوں تو سمجھ نہیں پاتا کہ وہ کونسی نیکی ہوئی جو خدا نے مجھے احمد جیسا بیٹا عطا کیا"

راشد صاحب ببانگ دہل کہتے تھے۔سب کے سامنے کہتے تھے۔بار بار کہتے تھے۔

اسے سینے سے لگائے،اسے ساتھ چمٹائے،اسکی بلائیں لیتے ہوئے۔۔۔

"میرا بیٹا۔۔۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔۔۔"

وہ ڈیزرو کرتا یہ سب۔انکے لاڈ،محبت،یہ عزت،یہ فخر۔۔۔۔۔سارا بچپن ان سب کے لیئے ترستا تھا۔۔۔ساری جوانی کی محنت تھی وہ۔۔۔۔وہ پھل تھا۔۔۔اسکے صبر کا پھل۔۔۔۔۔میٹھا پھل۔۔۔۔بہت میٹھا۔۔۔۔۔۔

پہلے وہ کڑوا ترش پھل تھا۔۔۔

اسے دیکھتے ہی،اسکا نام سنتے ہی انکے ماتھے کی رگیں تن جاتی تھیں۔

"حلیمہ۔۔۔۔۔حلیمہ اس سنپولیئے کو لیکر جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔یہ یہاں کیوں آیا میری لائبریری میں۔۔۔دفعان کرواسے یہاں سے ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گا اسکے ساتھ"

ڈرا سہا وہ ان کے پیچھے چھپ جاتا۔۔۔

ایسے ہی ہوتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکے ہر بگڑے کام کی بد شگونی اسکے سر تھی۔انکا ہر نقصان اسکی وجہ سے تھا۔ہر غصہ دباؤ وہ اس پہ ہی اتارتے تھے۔

"جب سے اس منحوس کو اس گھر میں لایا ہوں، بے برکتی ہی ہے ہر طرف۔پہلے ماں باپ کو نگل گیا،اب کیا ہمیں بھی ختم کر دے گا"

"ایسے تو نا کہیں۔۔۔بچہ ہے۔۔۔آپکے سگے مرحوم بھائی کی نشانی ہے۔۔۔اسے کیا منہ دکھائیں گے قیامت کے دن۔۔۔۔"

وہ بھائی کے منہ کو چپ ہو جاتے تھے کہ وہ انکو کیا جواب دیں گے جب وہ رب کے سامنے سوال کرے گا۔یہ نہیں سوچتے تھے کہ یتیم جب انکا گریبان پکڑے گا تو کہاں جائیں گے۔۔۔۔۔۔

مجید صاحب اور انکی بیوی کسی شادی میں شرکت کے لیئے اسلام آباد سے لاہور جا رہے تھے جب راستے میں وہ حادثہ ہو گیا۔وہ اینٹوں سے بھرا ٹرالر گاڑی سے ٹکرایا اور گاڑی الٹ گئی۔منٹوں میں دونوں ختم۔۔۔۔

احمد مجید یتیم مسکین۔۔۔۔۔

انکی چلتی فیکٹری تھی۔کاروبار تھا۔گھر بار سب کچھ۔اس سب کو ہڑپ کرنے کی بس ایک ہی شرط تھی۔

احمد مجید یتیم مسکین۔۔۔۔۔۔

کوئی بات ہی نہیں۔۔۔۔

لے آئے گھر۔۔۔۔اسکے باپ کا پیسہ خرچ کرتے اور اسے ہی گالیاں سناتے۔اسکے حصے کا کھانا پینا کپڑا لتا سب کے تن پہ تھا اور وہ پھر بھی منحوس۔۔۔۔

وہ چھ سال کا تھا تب۔اب سولہ کا ہونے کو تھا۔وہی سب سنتے۔ماریں کھاتے۔بلاوجہ کی گالیاں۔مار پیٹ۔

صرف وہ نہیں۔اب انکی دیکھا دیکھی ارحم بھی شروع ہو گیا تھا۔انکا اکلوتا بیٹا۔۔۔۔۔

دنیا کا شائد کوئی ہی عیب ہو جو اس میں نہیں تھا۔

بد تمیز۔۔۔خود سر۔۔۔۔منہ پھٹ۔۔۔ہتھ چھٹ۔۔۔۔۔آوارہ۔۔۔بد چلن۔۔۔۔

غلط صحبت۔۔۔۔۔

وہ ہوتا ہے ناں کہ دوا کی مقدار ضرورت سے زیادہ ہو تو زہر بن جاتی ہے۔اسکے لئیے بھی ضرورت سے زیادہ کی محبت بن رہی تھی۔

ہم یہی تو کرتے ہیں۔بچوں کو بگاڑنے میں پیش پیش۔۔۔

"کوئی نہیں بچہ ہے۔۔۔لاڈلہ ہے ناں۔۔۔۔بچے ایسے ہی کرتے ہیں۔۔۔۔۔بڑا شرارتی ہے یہ"

لاڈلہ پن بھی ایک بیماری ہے۔یقین مانئیے۔

خیر۔۔۔۔۔

وہ بھی اسکے ساتھ ویسے ہی تھا۔گالیاں دینا، باپ کی دیکھا دیکھی مار پیٹ۔۔۔۔۔

وقت گزرتا گیا۔۔۔۔

سیاہ سیاہ تر ہوتا گیا۔۔۔۔اجلا اسکے نیچے دبتا گیا۔۔۔۔

"ہر گز ہر گز نہیں۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں تو اپنی ہی کروں گا۔آپ ہوتے کون ہیں مجھے روکنے والے"

وہ باپ کے سامنے تن کے کھڑا ہو جاتا۔روپیہ پیسہ تو اسکے ہاتھ کی میل تھا۔اب جوانی کی بیماریاں پال لی تھیں۔

نشہ۔۔۔جوا۔۔۔لڑکیاں۔۔۔۔بس۔۔۔۔

ہر وقت یہی۔۔۔۔دنوں گھر سے غائب رہتا تھا۔۔۔ہفتوں شکل نہیں دکھاتا تھا۔۔۔۔

ڈاکٹر ذیشان نے دیکھا کہ اسکے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

فق چہرہ۔۔۔۔زرد پڑتی رنگت۔۔۔۔لب کاٹتا ہوا۔۔۔

"تت۔۔۔۔تو تو گھر چلا گیا تھا ناں؟؟؟؟کک۔۔۔کیا ہوا؟؟؟؟؟؟"

"میں اپنا فون بھول گیا تھا یار۔"

اس نے آگے بڑھ کہ دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ راستے میں،دروازے میں پیر اڑائے کھڑا تھا

"تو کیوں اتنا پریشان ہو رہا ہے فیصل؟؟؟ خیریت تو ہے ناں؟؟؟؟؟"

"ہاں ہاں۔۔۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں۔وہ بس۔۔۔۔۔آ جا اندر"

اس نے ایک نظر اندر دیکھا اور پھر دروازہ کھول دیا۔فرش پہ اسکے جوتے اوندھے سیدھے پڑے تھے۔کرسی سے فرش پہ لٹکتا اوور آل۔۔۔۔۔

"وہ۔۔۔میں دراصل۔۔۔مجھے لگا میری قمیض میں کوئی چیز ہے کیڑا وغیرہ۔میں وہ دیکھ رہا تھا دروازہ بند کر کے۔۔۔۔"

ذیشان نے اٹیچڈ واش روم میں آہٹ سی محسوس کی تھی۔اس نے بغور ادھ کھلے دروازے کو گھورا تو ایک سایہ سا جھری میں سے ہٹ گیا تھا۔

"مجھے لگا کوئی سانپ بچھو نا ہو۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔ایویں میں مر مرا جاتا تو اس ماہ کی سیلری کون خرچ کرتا۔۔۔۔۔"

وہ واپس اپنی جون میں آ چکا تھا۔ذیشان فون چارجنگ سے اتار کے مڑا تو وہ پہلے کی طرح نارمل ہو چکا تھا۔

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔۔۔"

"میں بھی چلتاہوں تیرے ساتھ ہی۔۔۔۔"

وہ فٹافٹ جوتے پہن کر،اوور آل اٹھا کر،اسے لیئے کمرے سے باہر نکال آیا تھا۔ذیشان ابھی تک اسی الجھن میں تھا۔

کیاوہ واقعی اسکاوہم تھا؟؟؟؟؟؟؟

اگلے دن ڈاکٹر فیصل اسے معمول کی طرح ملا تھا۔ہشاش بشاش۔۔۔خوش گپیاں۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور سنائیں فرزان صاحب کے ولی عہد ! کب ہینڈاوور کر رہے ہیں پاپا آپکو یہ ڈیپارٹمنٹ؟؟؟؟"

وہ دھیمے سے ہنسا تھا

"پتہ نہیں۔پوچھ کے بتادوں گا۔"

وہ دونوں ان ساتھ ساتھ موجود بیڈز پہ کھڑے فائلز دیکھ رہے تھے۔

"ویسے ایک بات ہے۔میں ایچ اوڈی بن گیاتو مشکل ہو جائے گی سب کے لیئے۔۔۔۔

یونو میں سخت قسم کی نگرانی رکھوں گا سب کی۔"

اس نے چبا چبا کر کہا تھا۔

"اچھی بات ہے۔ لیکن مشکل تو پھر مجرموں کے لیئے ہو گی ناں۔ مجھ جیسے معصوم لوگوں کو کیا پرواہ۔ ہمارے دل اور ہاتھ صاف ہیں ڈاکٹر ذیشان صاحب"

"گڈ"

اس نے تائید میں سر ہلا دیا اور سسٹر کو ہدایات دینے لگا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ تیرا وہم بھی ہو سکتا ہے ذیشان۔"

حسن نے اسے بغور دیکھا تھا۔ وہ دونوں ہسپتال سے بھی پہلے دوست تھے۔ دونوں کا ایم بی بی ایس علامہ اقبال سے ہی تھا۔ ذیشان نے ابھی دو ماہ پہلے جوائن کیا تھا جبکہ ڈاکٹر حسن اور فیصل پہلے سے تھے۔

"اور میں کہوں گا یہ تیرا وہم ہی ہے۔ فیصل کو بھلے میں نہیں جانتا ہوں گا لیکن ایک اچھے ڈاکٹر کو میں جانتا ہوں۔ وہ بد دیانتی نہیں کر سکتا ذیشان۔ اور وہ ایک اچھا ڈاکٹر ہے

"

وہ کچھ دیر کو چپ رہ گیا

"میں یہ بات کرنا بھی نہیں چاہتا تھا لیکن دوست سمجھ کے ڈسکس کر لی۔مجھے پتہ ہے کہ یہ غیبت اور چغلی ہے، یہ جاسوسی ہے، یہ ناپسندیدہ ہے لیکن۔۔۔۔"

"لیکن یہ تیرے باپ کی ریپوٹیشن کا سوال ہے؟؟؟"

اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلا دیا

"مجھے انکی اور انکی عزت کی رتی بھر بھی پرواہ نہیں۔مجھے اپنی پرواہ ہے۔اپنے کولیگ کی پرواہ ہے۔میں نہیں چاہتا کہ کسی کی سیاہی مجھے بھی داغ دے جائے یا کوئی ہمیشہ تک اپنی سیاہی میں ہی جیتا رہے۔۔۔۔"

"ذیشان۔۔۔۔ذیشان۔۔۔۔"

حسن نے رسان سے کہا تھا

" Let it go..... Its nothing.... Nothing..... Oky ??? "

اس نے سر جھکا لیا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔نہیں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔تو شائد صحیح کہہ رہا ہے۔میں بلاوجہ اس پہ شک کر رہا ہوں۔ہو سکتا ہے وہ کوئی سانپ بچھو ہی چیک کر رہا ہو۔۔۔"

اس دن اس نے خود کو بھی گھر کا تھا۔اسے کوئی زہریلی شے کاٹ جاتی تب وہ بے گناہ قرار پاتا؟؟؟؟؟؟؟

اس دن خبر ملی پولیس پکڑ کے لے گئی ہے۔جانے کیا کیا جرم تھے۔انکے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔وہیں سینے پہ ہاتھ رکھ کے ڈھے گ ئے۔

"سٹروک۔۔۔۔۔دونوں ٹانگیں ضائع"

وہ عمر بھر کے لیئے مفلوج ہو گ ئے۔جس کا غم تھا،اسے ذرا پرواہ نہیں تھی۔اسکے وہی حالات تھے۔اسکے لیئے دنیا بس ایک شخص کی ذات تھی۔اسکی خودکی۔۔۔۔

احمد نے پڑھائی چھوڑ دی۔۔۔۔

کاروبار دیکھنے لگا۔۔۔فیکٹری۔۔۔۔وہ سب جو اسکا اپنا ہی تھا قدرت نے یوں لوٹا دیا

تھا۔پھر انکی ذمہ داریاں۔کھلانا پلانا،نہلانا دھلانا سب۔۔۔۔تائی تو بہت پہلے گزر چکی تھیں۔ان کے لئیے اب بس وہی تھا۔

سب کچھ۔۔۔۔۔۔

سر پہ پڑی تو احساس ہوا کہ انہوں نے کیا بویا۔۔۔وہی بویا تھا جو بیٹے کی صورت میں کاٹ رہے تھے۔

اور وہ۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تو کسی نیکی کا صلہ تھا۔

بنا تھکے،بنا چڑے،بنا اکتائے ہر وقت انکے لئیے تیار۔۔۔

"ابو جی کھانا۔۔ابو جی نہلا لیں۔۔۔جی ابو جی۔۔۔۔ٹھیک ہے ابو جی۔۔۔۔"

"میں پلٹ کر زندگی میں پیچھے دیکھوں تو سمجھ نہیں پاتا کہ وہ کونسی نیکی ہوئی جو خدا نے مجھے احمد جیسا بیٹا عطا کیا"

راشد صاحب بانگِ دہل کہنے لگے تھے۔سب کے سامنے کہنے لگے تھے۔بار بار کہنے لگے تھے۔اسے سینے سے لگائے،اسے ساتھ چمٹائے،اسکی بلائیں لیتے ہوئے۔۔۔۔

"میرا بیٹا۔۔۔۔۔میرا بیٹا۔۔۔۔۔"

کئی سال یونہی گزرے۔

اور اس دن وہ پھر سے باپ کے سامنے تھا۔لال چادر میں لپٹی وہ لڑکی۔

"میں پیار کرتا ہوں اس سے۔شادی کرنے والا ہوں۔"

وہ اسے دیکھتے رہ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارحم؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ کسی کو بھگالا یا تھا اور اب ان سے کیا چاہتا تھا؟؟؟؟ باقی کا دھڑ؟؟؟؟؟.

"دفعان ہو جاؤ۔۔۔۔چلے جاؤ۔۔۔۔جاؤ۔۔۔۔"

وہ دیر تک چلاتے رہے تھے۔احمد انہیں سنبھالنے کی کوششوں میں ہلکان تھا۔

"ابو۔۔۔بس کریں ناں۔۔۔اچھا بس کریں۔۔۔ چلیں گئے ہیں وہ۔۔۔۔ہاں نہیں آئیں گے وہ اب۔۔۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔"

وہ ساری رات ایسے ہی بے چین گزری۔اگلی صبح وہ نماز پڑھ کے لوٹا تو اسے بلایا۔پاس بٹھایا۔

"ساری رات سوچا ہے۔جیسا بھی ہے،میری اولاد ہے۔میرا خون۔آج اس سے منہ پھیر لیا تو کل کو حلیمہ منہ پھیر لے گی۔"

انہوں نے وہ کاغذ اسے تھمایا۔

"اس بلالو۔وہ آجائے۔یہ سب اسکا ہی تو ہے۔بٹوارہ کر دیا ہے۔اسکا اسے دیدیا ہے، تمہارا تمہیں۔دونوں بھائی ساتھ رہو۔خوش خوش۔ہمیشہ۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ڈاکٹر ذیشان"

وہ وارڈ سے نکل رہا تھا جب اسے کسی نے پکارا۔وہ چونک کر مڑا تو سامنے ڈاکٹر قراۃالعین کھڑی تھی۔اسکے وجود میں وہ توانائی کی سی لہر دوڑ گئی تھی۔اسے دیکھتے ہی پتہ نہیں کیوں ہر تھکان دور ہونے لگتی تھی۔

وہ رک گیا اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

"جی ڈاکٹر۔۔۔۔"

وہ اسکے سامنے کھڑی کچھ دیر سوچتی رہی

"وہ دراصل۔۔۔۔۔کل۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔"

اس نے سر اٹھایااور اسے دیکھا

"مجھے سوری کرنا تھی آپ سے۔کل میں آپ کے سامنے ڈاکٹر فرزان کو پتہ نہیں کیا کیا کہہ گئی۔سو سوری مجھے نہیں پتہ تھاوہ آپکے فادر ہیں"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ہنس پڑا

"کیاآپ نے میرے بارے میں کچھ الٹا سیدھا بولا تھا؟؟؟؟؟؟؟"

"نہیں"

"تو پھر مجھے سوری کیوں کہہ رہی ہیں؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گئی

"بیلیو می اگر آپ مجھے سیدھا سیدھا گالیاں بھی نکال لیتیں،میں تب بھی مائنڈ نا کرتا۔

اٹس اوکے ڈاکٹر"

وہ کہہ کر آگے بڑھنے کو تھا۔

"لیکن وہ آپکے فادر۔۔۔۔۔"

"اٹس اوکے میم۔۔۔۔اٹس اوکے۔۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا تھا۔

"جایئے۔۔۔آپکے مریض آپکی راہ دیکھ رہے ہیں"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر حرا اور زینب آفس میں بیٹھی فائلز دیکھ رہی تھیں۔مہینے کا آخر تھا تو ریکارڈ بھیجنا تھا۔اس کام سے حرا کی جان جاتی تھی۔وہ سارا دن مریض وارڈ میں کھڑی رہ سکتی تھی لیکن یہ دفتری قسم کا کام اسے شدید کوفت دیتا تھا۔

"میں تھک گئی یار۔۔۔چلو بریک لیتے ہیں؟؟"

"ابھی تو دس فائلز بھی نہیں ہوئیں۔یہ کم سے کم بھی کل تیس تو ہوں گی"

اس نے منہ بسورا۔

"مجھے نہیں پتہ۔ میں ایک منٹ بھی اور یہاں رکی تو سٹروک ہو جائے گا مجھے۔ چلو اٹھو۔۔۔۔"

اس نے کہا تھا اور اٹھی۔

"اٹھو بھی۔۔۔ چلو۔۔۔۔ بعد میں کرلیں گے باقی۔۔۔۔"

اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تو اسکی انگلی میں پڑی انگوٹھی دیکھ کر چونک گئی

"کیا؟؟؟؟؟؟ سچی؟؟؟؟؟"

"کیا ہوا؟؟؟؟؟"

زینب حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی

"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، پچھلے ہفتے تک یہ تمہاری انگلی میں نہیں تھی۔ میسنی لڑکی منگنی کروالی چپکے چپکے؟؟؟؟"

وہ جھینپ گئی تھی۔

"مطلب واقعی؟؟؟؟؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا

"واقعی بہت پہنچی ہوئی شے ہو تم عینی تمہیں ٹھیک کہتی ہے گُھنی میسنی۔۔۔"

"اچھا؟؟؟وہ مجھے بھینس گائے بھالو ریچھ پانڈہ،اسکے علاوہ بھی کچھ کہتی ہے؟؟؟؟

"

حرا ایک لمحے کو چپ رہ گئی تھی۔

"اچھا اب تم زیادہ بکواس ناکرو۔۔۔۔چلو مجھے پارٹی چاہیئے۔۔۔۔چلو۔۔۔

چلو۔۔۔۔"

اسکی منگنی کی خبر سارے ڈیپارٹمنٹ میں پھیل گئی تھی۔وہ جو اسے چھپانا چاہ رہی تھی، چھپا نا سکی۔ویسے بھی وہ ان لوگوں میں سے تھی جنہیں سپاٹ لائٹ میں آنا پسند نہیں ہوتا۔انہیں سب کی توجہ کا مرکز بننے کی عادت نہیں ہوتی ہے تو انہیں وہ سب عجیب لگتا ہے۔اب بھی وہ بس شرمندہ شرمندہ، جھینپی ہوئی، سر جھکائے،لال پڑتی سب سے

مبارکباد وصول کرتی، شکریہ کہتی جارہی تھی۔

ڈاکٹر فرزان نے بہت خوش ہو کر مٹھائی کھائی اور اسے زبردستی نوٹ بھی تھمایا تھا

"ارے پاگل لڑکی رکھ لو۔۔۔باپ سمجھ کے دے رہا ہوں۔۔۔۔خوش رہو"

وہ بہت دیر تک اس سے پوچھتے رہے تھے

"برخوردار کرتے کیا ہیں؟؟؟؟"

"چچازاد ہیں۔اپنا شوروم ہے۔یہیں۔۔۔۔"

"اچھا اچھا۔۔۔ماشااللہ"

"جی انکا نام رشید حسین ہے۔میرے تایا ہیں۔کل دوپہر سے یہی حالت ہے۔الٹیوں پہ الٹیاں اور ساتھ ڈائریا۔پانی پانی۔چاولوں کے پانی جیسا۔"

ڈاکٹر حرا نے انکی آنکھیں چیک کی تھیں

"کیا کھایا تھا صبح؟؟؟؟"

"ناشتہ وہی روز کا ہی ایک جیسا ہے۔چائے انڈہ پراٹھا"

"اور کچھ ؟؟؟"

اس نے نفی میں سر ہلادیا

"دانت خراب ہیں۔پان کھاتے ہیں ؟؟؟"

"جی ؟؟؟"

"کب سے ؟؟؟؟؟"

"کافی دیر سے۔بیس پچیس سال"

"آج بھی کھایا ہے ؟؟؟؟"

"جی صبح کھایا تھادن دس بجے کے قریب"

اس نے اثبات میں سر ہلایا

"ڈاکٹر صاحبہ کیا مسئلہ ہے انہیں ؟؟؟؟

"نہیں خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔فوڈ پوائزننگ ہے۔ہو جاتا ہے۔کھانے میں

کچھ اوپر نیچے۔انڈے سے ہو سکتا ہے۔کئی دفعہ پانی ٹھیک نہیں ہوتا"

احمد خاموشی سے سن رہا تھا۔

"یہ اینٹی بائیوٹک لگوالیں۔پانی کثرت سے دیں۔اہ آر ایس لے لیں۔جتنا زیادہ پئیں گے اتنا اچھا ہے۔ڈائریا کا دشمن ہے یہ۔بس یہی۔۔۔اور یہ الٹی کے لئیے گولی لکھ دی ہے"

"تھینک یو ڈاکٹر۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طبعیت سنبھلی نہیں تھی۔

دوا لینے کے بعد بھی انکی حالت خراب سے خراب ہوتی جارہی تھی۔ان کے کہنے پہ اس نے ارحم کا نمبر ملایا لیکن وہ بند تھا۔

شام تک وہ چکرا گ ےئے تھے۔ہاتھوں پاؤں میں درد اور جسم سے جیسے جان نکل رہی تھی۔

وہ دوبارہ ایمر جنسی میں لے گیا۔

"ڈی ہائیڈریشن (پانی کی کمی) کی وجہ سے ہے۔"

فوراً فلوئیڈ لگوادیا۔کچھ سکون بخش دوائیں۔اسے کچھ ٹیسٹ لکھ دیئے۔

رات کسی وقت طبیعت زیادہ بگڑ گئی تھی۔

کھانس کھانس کے براحال۔ساتھ میں اتناشدیدڈائریاکہ وہیں بستر بھر گیا

"ارحم۔۔۔۔۔ارح۔۔۔۔۔"

وہ سینے پہ ہاتھ رکھے ڈھے گئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈاکٹرز۔۔۔نرس۔۔۔ایمرجنسی۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔پسینے چھوٹ گئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے،اسکی نظروں کے سامنے وہ ختم ہوگئے تھے۔

ڈاکٹر فیصل نے سسٹرزروم سے نکلتے ہوئے تیمور کودیکھا تھا۔وہ اسے ہی دیکھتاہوانکلاتھا

اوراسے دیکھتا پاکر سر جھکا گیا۔

"کیسے ہو دوست ؟؟؟"

"ٹھیک ہوں سر"

اسے رکنا پڑا تھا۔فیصل نے بشاشت سے اس سے پوچھا تھا

"کام سمجھ آرہا ہے؟؟؟کوئی پریشانی تو نہیں ہے؟؟؟؟"

وہ وارڈبوائے تھا۔اٹھارہ انیس سالہ لڑکا۔نکلتا ہوا سا قد۔بھیگتی مسیں۔تیکھے سے نقوش۔گندمی سے زرا نکھرا رنگ۔۔۔۔

اس نے تین ہفتے پہلے جوائن کیا تھا۔نیا نیا آیا تو ظاہر ہے کوئی تجربہ نہیں تھا۔کام اکثر گڑبڑ کر جاتا تھا۔ابھی صبح ایک بیڈ پہ اتنی تیز ڈرپ چلادی تھی۔

"جی سر آرہا ہے"

"گڈ۔کچھ مدد چاہئیے ہو تو بتادینا۔ہم سب ایک فیملی ہیں یہاں"

"جی سر۔تھینک یو"

فیصل اسکا کندھا تھپتھپا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

"کون؟؟؟؟؟"

"ڈاکٹرروح الامین"

حرانے ڈرامائی انداز میں نام کو کھینچ کر کہا تھا۔

" Associate professor, former Head of department medicine in DHQ, Gujranwala "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھابندہ اوپر سے نیچے کو بھی آسکتا ہے؟؟؟؟"

"سناہے انہوں نے خود جاب چھوڑی ہے وہ والی۔"

عینی نے منہ بنایا

"عجب انسان ہے۔ایچ اوڈی کی پوسٹ پہ روز ڈنڈے پڑیں کوئی تب بھی نا چھوڑے اورانہوں نے ایسے ہی چھوڑدی"

"کہتے ہیں بہت قابل ڈاکٹر ہیں۔پتہ نہیں کون کون سی ڈگری۔پتہ نہیں کتنے گولڈ میڈل"

"تمہاری بڑی ریسرچ ہے۔ خیر ہے؟؟؟؟؟ تمہارے انکل و نکل تو نہیں ہیں وہ

؟؟؟؟؟"

"انکل؟؟؟؟"

حرا کی انکھیں ابل پڑیں

"بیالیس سال کا بندہ انکل ہوتا ہے؟؟؟"

"اور کیا ننھا کاکا ہوتا ہے؟؟؟؟"

"اور تم ننھی کاکی ہو کیا؟؟؟؟ کتنے کی ہو؟؟؟؟ تیس؟؟؟؟! کتیس؟؟؟ چونتیس

؟؟؟؟"

اس نے ایک ادا سے بال لہرائے

" I am just sixteen "

وہ دونوں زور سے ہنسی تھیں

"سولہ سال کی بالی عمر کو سلام۔۔۔۔۔۔۔"

ایک لے سے دونوں نے گایا تھا۔

"میرے ساتھی ڈاکٹرز، مجھے بہت خوشی ہے کہ اج ہمارے درمیان میرے ایک بہت اچھے دوست ڈاکٹر موجود ہیں۔ آیئے میں آپکا تعارف کرواتا ہوں، ڈاکٹر روح الامین"

کانفرنس روم میں سب جمع تھے۔ دراصل وہ نئے انیوالے ڈاکٹر کے لئیے استقبالیہ تھا۔

"یہ ملک کے چند اچھے اور قابل ڈاکٹرز میں سے ایک ہیں۔ کوئی بھی جریدہ، اخبار اٹھا لیں، یہ کہیں نا کہیں وہاں موجود ہوں گے۔ انکی خدمات کی فہرست یقیناً بہت طویل ہے اور اس نشست کا وقت بہت مختصر"

ڈاکٹر روح الامین اپنے تعارف کے لئیے ڈائس پہ آئے تھے۔

وہ چالیس کے پیٹے میں کھڑے ایک وجیہہ مرد تھے۔ ایک ایسا انسان جو اپنی زندگی کے محض تیس پینتیس سالوں میں سب کچھ حاصل کر چکا تھا۔ شہرت دولت مقام، سب کچھ۔ اسکی ذات میں ایک رعب تھا۔ وہ حقیقت میں قابل رشک تھے۔

"میں جاب چھوڑ رہا تھا۔میں جہاں تھا وہاں ہیڈ تھا لیکن خوش نہیں تھا۔میری ٹیم اچھی نہیں تھی۔ڈاکٹر فرزان سے میں نے مشورہ کیا۔یہ میرے محترم استاد رہ چکے ہیں۔مائ مینٹر۔۔۔ گرو۔۔۔۔انہوں نے کہا روح یہ مت کرنا۔ان کو تمہاری ضرورت نہیں، ہمیں ہے۔تو بس۔۔۔۔۔انکا حکم سر آنکھوں پہ اور میں یہاں ہوں۔ امید کرتا ہوں یہ سفر اچھا گزرے گا"

سب نے تالیوں سے انکی بات کی تائید کی تھی۔

"ایکسپائر ہو گیا پیشنٹ؟؟؟؟؟"

ڈاکٹر روح نے چونک کر دیکھا اور پھر وہ فائل اپنے سامنے کی۔آفس میں سامنے ڈاکٹر فرازان موجود تھے۔میز کے سامنے اِدھر ڈاکٹر حرا اور اسکے برابر میں وہ بیٹھے تھے۔

"سر ڈائریا شدید تھا۔رک نہیں رہا تھا۔اینٹی بائیوٹک دی، آئی وی فلوئیڈ دیئے، لیکن نہیں رکی سر"

"پہلے وہ چلے کیوں گ ئے تھے؟؟؟"

"میں نے روکا تھا سر لیکن انکا بیٹا کہنے لگا کہ میں گھر پہ اچھی کیئر کر لوں گا۔میں نے ٹیسٹ کروائے۔کوئی بیکٹریا نہیں ملا۔فوڈ پوائزنگ تھی لیکن وی کولرا نہیں تھا۔ علامات اسی کی تھیں۔"

ڈاکٹر روح کھنکارے

"پہلے واٹری ڈائریا تھا، پھر بعد میں خون بھی آیا؟؟"

"جی سر، رات کو"

انہوں نے فائل کے صفحات پلٹے

"سکن پہ ریش تھے؟؟؟؟؟"

"جی۔میں نے پوچھا تو انکے بیٹے نے کہا شائد پرانے ہیں۔۔۔۔"

"وی کولرا نیگیٹو؟؟؟؟"

"جی"

انہوں نے ڈاکٹر فرزان کو دیکھا۔وہ انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔وہ ہولے سے مسکرا دیئے

"آرسینک؟؟؟؟؟"

ڈاکٹر فرزان نے سر ہلایا تھا۔

احمدان کی قبر کے پاس بیٹھا تھا۔

خاموش۔۔۔۔کتبے پہ لکھے نام کو گھورتا ہوا۔۔۔۔بہت دیر تک۔۔۔۔۔۔

ہر طرف خاموشی تھی۔ قبرستان سنسان تھا۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔۔۔۔۔ساری زندگی۔۔۔۔کبھی کچھ اچھا نہیں کیا۔۔۔۔۔۔"

اس نے بناتاثرات کے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔ فضامیں اگربتی کی تیز باڑ رچی تھی۔

"جو تیرا ہے وہ تجھے دیدیا، جو اسکا ہے، اسے دے رہا ہوں۔۔۔۔اسکا؟؟؟؟؟کچھ تھا بھی اسکا؟؟؟؟؟؟ یا آپکا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے حقارت سے دیکھا

"فیکٹری میرے باپ کی۔۔۔کاروبار میرے باپ کا۔۔۔گھر بار بنک بیلنس سب۔۔۔۔اسکاپکچھ بھی کیوں؟؟؟؟سب میرا تھاتووہ کیوں؟؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے نفرت سے تھوکا تھا

"ساری زندگی گالیاں سنیں،ماریں کھائیں اور آخر میں بھی میرے ہی حق پہ ڈاکہ ؟؟؟؟؟؟؟"

وہ زرار کا

"ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"سب کچھ میرا ہے۔۔۔مجھ اکیلے کا۔۔۔۔۔ہمیشہ تک۔۔۔۔۔"

اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہ کاغذ نکالا۔انکی وصیت۔اس نے کاغذ پھاڑ کے ہوا میں اچھال دیا تھا۔

"آرسینک۔۔۔۔۔سنکھیا کہتے ہیں عام زبان میں۔۔۔ایک مشہور زہر۔۔۔۔

"

ڈاکٹر روح الامین بول رہے تھے۔

"سستا ہے، آسانی سے مل جاتا ہے۔ ناذائقہ نارنگ ناخوشبو۔۔۔۔۔۔"

احمد ان کے لئیے پان بنا رہا تھا۔

کتھا۔۔۔چونا۔۔۔چھالیہ۔۔۔۔اور وہ شیشی۔۔۔۔

وہ سفوف۔۔۔۔۔

"اسکی علامات کولرا یا فوڈ پوائزننگ جیسی ہیں تو اس سے کنفیوز ہو جاتا ہے۔ متلی، الٹیاں، ڈائریا، بخار، تھکاوٹ۔۔۔وہی ساری باتیں"

رشید صاحب اپنی وہیل چیئر پہ تھے۔ منہ سے الٹی بہہ رہی تھی۔ وہ احمد کو آوازیں دے رہے تھے۔

"لیکن فرق کر سکتے ہیں۔ اس میں پاخانے میں خون آتا ہے۔ گلے میں تکلیف ہوتی ہے۔ جسم پہ ریش ہو جاتے ہیں۔"

وہ بستر پہ پڑے تھے۔

ہلکان۔۔۔۔نڈھال۔۔۔۔۔احمد انکے لئیے او آر ایس کا گلاس بھر رہا تھا۔ چٹکی بھر سفوف۔۔۔۔۔۔

"وہ لڑکا بہت کچھ چھپا گیا۔ جلدی جلدی میں۔۔۔۔ لیکن ایک غلطی بھی کر گیا۔ آرسینک اتنی جلدی سے تباہ نہیں ہوتا۔ لاش جل جائے، ڈوب جائے، خراب ہو جائے، تب بھی یہ موجود رہتا ہے۔ سالوں بعد بھی تحقیق کروں تو مل جائے گا۔ اور زیادہ نہیں بس زرا سا ٹشو چاہئیے ہوتا ہے ٹیسٹ کے لئیے"

احمد فون پہ لگا ہوا تھا۔

کال پہ کال۔۔۔۔۔پریشان۔۔۔۔جلدی جلدی۔۔۔۔۔

ساتھ وہ سامان باندھ رہا تھا۔ ویزہ۔۔۔۔ڈاکومنٹس۔۔۔۔

"تو سر اب ہم کیا کریں گے ؟؟؟"

"سب سے پہلے پولیس کو کال۔ ہمارا شک جس پہ ہے اسکا نام لیں گے۔ پھر فارینسک سے بات کریں گے۔ وہ تحقیقات کریں گے۔ قبر کھلوانے کے سارے معاملات وہ دیکھیں گے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ زرار کے تھے۔

"لیکن اس سب سے قطع نظر یہاں سبق کیا ہے ڈاکٹر حرا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے سر اٹھایا

"کانوں سنی، آنکھوں دیکھی بھی جھوٹ ہو سکتی ہے۔۔۔۔ لیکن سچ بھی وہیں ہوتا ہے۔۔۔۔ جھوٹ کے اندھیروں تلے کہیں۔اسے کھوجنا ہی ہمارا کام ہے۔۔۔۔ پیشنٹ کی ضرور سنو لیکن اپنے دل کی بھی سنو۔انکھیں بند کر کے مریض کے کہے پہ مت چل پڑو۔خود سے سوچو، ڈھونڈو اور تب قدم اٹھاؤ۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ مسکرا دیئے۔

ان سے پرے،

احمد جہاز کی سیڑھیاں چڑھ چکا تھا۔

باب سوم: کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے

ڈاکٹر حسن نے انجکشن بھرا اور احتیاط سے انکے بازو میں لگایا تھا۔سرنج باہر نکالتے ہی

وہاں روئی کا پھویا رکھا اور کچھ دیر تک نرمی سے ملا تھا۔

"امی کوئی ایسی شُبھ مہورت بھی نہیں نکلی ہوئی آج کے دن کی۔۔۔۔ آپ ریسٹ کرلیں، ہم پھر کسی اور دن پہ رکھ لیتے ہیں"

وہ خالی انجکشن پہ سرنج چڑھا کر ڈسٹ بن میں اچھال چکا تھا

"اچھا وہ "کسی اور دن "میں زندہ ہوں گی؟؟؟ یہ گارنٹی ہے؟؟؟؟؟"

"پلیز امی۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اکتایا

"آپ نے وعدہ کیا تھا یہ بات پھر نہیں کریں گی"

"تونے بھی وعدہ کیا تھا کہ چپ چاپ سب کرتا رہے گا۔ جیسے جیسے میں کہوں گی"

"میں صرف آپکی طبیعت کی وجہ سے کہہ رہا تھا"

"ٹھیک ہوں میں"

انہوں نے ٹیک چھوڑ دی اور سیدھی ہو بیٹھی تھیں

"لڑکی اچھی ہے۔گھر اچھا ہے۔گھر والے اچھے ہیں۔تو ایسے اچھے رشتے روز روز نہیں ملتے۔آج کے دن کی بات ہو چکی ہے تو وہ انتظار میں ہوں گے۔یوں عین وقت پہ منع کرنا مناسب نہیں ہے بیٹا۔۔۔"

وہ چپ رہ گیا

"جلدی آنے کی کوشش کرنا۔۔۔ "

"جی۔۔۔لیکن آپ بھی ریسٹ کیجئیے گا۔بھابھیاں کر لیں گی سب۔۔۔۔"

انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔اسے پتہ تھا وہ اسکے نکلتے ہی بستر چھوڑ دیں گی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ابھی مہینہ نہیں ہوا کہ وہ گھر شفٹ ہوئی ہیں۔ایم آئی (مائیوکارڈیل انفارکشن یعنی ہارٹ اٹیک) کے بعد سے بہت ڈر گئی ہیں۔موت کو دیکھ کر انسان زندگی سے ایسے ہی بے اعتبار ہو جاتا ہے جیسے وہ ہو گئی ہیں۔"

ذیشان خاموشی سے سن رہا تھا۔

"رشتے تو وہ بہت دیر سے دیکھ رہی تھیں لیکن تب کوئی پسند نہیں آتا تھا۔اب تو وہ

چٹ منگنی پٹ بیاہ کرنے کو تیار ہیں۔پرسوں کسی رشتے کرانے والی نے رشتہ بتایا ہے۔ لڑکی ایم فل ہے۔ایک پرائیویٹ کالج میں لیکچرار ہے۔دو بہنیں ایک بھائی۔ چھوٹی سی فیملی"

"تجھے ٹھیک لگ رہا ہے؟؟؟؟"

" "انہیں ٹھیک لگنا چاہیئے"

"لیکن زندگی تو نے گزارنی ہے۔ تیری بھی تو پسند ہونی چاہیئے"

وہ ہنس پڑا

"میں تو مشرقی لڑکا ہوں میرے بھائی۔میری دلہن میری ماں کی پسند سے ہی ہو گی۔ مجھے انہیں یہ مان دینا اچھا لگتا ہے۔انکو یہ احساس دلانا کہ وہ اتنی اہم ہیں کہ میں یہ فیصلہ بھی ان پہ چھوڑ رہا ہوں۔ہاں ٹھیک ہے میں لو میرج کے خلاف نہیں۔یہ میری ذاتی رائے ہے جس سے بہت سارے لوگ شائد متفق نا ہوں لیکن مجھے یہ ایسے ہی پسند ہے۔یہ روایت۔۔۔۔۔یہ ہی تو مشرق کی پہچان ہے"

ذیشان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"میں تیرے لیئے خوش ہوں بھائی"

وہ دونوں مسکرادیئے تھے۔

وہ ہسپتال سے جلدی فری ہو کر گھر پہنچا تو چھوٹا بھائی اٹوائی کھٹوائی لیئے پڑا تھا۔

"دوپہر سے طبیعت خراب ہے۔میں نے بہت کہا کہ تیرے پاس چیک اپ کروا آئے پر سنتا کون ہے میری"

اس نے زبردستی بی پی چیک کیا۔ہمیشہ کی طرح شوٹ کر رہا تھا۔

"خدا کا خوف کیا کر حسین۔جب پتہ ہے کہ بی پی مسئلہ کرتا ہے تو کیوں دھیان نہیں دیتا؟؟؟یہ دودوپیناڈال روز مسئلے کا حل نہیں ہے۔دل کے ساتھ ساتھ معدہ بھی بیمار ہو جائے گا تب سبق سیکھے گا؟؟؟"

اس نے گھورا تھا۔

"کل کو تو چیک اپ کے لیئے آئے گا اور ہم اسکا علاج شروع کریں گے"

"کچھ نہیں بھائی بس تھکاوٹ۔۔۔۔۔"

"شٹ اپ۔۔۔۔۔۔"

اس نے گھر کا

"ریسٹ کر اور کل کو تو نہیں پہنچا ہسپتال تو پھر دیکھنا۔۔۔۔۔ سمجھا؟؟؟؟؟؟"

گھر میں جانے کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔امی حسب معمول آرام ترک کیئے خود ہر کام میں لگی ہوئی تھیں۔اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر چپ ہو گیا۔گھر کی مرغی دال برابر تھی۔

اور ماں باپ کہاں سنتے ہیں اولاد کی۔لاکھ سمجھاؤ پر نہیں۔آرام کی بات پہ تو چڑ جاتے ہیں۔

"ہاں ہاں اب ہم ناکارہ ہیں تو سارا دن بستر توڑیں۔۔۔۔۔کوئی بوڑھاپا نہیں ہے، زبردستی بیمار نا بناؤ۔۔۔۔۔"

حد ہے یار۔۔۔۔۔۔

ڈرائنگ روم میں بڑا اچھا ماحول تھا۔اے سی کی خنکی کے ساتھ ساتھ وہاں جذبوں کی

گرمائش سی بھی تھی۔ فضا میں ہنسی کی تتلیاں اڑتی پھر رہی تھیں۔ باتوں کے جگنو ٹمٹماتے پھر رہے تھے۔

"وہ تو جی پرانے زمانے کی باتیں ہیں کہ لڑکا ہونے والی بیوی کے گھر تو کیا محلے میں بھی نظر نا آئے۔ ہم تو جی ماڈرن خیالوں کے ہیں۔ اتنے نہیں کہ شتر بے مہار ہو جائیں، لیکن اتنے ضرور کہ فرسودہ باتوں کو خود سے نوچ پھینک چکے ہیں۔ اب دیکھیں ناں برخوردار آپ کے ساتھ آئے ہیں۔ یہ میری بیٹی میرے ساتھ بیٹھی ہے۔ ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔ بات کرنا چاہیں تو کر لیں، جو پوچھنا ہو، بتانا ہو سب کے سامنے ہو جائے۔ بعد کے جھنجھٹ نا رہیں"

"ٹھیک کہہ رہے ہیں بھائی صاحب"

امی نے تائید کی تھی۔ اس نے دیکھا، وہ اپنی ماں کے برابر میں بیٹھی تھی۔ امی اور بھابھی سے دھیمے لہجے میں بات کرتی ہوئی۔ کن انکھیوں سے اسے بھی دیکھ لیتی تھی۔ اسکا سر تا پا معائنہ تو وہ پورا کر چکی تھی۔

"ہارٹ اٹیک کے بعد سے بھائی صاحب میں زندگی سے بے اعتبار ہو چکی ہوں۔ اب تو بس یہی خواہش ہے کہ جلد از جلد اپنے بچے کا گھر بسا دیکھ لوں۔ اسی لئیے میں منگنی

وغیرہ کے جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتی۔اپ نکاح کی تاریخ دیں تاکہ اسکی تیاری کر سکیں"

انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔امی نے پرس سے وہ نوٹ نکالے اور اس کے ہاتھ پہ رکھے تھے۔

"بس اب سے یہ میری امانت ہے آپکے گھر بہن جی۔۔۔۔"

اسکی بڑی بہن مٹھائی کی ٹرے اٹھائے سب کا منہ میٹھا کروانے لگی تھیں۔اس بچے نے وہ گلاب جامن اٹھانا چاہا جب اسکی ماں نے گھورا اور دبے لہجے میں ڈانٹا

"نا بچے،خوشی کا موقع ہے"

"وہ دراصل آنٹی اسے شوگر ہے"

امی کی آنکھیں ابلیں

"اِتی سی عمر میں؟؟؟؟"

انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا

"چار سال ہو گئے پتہ چلے۔اب تو انسولین بھی لگنے لگی ہے۔گھر میں تو ہم نظر

رکھتے ہیں لیکن بچہ ہے، باہر سکول میں بچوں کے ساتھ ڈنڈی مار جاتا ہے"

"اللہ خیر کرے"

"میں تو یار امپریس ہو گئی ہوں ڈاکٹر روح الامین سے۔۔۔انکے جو یہاں وہاں چرچے ہیں، بلاوجہ نہیں ہیں۔وہ ماشاءاللہ اتنے ذہین ہیں۔یوں لمحے میں معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے۔وہ پوائزنگ کا کیس تھا اور میں ڈائریا کا علاج کرتی رہ گئی"

ڈاکٹر حرا بولتی چلی گئی تھی۔

" He is genius. He deserves more seriously.... "

قراۃالعین نے اکتا کر اسے دیکھا تھا

"اچھا بس بھی کرو۔کب سے انکی آرتی اتار رہی ہو"

"اور تمہاری آرتی اتاروں؟؟؟"

اس نے منہ بنایا

"میں نے تم سے ڈسکس کیا تھا وہ کیس۔ تم اتنی جینیئس تھیں تو تم بتا دیتیں مجھے کچھ۔ تم نے بھی تو میری ہاں میں ہاں ملائی بس"

"سولی چڑھا دو مجھے"

"چِڑ کیوں رہی ہو؟؟؟؟ گھر والوں سے لڑ کے آئی ہو صبح؟؟؟؟ ویسے میں نے نوٹس کیا ہے، جس دن یہ منحوس لال سا سوٹ پہن کر آتی ہو ناں، سارا دن انگارے چباتی رہتی ہو۔۔۔۔"

وہ ہنس دی

"ہاں میں ڈریگن ہوں ناں۔۔۔۔۔"

"نہیں ڈریکولن ہو۔۔۔خون آشام۔۔۔۔۔"

"چلو بکواس بند کرو۔۔۔۔راؤنڈ ہے ساڑھے دس۔ تمہارے وہ ڈاکٹر روح الامین کا ہے۔۔۔۔۔"

"پچھلے چار سال سے بلڈ پریشر کی مریض ہیں۔ دوائی روٹین سے نہیں لیتی ہیں۔ آج

لے لی پھر چھوڑ دی، ہفتے بعد طبیعت خراب ہوئی تو چار دن لے لی پھر وہی حال۔رات واش روم کے لئیے اٹھی ہیں تو چکر کے گر پڑیں۔ہم ہسپتال لیکر آئے ہیں۔ڈاکٹر کہتے ہیں سٹروک ہوا ہے"

ڈاکٹر روح نے اثبات میں سر ہلا دیا

"کولیسٹرول بڑھا ہوا ہے۔وہ نالیوں میں جم رہا ہے۔یہ دل کی نالی میں جمے تو ہارٹ اٹیک،دماغ تک پہنچ جائے تو سٹروک۔"

وہ زرار کے

"یہ ساری ماڈرن بیماریاں۔انہیں امیروں کی بیماریاں کہتے تھے پہلے۔۔۔اب تو سب امیر غریب شکار ہیں انکا۔ہائی بلڈ پریشر،دل کے مرض،سٹروک،ایم آئی،انجائنا،ذیابطیس،اسکیمک ہارٹ ڈیزیز۔یہ سب ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ان کے مریض اکٹھے کریں تو باقی سب بیماروں سے زیادہ ہوں گے۔"

"سر مریض سمجھتا نہیں"

"تو اسے سمجھائیں۔اسے تعلیم دیں۔اسے نہیں پتہ،اسے بتائیں کہ یہ معمولی سی باتیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کتنی خطرناک ہو سکتی ہیں۔وہ ٹال جاتا ہے۔بی پی بڑھا ہوا ہے، چلو کوئی نہیں اجکل کس کا نہیں بڑھا ہوا۔ارے ہاں بڑھا ہوا ہے سب کا لیکن یہ نارمل بات تو نہیں ہے۔سب بیمار ہیں تو تم بھی بیمار ہو۔بیمار ہونا بیمار نہیں۔یہ عام بات نہیں"

انہوں نے مریض کی فائل رکھی تھی۔

"وارڈ بھرا پڑا ہے۔کسی کی بھی ہسٹری لے لیں۔ہائپر ٹینشن،دل کا مسئلہ، شوگر۔۔۔ہر دوسرا،ہر تیسرا پیشنٹ۔اور انکی دوا کتنے لوگ لیتے ہیں؟؟؟؟پرہیز کتنے کرتے ہیں؟؟؟؟پوچھیں۔۔۔دس میں سے دو مل جائیں تو میرا گریبان پکڑ لینا۔۔۔۔"

"سر السلام علیکم"

ڈاکٹر حرا نے اگے بڑھ کر سلام کیا تھا۔وہ خوشدلی سے مسکرائے تھے

"جی ڈاکٹر صاحبہ!کیسی ہیں آپ؟؟؟"

"میں ٹھیک ہوں سر"

ڈاکٹر قراۃ العین اسکے ساتھ ہی تھی۔

"سر اس لڑکے کا کیا بنا؟؟؟وہ آرسینک والا؟؟؟؟"

اس نے پوچھا تھا

"وہ آرسینک ہی تھا؟؟؟؟"

"جی ہاں۔فارینسک والوں نے قبر کھلوا کے سیمپل لیئے تھے۔بہت زیادہ مقدار ملی ہے۔"

"تو وہ پکڑا گیا؟؟؟؟"

"نہیں۔سب کچھ بیچ باچ وہ باہر بھاگ گیا ہے۔"

وہ چپ رہ گئی

"ڈاکٹر حرا کچھ گناہوں کی سزا ہمیں دنیا میں ہی ملتی ہے۔اسکے چچا نے کافی زیادتی کی اس کے ساتھ بچپن میں۔تو اس ظلم کا بدلہ اس نے یوں لیا ہے۔ٹھیک ہے بدل لینے کا حق ہے۔لیکن کیا یہاں انصاف ہوا؟؟؟؟؟کتنا بدلہ جائز ہے یہ کون طے کرتا ہے؟؟؟؟ انسان نے تو ہمیشہ ڈنڈی ماری ہے۔اس نے ترازو کب سیدھا پکڑا ہے؟؟؟؟"

وہ سمجھنے کے سے انداز میں سر ہلا گئی تھی۔

"خیر یہ تو دنیا کی باتیں ہیں چلتی رہیں گی۔ چلیں چائے پلواتا ہوں آپکو۔۔۔"

"شیور سر۔۔۔۔"

وہ انکے آفس کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

"منگنی کروا کے تو عید کا چاند ہو گئی ہیں آپ ڈاکٹر زینب" !!!

ڈاکٹر ذیشان نے اس سے کہا تھا۔وہ اپنی اپنی فائل لئیے ایچ او ڈی آفس میں موجود تھے۔

"کہاں ہوتی ہیں آپ سارا دن؟؟؟ نظر ہی نہیں آتیں؟؟؟؟؟"

"میں تو یہی ہوتی ہوں سر۔۔۔۔لیکن آپ شائد کہیں اور ہی پہنچے ہوتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر قراۃ العین کے علاوہ کچھ اور دیکھیں تو پتہ چلے۔۔۔۔۔"

وہ ہنس پڑا تھا۔

"تہمتیں۔۔۔۔۔۔۔"

"نہیں سر۔۔۔۔۔۔توبہ کریں۔۔۔۔"

تبھی ڈاکٹر فرزان اندر آئے۔وہ سیدھا ہو بیٹھا۔وہ ان سے پروفیشنل انداز میں وہ فائلز ڈسکس کرتے رہے تھے۔وہ قریباً آدھے گھنٹے بعد آفس سے نکل رہے تھے جب ڈاکٹر فرزان نے اسے اواز دی تھی

"ڈاکٹر ذیشان آپ دومنٹ رکیں"

زینب اللہ حافظ کہہ کر نکل گئی تھی۔وہ بادل نخواستہ ساواپس پلٹا۔

"بیٹھ جاؤیار۔باپ ہوں کھاتو نہیں جاؤں گا"

وہ طنزیہ ہنسا

"کیا پتہ۔۔۔۔"

"ذیشان بس کردویار۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔"

"آپکو کوئی کام تھا سر"

وہ اسے دیکھ کر رہ گ ئے تھے۔اسکی زبان سے سر کی جگہ بابا سننا چاہتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں چاہ رہا تھا تم رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ۔گھر پہ"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا

"سوری سر۔۔۔۔۔۔"

"ذیشان۔۔۔۔۔پلیز بیٹا۔۔۔۔۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتا واپسی کو پلٹا تھا۔

"اتنی بار معافی مانگو تو خدا بھی معاف کر دیتا ہے یار"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے پلٹ کر انہیں دیکھا تھا۔

"لیکن میں خدا نہیں۔۔۔۔۔ہوتا تو شائد تب بھی معاف نہیں کرتا۔۔۔۔۔"

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔

"دس دن پہلے کہا تھا میں نے تمہیں چیک اپ کروانے کو۔آج یاد آیا ہے؟؟؟؟"

ڈاکٹر حسن نے چھوٹے بھائی کو گھورا تھا۔وہ اسے لیئے آفس میں آگیا تھا۔وہیں ایک

کرسی پہ ذیشان بیٹھا تھا۔ دوسری دیوار کے ساتھ رکھے صوفے پہ حرا اور عینی بیٹھی اپنے کاموں میں مصروف تھیں

"اب پھر سر درد ہوا ہو گا تبھی یاد آیا۔ ہے ناں ؟؟؟"

"کم آن بھائی۔ یہاں تو بخش دیں سب کے سامنے۔ گھر پہ تو رعب جما لیتے ہیں، یہاں تو جانے دیں"

اس نے بلڈ پریشر چیک کرنا شروع کیا تھا۔

"اتنی سی عمر میں بی پی کا مسئلہ ؟؟؟؟"

ذیشان نے حیرانی سے دیکھا

" 180/100 mm of Hg "

اس نے بتایا تو ذیشان کی آنکھیں ابل پڑیں۔ وہ اسکی طرف پلٹا

"کیا کرتا ہے یار تو؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گیا

"اسکی وجہ بھی ہم خود ہیں۔چلو کچھ تو ہمیں اماں ابا سے ملی ہے لیکن ہم اسے کنٹرول تو کر سکتے ہیں۔اس سے پوچھو کیا روٹین ہے اسکی؟؟؟؟دن چڑھے اٹھنا تو واک کا تو سوال ہی پیدا نہیں۔پھر کالج۔چھ گھنٹے بیٹھ کے پڑھنا۔آ کے سو جانا۔شام کو اکیڈمی میں بیٹھے رہنا۔رات گئے تک موویز،ڈرامے۔۔۔۔لیٹے لیٹے۔۔۔بیٹھے بیٹھے۔۔۔۔۔واک۔۔۔ورزش۔۔۔ایکسرسائز۔۔۔۔؟؟؟؟"

وہ زرار کا

"اور خوراک۔پراٹھے۔آملیٹ۔سبزی نامی کوئی شے نہیں۔گھی سے روٹی کھلا دو۔کھانے میں کھیوڑہ کی کان چھڑک کے کھانا۔پھر روز پڑا بر گا شوارمے۔۔۔۔"

"یہ تو میری کہانی سنا رہے ہیں ڈاکٹر حسن"

حرا نے لقمہ دیا تھا

"یہ ہم سب کی کہانی ہے۔یہ ہم سب کی زندگی ہے۔ہم سب کا لائف سٹائل۔اپاہجوں جیسی زندگی۔"

وہ ہنسا

"کل وارڈ میں بی پی آپکا ہی لو ہو رہا تھاناں ؟؟؟ پھر دوپہر میں پزااور کوک بھی آپ نے ہی اڑائی تھی۔اب ڈاکٹر کا یہ حال ہے تو میرا یہ مریض بھائی تو معصوم ہے"

وہ ہنس پڑی

"کیا کریں سر۔۔۔۔۔چھٹتی نہیں ہے کافر منہ کو لگی ہوئی۔۔۔۔۔"

اس نے نفی میں سر ہلادیا

"ناں جی۔سچ تو یہ ہے کہ ہم چھوڑنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔"

وہ ٹیسٹ لکھنے لگا تھا۔

"یہ دل کے معاملے ہیں جناب۔یہ مشکل ہی سے ٹھیک ہوتے ہیں"

ذیشان نے کن انکھیوں سے ڈاکٹر عینی کو دیکھا تھا۔

"شاپنگ تو ساری سعدیہ (اسکی ہونیوالی بیوی) کی مرضی سے ہی ہو گی۔وہ ان کے ساتھ چلی جائے اور اپنی مرضی کا کپڑا جوتا لے لے۔بعد میں اس نے ہی پہننا ہے تو مرضی بھی اسکی ہی ہونی چاہیئے"

امی نے کہا تھا۔

" صحیح کہہ رہی ہیں"

بھابھی نے تائیداً کہا تھا۔

گھر میں شادی کے ہنگامے شروع ہو چکے تھے۔امی اور بھابھی زور و شور سے تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں۔ہر احتیاط اور پرہیز بھلائے وہ بس کاموں میں جتی رہتی تھیں۔

"ٹھیک ہوں میں۔بس تو چپ کر جا۔۔۔۔"

وہ بھی چپ ہی کر جاتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسین پہ اس نے سختی شروع کی تھی۔روز صبح نماز کے وقت اسے زبردستی اٹھاتا تھا اور واک پہ لے جاتا

"ابھی کتنی زندگی پڑی ہے حسین۔یہ خدا کا تحفہ ہے۔یہ جسم، صحت۔اسکی قدر کرو۔ یہ تو ہماری مرضی پہ چلتا ہے۔اسے سست اور ہڈ حرام بنانا چاہو تو بنالو،اسے مشقت کا عادی بنانا چاہو تو بھی تم پہ ہے۔"

اسکے ارد گرد ہسپتال میں ہی نہیں،عام زندگی میں بھی مریض ہی تھے۔

امی ہارٹ پیشنٹ۔ابو کو دل کا مرض قبر تک لے گیا تھا۔چھوٹی بھابھی کا بی پی لو ہوا رہتا تھا۔بڑی بھابھی کی دوسری پریگننسی بی پی نے ضائع کروادی تھی۔اب حسین کا یہی حال تھا۔

"واک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ حل ہے۔بہت ساری پریشانیوں کا۔روز کی واک۔دو سے تین کلومیٹر۔زیادہ نہیں ہے۔شروع تو کریں۔۔۔۔۔۔کل سے نہیں۔۔۔آج سے۔۔۔۔۔۔"

"بیڈ نمبر تین کی پٹی کروادیں"

"جی سر"

سسٹر عالیہ نے کہا تھا

"کس کی ڈیوٹی ہے؟؟؟؟"

"تیمور کی سر"

"چلیں اسے کہیں کردے"

ڈاکٹر فیصل کہہ کر وارڈ سے نکل آیا تھا۔شام میں وہ راؤنڈ کے لیئے نکلا تو پیشنٹ کے بازو کی حالت دیکھ کر شاکڈ رہ گیا۔

پٹی اتنے بھونڈے انداز میں کی گئی تھی،اتنی سخت کہ کلائی سے کہنی تک سارا بازو سوج چکا تھا۔

"تیمور کو بلائیں"

وہ پھنکارا تھا۔اسے قہر ہی تو چڑھ گیا تھا۔وہ بیڈ اسکی زمہ داری تھا اور مریض کی جو حالت تھی،اسکا بازو اور ہاتھ کی ہمیشہ کے لیئے گنگرین ہو سکتی تھی۔

"یہ پٹی کی ہے تم نے ڈفر؟؟؟سارا خون رکا ہوا ہے اسکا چھ گھنٹوں سے؟؟؟اسی ہاتھ پہ ڈرپ ٹھوک دی ہے۔یہ ایڈیما تو دیکھو"

وہ اس پہ برس پڑا تھا۔

"یہ سیکھ کے آئے ہو؟؟؟"

وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔

"سوری سر"

"وہ ہمیشہ کے لئیے مفلوج ہو جاتا اور تم کہتے سوری سر۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟"

وہ زور سے چلایا تھا۔سارے وارڈ میں اسکی ہی آواز گونج رہی تھی۔

"اس دن بکواس کی تھی میں نے کہ جو کچھ پتہ نہیں چلتا پوچھ لیا کرو۔ایسے ہی اس دن مریض کو انجکشن آرٹری میں ٹھوک دیا تھا ناں؟؟؟؟؟"

"میں بدل۔۔۔۔۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔دفع ہو جاؤ۔۔۔۔"

اس نے فائل اٹھا کے اسکے منہ پہ ماری تھی۔

باب چہارم:پریشر کُکر

"نائنٹی فائیو پرسنٹ مارکس۔اس سے ایک بھی نمبر کم اور میں تمہاری چمڑی ادھیڑ دوں گا"

ابو کی کہی تو ویسے بھی پتھر پہ لکیر ہوتی تھی۔

قراۃ العین نے سنا تو باپ سے کئی بار بات کی۔ بار بار سمجھانا چاہا لیکن انہوں نے درشتی سے اسے بھی چپ کروادیا۔

"میں اسکا باپ ہوں، میں اسے اچھے سے جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کے لیئے کیا اچھا ہے اور کیا نہیں۔"

"ابو وہ پڑھائی میں کمزور ہے۔ وہ بائیو نہیں پڑھ سکے گا"

"میں جان بھی نکال دوں گا اسکی۔"

وہ دھاڑے

"کوئی کمزور نہیں ہے وہ۔ سب انسان ایک سے ہوتے ہیں۔ ایک جیسی آنکھیں ناک کان۔۔۔اور دماغ۔۔۔۔بس کچھ لوگ اسے استعمال نہیں کرتے۔ زنگ لگ جاتا ہے۔ ہڈ حرام ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان سے نمٹنا آتا ہے"

ہر ماں باپ کو لگتا ہے کہ اسے اپنی اولاد سے نمٹنا آتا ہے۔ شائد آتا بھی ہو لیکن کم از کم انہیں نہیں آتا تھا۔

وہ اسکا چھوٹا بھائی تھا۔

فہد۔۔۔۔اکلوتا بھائی۔۔۔۔جان سے پیارا بھائی۔۔۔۔

لیکن وہ اسکے لیئے کچھ بھی نہیں کر سکی تھی۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔۔جب وہ میٹرک میں کم نمبر لانے پہ باپ کے ہاے ھوں جانوروں کی طرح پِٹا تھا تب بھی وہ چھڑوا نا سکی، انکا ہاتھ روک نا سکی تھی۔

"بائیو نہیں سمجھ آتی مجھے"

وہ منمنایا

"فلمیں ڈرامے بڑی جلدی امجھ آتے ہیں تجھے؟؟؟؟"

وہ ڈاکٹر کا بھائی تھا۔وہ جس راہ سے گزر کر جہاں پہنچ چکی تھی، اس کے لیئے بھی وہاں پہنچنا لازم کر دیا گیا تھا۔یہ تو فرض ہوتا ہے ناں ہمارے گھروں میں۔۔۔فوجی کے بھائی بہن بچے فوجی، ڈاکٹر کے ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔۔

"میں نے نہیں بننا ڈاکٹر۔۔۔۔مجھ سے نہیں ہو گا"

اس نے رو کے بھی کہا، ضد کر کے بھی دیکھ لی، مار بھی کھائی پر جیت نا سکا۔

ایف ایس سی میں اسکے 67 فیصد نمبر آئے تھے۔ابو نے کمرہ بند کر کے اس پہ کئی

ڈنڈے توڑے تھے۔وہ رات گ ےئ اسکے بدن پہ زخم گنتی رہی،مرحم رکھتی رہی تھی۔

"یہی پڑھے گا۔یہی کرے گا۔یہی۔۔۔۔۔۔بس"

"ابو اللہ کا واسطہ رحم کریں"

"اسے کہہ یہ رحم کرے"

وہ بھی چلاۓ

"وہ رضا صاحب کا بیٹا۔۔۔نوے فیصد نمبر۔۔۔ارسلان صاحب کی بیٹی۔۔۔۔ستانوے فیصد۔۔۔اور وہ خورشید صاحب کا بچہ۔۔۔بورڈ میں ٹاپ۔۔۔میں ان سب کو کیا منہ دکھاؤں۔۔۔کیا بتاؤں۔۔۔؟؟؟؟"

معاشرے نے انسان کا جو حال کیا ہے،وہ جنگوں نے بھی نہیں کیا۔

اسے ریپیٹ کروایا۔۔۔نمبر ستر فیصد ہو گ ےئ۔۔۔

پھر ریپیٹ۔۔۔۔۔نمبر وہیں کے وہیں۔۔۔۔۔

ساتھ ہی انٹری ٹیسٹ۔۔۔ہر بار۔۔۔ہر بار اسکے پچاس فیصد نمبر بھی نہیں آتے

تھے۔

"یہی کرے گا۔۔۔یہی۔۔۔وہ تیرے ساتھ کے تیرے کزن،تینوں ڈاکٹر بن رہے ہیں۔کیافرق ہے تجھ میں اوران میں۔۔۔توکیوں نہیں کر سکتا۔۔۔کرنا ہے۔۔۔کرنا ہے بس۔۔۔۔۔"

وہ سارادن کمرے میں بندرہتاتھا۔پڑھائی اور کتابیں۔ہر وقت۔ہر لمحہ۔کوئی ایکٹیویٹی نہیں۔کوئی سرگرمی نہیں۔ناٹی وی ناموبائل۔وہیں کھاناپینا۔ٹیوٹر۔بس پڑھائی۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہی ہے ناں آجکل؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

گول سیٹ کردیئے۔۔۔معاشرے نے۔۔۔بس اب دوڑو۔۔۔بھاگو۔۔۔ میرا اتھن ہے۔۔۔زراجورکے،تھکے توسمجھو فیل۔۔۔۔۔۔ساراجہان لعنت ڈالے گا تم پہ۔۔۔۔۔۔

ہر بچے کایہی حال ہے۔انہیں پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کیاچاہتے ہیں۔ابو یہ کہتے ہیں،امی وہ،بھائی یہ،انکل وہ۔۔۔تم خود کیاکہتے ہو،تمہیں کیاکرنا ہے،یہ کوئی پوچھتاہی

نہیں۔ کبھی بھی نہیں۔ آرٹس کا تو نام بھی نالو۔ چھی چھی۔۔۔ بس سائنس۔ مر جانا لیکن سائنس۔ ڈاکٹر یا انجینئر بس۔۔۔۔۔۔ نہیں بنے تو لعنت۔۔۔۔ پھر فرسٹیٹڈ وکیل استاد پیدا ہوں گے۔۔۔ خود سے ہارے ہوئے، ترحم زدہ۔۔۔ انہیں وہ سب چاہیئے نہیں۔ کیا چاہیئے، پتہ نہیں۔۔۔۔

اسے بھی پتہ نہیں کیا چاہیئے تھا۔۔۔۔

لیکن وہ سب نہیں چاہیئے تھا۔۔۔۔۔۔

وہ ادھی رات کو چیخیں مار کے اٹھنے لگا تھا۔ سارا دن بستر پہ پڑا رہتا۔ ابو کی ڈانٹ سنتا، لعنت گالیاں سب۔ بس پڑا رہتا تھا۔ بنا بولے۔ ایک لفظ بھی نہیں۔

اب کے نتیجہ آیا تو وہ ہر ہر مضمون میں فیل تھا۔

ابو شاکڈ کھڑے رہ گئے۔۔۔۔

اور وہ۔۔۔۔۔۔

وہ بس قہقہے لگاتا ہنستا جا رہا تھا۔ مسلسل۔۔۔ تھرکتے پیر۔۔۔ فضا میں لہراتے بازو۔۔۔۔۔۔

"شیم۔۔۔۔شیم۔۔۔۔شیم۔۔۔۔۔۔"

اسے جانے کیا بناتے بناتے، وہ جانے کیا بنا چکے تھے۔

"انیس سال کی ہو گئی ہے۔ایک ڈھنگ کا رشتہ نہیں آیا۔کیا بنے گا اس لڑکی کا۔

ساری عمر ایسے ہی ماں کی دہلیز پہ پڑی رہے گی کیا"

ڈاکٹر زینب سے دو سال بڑی تھی وہ۔

خوبصورت۔اچھا قد کاٹھ۔گھریلو امور میں ماہر۔

پرائیویٹ ایم اے کیا ہوا تھا۔

اب بس امی کو اسکے بیاہ کی فکر تھی۔ صبح شام اٹھتے بیٹھتے بس یہی فکر۔۔۔۔

"کوئی رشتہ نہیں آرہا۔۔۔کیا بنے گا اسکا۔۔۔شادی کی عمر ہو گئی ہے۔۔۔۔"

کسی کو تعلیم زیادہ لگتی، کسی کو کم۔ کسی کو گھر چھوٹا لگتا اور کسی کو ابو کی آمدنی۔ کسی کو اسکا سفید رنگ پھیکا لگتا اور کسی کو وہ بھی پکا لگتا۔

"ہائے ہائے۔۔۔۔۔یہ بھی ریجیکٹ کر گئے۔۔۔نی فاطمہ تیرا کیا بنے گا۔۔۔۔"

وہ بس یہی سوچتی رہتی تھی۔

"کیا بنے گا میرا؟؟؟؟؟؟ساری زندگی ایسے ہی پڑی رہوں گی؟؟؟؟؟شادی نہیں ہو گی؟؟؟؟لوگ کیا کہیں گے؟؟؟؟ہائے کتنی بے عزتی ہو گی۔۔۔۔میری ساری دوستوں کی ہو گئی۔۔۔۔۔۔میرا کیا بنے گا؟؟؟؟؟؟"

اسکی طبیعت خراب رہنے لگی تھی۔

معدے میں درد۔۔۔۔پیٹ میں درد۔۔۔ٹانگوں میں درد۔۔۔۔

اگلی بار رشتہ دیکھنے والے ناں کر گئے تو رات کو وہ چیخیں مارتی اٹھ بیٹھی۔اسے کچھ کچھ نظر آنے لگا تھا۔دورے سے پڑنے لگے۔

"اندر۔۔۔اندر کچھ ہے۔۔۔۔۔کچھ دباؤ۔۔۔۔"

وہ اندر نہیں تھا۔

وہ تو باہر تھا۔۔۔۔۔

وہ جو ماں کی ہائے ہائے میں تھا۔لوگوں کی ناں میں تھا۔معاشرے کی تند نظروں میں

تھا۔

تعویذ کروائے۔۔۔دم درود۔۔۔ نظر۔۔۔آسیب۔۔۔عامل۔۔۔۔

وہ چارپائی سے جالگی۔

"ہسٹیریا۔۔۔۔اس عمر میں لڑکیوں کو ہو جاتا ہے"

"کیوں؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

"تمہیں کوئی کہے تم دنیا کی سب سے فضول بے مقصد شے ہو، تم مان لوگے؟؟؟؟

شائد تم نامانو، لیکن تمہارا جسم مان لے گا۔وہ مان لے گااور پھر ناکارہ بن کے دکھائے گا

"

کسی نے ڈاکٹر کا بتایا

"وہ پاگلوں کاڈاکٹر۔۔۔۔میں کبھی بھی نالیکر جاؤں وہاں۔میری بچی پاگل ہے۔پتہ

ہے لوگ کیا کہیں گے۔رشتہ کیسے ہو گا؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

ادھر بچی پیدا ہوئی،ادھر اسکے کان میں پھونکیں شروع۔

پرایادھن۔۔۔یہ تیرا گھر نہیں۔۔۔۔اچھا بر۔۔۔۔شادی۔۔۔۔بچے۔۔۔

بردکھوے۔۔۔۔۔بس۔۔۔

اور یہ سب نہیں ہوا تو سمجھو تم ناکارہ۔۔۔۔

اور ڈاکٹر فیصل کی ڈانٹ پہلی بار یا آخری بار نہیں تھی۔اسے ڈیپارٹمنٹ کے ہر ہر بندے سے صلواتیں سننے کو ملی تھیں۔

اسکی پریکٹس نہیں تھی۔کام میں دھیان نہیں رہتا تھا۔وہ سب اسکو پاند نہیں تھا۔وہ تو بس مجبوری تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ مریض کو انجکشن لگا رہا ہوتا تھا اور ذہن میں ماں کی بیماری چل رہی ہوتی تھی۔ڈرپ لگا رہا تو سوچ رہا ہوتا تھا کہ کل کو چھوٹے بھائیوں کی فیس کہاں سے دے گا۔گھر کا راشن،بجلی کا بل،سودا سلف،کرایہ۔۔۔۔۔

"تیمور یہ پٹی پھر غلط کی ہے"

"بھیانئ کاپی چاہیئے۔۔۔۔"

"تیمور نے انجکشن پھر غلط لگایا ہے سر،پیشنٹ کو الرجی ہو گئی ہے"

"بجلی کا بل آگیا ہے"

"دھیان کہاں رہتا ہے تمہارا تیمور؟؟؟؟؟"

"امی کی دوائیاں ختم ہو گئی ہیں"

اسکی ذاتی زندگی میں پریشانیاں بڑھتی جارہی تھیں۔اسکے کام میں اسکی بے توجہی بڑھتی جارہی تھی۔اس دن وہ غلط انجکشن تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا تھا۔مریض کی بری حالت تھی۔وہ موت کے منہ تک پہنچ چکا تھا۔

"اف۔۔۔۔۔۔"

اسے نوکری سے نکال دیا گیا تھا۔

"تیری نئی نئی شادی ہوئی ہے اور تو جاب پہ بھی آگیا۔شرم کر یار۔کم از کم دس دن تو گھر پہ بھابھی کے ساتھ گزارتا"

ڈاکٹر ذیشان نے کیا تھا۔وہ بس چپ چاپ اپنا کام کرتا رہا۔

اور یہ بات سب نے نوٹ کی تھی۔وہ پہلے کی نسبت چپ چپ تھا۔پریشان سا۔۔۔

الجھاہوا۔۔۔۔

"سب ٹھیک توہے ناں؟؟؟؟"

"ہاں"

"لگتاتونہیں۔۔۔۔"

"وہ چپ ہو گیا۔۔۔۔"

"حسن کیاہوا ہے؟؟؟؟؟؟"

"کچھ نہیں یار۔۔۔۔"

وہ بھی چپ کر گیا۔

اس دن وارڈ کے وزٹ کے دوران بھی وہ غیر حاظر ساتھا۔غائب دماغی سے سنتارہا۔

کسی نے کچھ پوچھاتو چونک کے دیکھا۔

"شادی کے بعد سے تو تبدیل ہو گیاہے۔ایساتونہیں تھاتو"

"کیسا؟؟؟؟؟"

"تجھے پتہ ہے کیا؟؟؟؟؟"

"مجھے نہیں پتہ کیسا۔۔۔۔اور اب تو مجھے بتائے گا کہ میں کیسا تھا اور کیسا ہونا چاہیئے ہوں ؟؟؟؟"

ہاں تو وہ پہلے ایسا نہیں تھا۔ بات پہ بات غصہ کرنے لگا تھا۔ چڑچڑا ہوا رہتا تھا۔

خاموش۔۔۔۔

"ڈپریشن ہے ڈاکٹر۔ آپ تو سمجھ سکتی ہیں"

ڈاکٹر روح الامین نے اسے دیکھا اور پھر اسکے برابر میں بیٹھے فہد کو

"پڑھائی کا دباؤ اسے اندر سے توڑ چکا ہے۔کچھ کر دکھانے کی کوشش لیکن اس میں کامیاب نا ہونا۔۔۔۔یہی وجہ ہے۔ڈپریشن۔"

وہ سر جھکائے خود سے نجانے کیا کیا بول رہا تھا۔

"یہ بس ماں باپ کا ظلم نہیں ہوتا۔پوری سوسائٹی کا ہوتا ہے۔ڈنڈی ماری ہے ہم نے رولز سیٹ کرتے ہوئے۔کچھ پروفیشنز بہت اچھے، باقی گندے۔۔۔۔کیوں بھئی۔

ضرورت تو تمہیں خاکروب کی بھی ہے۔وہ کہہ دے میں یہ نہیں کروں گا پھر

"؟؟؟؟؟

"میں نے ابو کو سمجھایا سر۔۔۔۔بار بار۔۔۔۔لیکن بس وہی۔۔۔۔تم بھی تو ہو،وہ

کیوں نہیں۔۔۔۔۔"

وہ بے بسی سے بولی تھی۔

"اب اس دن سے خاموش ہیں۔بے بسی سے مجھے دیکھتے رہتے ہیں۔کہتے ہیں میرے

بیٹے کو ٹھیک کر دو۔۔۔۔۔"

اس نے لاچارگی سے بھائی کو دیکھا

"میرے بھائی کو ٹھیک کر دیں ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔"

جس دن گھر پہ زینب کی منگنی تھی،اس نے طوفان برپا کر دیا تھا۔چیزیں اٹھا اٹھا کے

فرش پہ دے ماریں۔ہذیانی انداز میں چلاتی رہی۔بار بار اس پہ جھپٹی اور اسکا منہ نوچ

ڈالا۔

"کتی۔۔۔تو ذلیل ہے۔۔۔تو گندی ہے۔۔۔۔"

بمشکل اسے سکون آور انجکشن لگا تو وہ سب تھما

"ہسٹیریا۔۔۔ڈپریشن کی ہی ایک شکل ہے۔احساسِ محرومی،احساسِ کمتری۔۔۔۔یہی تو سب سے بڑی وجہ ہے۔لڑکیاں ریجیکٹ ہوتی ہیں اور اپنے اندر خامیاں ڈھونڈنے لگتی ہیں۔ماں باپ کی پریشان نظروں پہ خود کو ملامت کرنے لگتی ہیں۔پریشر۔۔۔۔دباؤ۔۔۔۔وہ کہیں تو نکلے گا ناں۔۔۔۔۔"

وہ بمشکل اسے سائکاٹرسٹ کے پاس لائی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پریشر ککر بنتا جا رہا تھا۔

نیچے آگ تھی جس کی تپش بڑھتی جا رہی تھی۔اندر بھاپ بھرتی جا رہی تھی۔ڈھکن مضبوطی سے بند تھا۔وہ ابال کہاں نکلتا؟؟؟؟؟وہ اندر ہی اندر پکنے لگا تھا۔

وہ سب پریشر ککر تھے۔

ہم سب اسی کی طرح ہیں۔

معاشرے کاپریشر۔۔۔۔زمہ داریاں۔۔۔۔نیارشتہ۔۔۔۔پسند ناپسند۔۔۔۔۔ایک نیا تعلق۔۔۔۔۔۔۔بیوی۔۔۔۔۔۔۔جسمانی تعلق۔۔۔۔۔گولز۔۔۔۔۔ ایکپیکٹیشنز۔۔۔۔۔۔فیل کاڈر۔۔۔۔یہ سب اندر ہی اندر پکتار ہتاہے۔کسی بھی لمحے پھٹنے کو تیار۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ شادی کی پہلی رات بیوی لے ساتھ کوئی جسمانی تعلق قائم نہیں کر سکا تھا۔اگلی صبح وہ خود سے بھی نظریں ملا نہیں پارہا تھا۔کسی مجرم کی طرح۔۔۔۔۔

اگلی رات بھی یونہی گزرگئی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پوراہفتہ۔۔۔۔

دس دن۔۔۔۔

مہینہ۔۔۔۔۔۔۔

پریشر ککرایک مہینے تک چولہے پہ رکھیں تو کیا ہوگا؟؟؟؟؟؟وہی ہورہا تھا اسکے ساتھ۔۔۔۔وہ دباؤ بڑھتا جارہا تھا۔۔۔۔۔گھر میں۔۔۔۔ہسپتال میں۔۔۔۔۔

غصہ۔۔۔۔چڑچڑاپن۔۔۔۔۔۔بے چینی۔۔۔۔۔ابال۔۔۔۔ہر وقت۔۔۔۔

"میرانام ڈاکٹر فرقان ہے۔تمہارانام کیاہے؟؟؟؟؟"

"ابو۔۔۔۔۔انہوں نے۔۔۔وہ گندے ہیں۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ مجھے ماریں گے۔۔۔۔وہ۔۔۔۔مجھے بچالیں۔۔۔۔"

"ڈرومت۔۔۔۔میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔۔بالکل فکرمت کرو۔۔۔۔"

"وہ۔۔۔۔۔وہ گندے ہیں۔۔۔۔۔"

وہ ان کے سامنے بیٹھا تھا۔ڈاکٹر اسکی باتیں دھیان سے سن رہے تھے۔

ان سے پرے تیمور کا گھر کا تھا۔

وہ بستر پہ لیٹا ہوا خاموشی سے چھت کو گھور رہا تھا۔ذہن میں وہ سب چل رہا تھا۔

چلاتے ہوئے ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔۔گھٹی گھٹی سانسیں لیتا مریض۔۔۔۔۔۔۔بیمار ماں۔۔۔۔بل۔۔۔۔۔فیسیں۔۔۔۔ڈرپ۔۔۔۔انجکشن۔۔۔۔۔۔

"دفعان ہو جاؤ۔۔۔۔تم فیلیر ہو۔۔۔۔کل سے مت آنا۔۔۔۔دوائیں ختم ہیں۔۔۔۔گیٹ آؤٹ۔۔۔۔"

اس نے دونوں کانوں پہ ہاتھ رکھ لیئے تھے۔

واپس ہسپتال آئیں۔

کاؤچ پہ وہ نیم دراز تھی۔پاس کرسی پہ ڈاکٹر علیزے بیٹھی تھیں۔

"دیکھو فاطمہ۔تم ایک انسان ہو۔ایک خوبصورت تخلیق۔تمہیں خدا نے بنایا ہے۔تم جب خود پہ شک کرتی ہو تو تم اسکی تخلیق پہ شک کرتی ہو۔لوگوں کا کیا ہے،انکے حلق سے تو ابلیس کا شر بولتا ہے۔تم یہ دیکھو کہ تمہیں خیر کہاں سے مل سکتی ہے۔وہ تمہارے اندر ہے۔اسے وہیں ڈھونڈو۔خود سے نفرت مت کرو۔خود کو چاہو۔خود سے محبت کروگی تو لوگ تمہیں اچھا کہیں گے ناں۔"

ان سے دور،آفس میں وہ دونوں بیٹھے تھے۔

ڈاکٹر حسن سر جھکائے ہوئے تھا۔اسکے چہرے پہ آنسو رواں تھے۔

"مم۔۔۔۔میں کیا بتاؤں سب کو۔۔۔۔میں نامرد ہوں۔۔۔۔میں۔۔۔۔میں یہ تعلق کیسے قائم کروں۔۔۔۔وہ۔۔۔۔مجھے مان سے دیکھتی ہے۔۔۔۔اور میں۔۔۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔۔میرا ذہن۔۔۔۔مجھے لگ رہا ہے میں پاگل ہو چکا

ہوں۔۔۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی ذیشان۔۔۔۔۔"

واپس ڈاکٹر فرقان کے آفسیں آتے ہیں

"اسکی ذہنی حالت دن بدن بگڑتی جارہی ہے۔اسے مینٹل اسائلم شفٹ کرناچاہئیے

ڈاکٹر قراۃ العین۔۔۔۔"

وہ دھک سے رہ گئی۔

"نہیں۔۔۔۔ہر گز نہیں۔۔۔۔"

"وہ ریسپانس نہیں دے رہا۔وہ واپس نہیں آناچاہتا۔۔۔۔اب جیساتم نے خود کہاوہ

کئی بار خود کواور تمہارے فادر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر چکاہے تواسکا گھر رہنا

ٹھیک نہیں"

وہ مسلسل نفی میں سرہکارہی تھی

"سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔وہاں اسکا بہتر علاج ممکن ہو گا۔۔۔۔۔"

وہیں ڈیپارٹمنٹ میں ڈاکٹر علیزے کے سامنے فاطمہ تھی۔پہلے کی بر عکس وہ بہت بہتر

تھی۔وہ تیزی سے ریکور کر رہی تھی۔اسکی پراگریس اچھی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب میں کیا کروں ڈاکٹر؟؟؟؟"

"یہ جو بیماری ہے ناں، وہ یہاں ہے، دماغ میں۔ خالی ذہن تو شیطان کا گھر ہوتا ہے ناں۔ بس اسے خالی مت چھوڑو۔ کسی نا کسی کام میں لگ جاؤ۔ شادی کرنا بچے پیدا کرنا کل نہیں ہے۔ جب تک کوئی تمہارا قدر دان نہیں ملتا، کوئی ایسا جو تم پہ رشک کرے، تب تک خود کو اور کاموں میں مصروف رکھو۔ ٹیچنگ ہے، گھر میں سو کام ہوتے ہیں، سلائی کڑھائی، فوڈ سروس۔۔۔۔کچھ بھی۔۔۔۔۔۔"

ان سے پرے ڈاکٹر حسن کا گھر ہے۔

وہ بیوی کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"مجھ سے بات کریں۔ میں ہوں اپ کے پاس۔ میں جج نہیں کروں گی آپکو۔ کوئی بھی بات۔ اس سب کے علاوہ۔ ہماری بات۔ کیا اچھا لگتا ہے، کھانا پینا گھومنا۔۔۔۔۔کچھ بھی حسن۔۔۔۔۔بات کریں۔۔۔۔بولیں۔۔۔۔سب نکال دیں اندر سے۔۔۔۔۔ میں ہوں یہاں۔۔۔۔۔۔"

اس نے ہولے سے سر اٹھایا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں۔۔۔۔میں اچھا شوہر ہوں ناں؟؟؟؟؟تم مجھ سے پیار کرتی ہو ناں

"؟؟؟؟؟؟؟"

واپس مینٹل اسائلم میں آتے ہیں۔

ڈاکٹر عینی اور اسکے ابو کھڑکی میں کھڑے تھے۔اندر کمرے میں بستر پہ بیٹھا، گھٹنوں میں سر دیئے فہد نجانے خود سے کیا کیا باتیں کر رہا تھا۔

"کیا ملا مجھے۔۔۔۔۔اپنے ہاتھوں اپنا بچہ۔۔۔۔۔کیا ملا۔۔۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے تھے۔

ان سے دور ڈاکٹر زینب کا گھر ہے۔

شام کا وقت تھا۔صحن میں ایک طرف چٹائی بچی ہوئی تھی۔وہ بچے بستے لیئے وہاں بیٹھے تھے۔ایک طرف کرسی پہ فاطمہ بیٹھی تھی۔باآواز بلند سبق پڑھاتی ہوئی۔۔۔۔۔

واپس ڈاکٹر حسن کا گھر ہے۔

وہ بالکونی میں کھڑا تھا۔اسکے برابر میں وہ چائے کا کپ پکڑے کھڑی اسکی بات پہ ہنس رہی تھی۔

"اللہ۔۔۔۔کتنے گندے رنگ کی ٹائی پہن کر آئے تھے اپ پہلی بار ہمارے گھر"

"اچھا جی۔۔۔اور تم نے جو دو مختلف کانٹے پہن رکھے تھے وہ؟؟؟؟؟"

"سچی؟؟؟؟؟"

"جی ہاں۔۔۔۔۔۔"

وہ ہنس پڑی تھی۔ حسن نے بڑی دیر تک دلچسپی سے اسے دیکھا تھا۔

"سنو۔۔۔۔۔۔اب سونا چاہیئے ہمیں؟؟؟؟؟"

اس نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ جھینپ گئی تھی۔

ان سے دور وہ چھوٹا سا کمرہ تھا۔

تیمور بیڈ پہ وہ چھوٹی سی ٹیبل رکھے،وہ رسی پنکھے پہ سے اچھال چکا تھا۔دوسرا سرا اس نے پھندا سا بنا کر گلے میں ڈالا اور میز پہ چڑھ گیا تھا۔

"مجھے معاف کر دیجئیے گا امی۔۔۔۔۔"

باب پنجم: ناشُکرے

پہلی بار اسے دیکھا بازار میں۔۔۔دوسری بار محلے کی ایک شادی میں۔ تیسری بار اسکے گھر کی چھت پہ....

وہ بڑی اچھی لگی، بڑی پیاری۔۔۔اسکا دل کرتا تھا اسے دیکھے جائے، بس دیکھی جائے پھر دیکھی جائے۔۔۔ابھی کل "ہماری ادھوری کہانی" دیکھی تھی، اب "ہاں ہنسی بن گئے" گانے کو دل کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ چودہ سال کا تھا، وہ بھی لگ بھگ اتنی ہی۔۔۔۔اتنی ہی۔۔۔۔

پھر آنکھیں ملیں. یونہی آتے جاتے، ادھر ادھر۔۔۔۔پہلے یونہی ہوتا ہے ناں کسے جانے پہچانے سے انجان کو دیکھا جاتا ہے تو سوچا جاتا ہے ہاں ایک یہ بھی ہے، اچھا سہی۔۔۔پھر وہ یونہی سا ملنا یونہی سا نا رہا۔ وہ خاص تو تھی، اب خاصہِ خاصان ہو گئی۔ وہ سکول جاتی تو یہ چند قدم پیچھے ہو لیتا۔۔۔وہ آگے آگے یہ پیچھے پیچھے۔۔۔اب اسے بھی پتہ ہے کہ یہ پیچھے ہے۔

اب کچھ کچھ ہونے لگا ہے۔ہاں ہاں۔۔۔

وہ چودہ سال دو ماہ کا ہے اور وہ بھی لگ بھگ پیار ہو گیا ہے۔جی ہاں وہ تو یہی کہتا ہے۔

فلموں ہوتا ہو

ہے ناں۔ہیر و نے ہیر وئن کا پیچھا کیا،یونہی ایک دو بار سائل دی،ایک گانا بجا اور میں

نے بتادیا،سائل بھی ہوئی ہو گی اور گانا آپ اپنی اپنی پسند کا بجالو پر ہو

رومانوی۔۔۔۔تو چلیں پیار ہو گیا۔۔۔۔

اس نے اسے خط بھی لکھا ہے۔پھر ایک کارڈ بھی پکڑا یا ہے۔ساتھ میں گلابی ٹیڈی بیئر۔

ایک دل کی شکل کا ہار۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو وہ چودہ سال اڑھائی ماہ کا ہے اور وہ بھی لگ بھگ اتنی ہی۔۔۔۔۔۔

تو جناب پیار پیار کھیلتے بہت دن ہو گئے ہیں۔پیار جو ابھی گلابی گلابی ہے۔ایک دن اسکے

پاپا نے جالیا۔اوئے ہوئے۔ایسی ایسی گم چوٹیں ماری ہیں کہ ہر جگہ سے دھواں نکلا ہے۔

"حرامزادہ ابھی سے عاشقی معشوقی کے چکروں

ہے۔"

اُدھر اسکے پاپا نے بھی اسکی کھنچائی کی ہے۔

اس سارے معاملے کے دو دن بعد اسکا خط ملا ہے۔ وہ روتے روتے کہہ رہی ہے کہ اسکے بغیر مر جائے گی۔ مر تو یہ حرامی بھی جائے گا۔ اس نے اپنے خون سے اسے آئی لو یو لکھ کہ بھیجا ہے۔ اور ساتھ ایک خط "دنیا تو ہمیشہ سے پیار کی دشمن ہے۔ جیتے جی ہمیں کبھی ملنے نہیں گے۔ میں تم کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔"

اگلے دن وہ اسکے سکول گھس آیا ہے۔ بیگ میں پاپا کی پستول چھپا کر لایا ہے۔۔۔۔

ہاں تو وہ چودہ سال تین ماہ کا ہے اور وہ بھی لگ بھگ اتنی ہی۔۔۔۔

گلابی پریت لال لال ہو گئی۔

سکول کی چھت پہ ان دونوں کے بے جان لاشے

ملے۔

ساتھ ایک نوٹ تھا

"اس موت سے حسین اور کیا شے ہو گی کہ ہم اپنے محبوب کی بانہوں میں، اسکے ہاتھوں مریں۔ اس جنم میں تو دنیا نے ملنے نہیں دیا، اگلے ہر جنم میں ہم ساتھ ہوں گے"

ابھی پچھلے دنوں اس نے عشق زادے دیکھی

تھی۔انت اسے بڑا شاندار لگا تھا۔۔

تیمور نے بڑا جی کڑا کر کے وہ فیصلہ کیا تھا۔ماں کو جب پتہ چلتا کہ وہ نوکری سے نکال دیا

گیا ہے تو کیسا صدمہ ہوتا انہیں۔وہ کیسے نظریں ملا پاتا ان سے ؟؟؟؟؟

وہ کہاں سے پورے کرتا سارے اخراجات ؟؟؟؟؟

وہ کیسے کرتا وہ سب ؟؟؟؟؟

"جینا بڑا مشکل ہے امی۔مجھ سے نہیں ہو رہا۔مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔میں ہار مانتا

ہوں۔"

اس نے چادر کورسی کے ایسے پنکھے سے گزارا تھا اور اسکا سرا گلے میں ڈال لیا تھا۔

"مجھے معاف کر دیجئیے گا امی۔آپکا بیٹا،آپکا تیمور بزدل نکلا۔۔۔۔۔۔"

اسنے پیر مار کے وہ میز گرادی تھی۔سارا وزن گلے میں لٹکے پھندے پہ آ چکا تھا۔اسکا

وجود پنکھے سے لٹکا تڑپ رہا تھا جب بیرونی دروازے زور زور سے کھٹکا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہسپتال کے کوریڈور میں دوڑتے قدموں کی آہٹ تھی۔

وہ سٹریچر کو کھینچتے وارڈ بوائز۔۔۔۔وہ راستہ دو کی صدائیں۔۔۔۔۔وہ بوڑھی ماں۔۔۔۔

وہ دو بہنیں۔۔۔۔۔

"ایمرجنسی ہے۔ڈاکٹر صالح کو بلائیں۔سٹرینگولیشن۔۔۔۔سوسائیڈ اٹیمپٹ ہے"

وہ اسے آئی سی یو میں لے گ ئے تھے۔

ڈاکٹر صالح،دو ہاؤس آفیسرز،سسٹرز،وارڈ بوائز۔۔۔

"نام کیا ہے تمہارا؟؟؟؟"

انہوں نے اسکا گال تھپتھپایا تھا۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا

"پلس ہے؟؟؟؟"

"سینتالیس پرمنٹ"

"ٹریکیوسٹمی کریں۔ہری اپ۔۔۔۔"

وائٹلز کی ٹوں ٹوں۔۔۔اوزاروں کی ٹرالی۔۔۔منہ پہ ماسک چڑھائے ڈاکٹر۔۔۔

فلوئیڈ۔۔۔خون۔۔۔۔۔

"ایکس رے اور فاسٹ سکین کروائیں۔ جلدی"

فہد نے خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔

جانے کہاں سے اسے وہ لوہے کا پترہ مل گیا تھا۔اس نے اڈ کا نو کیلا کو نا مار مار کے خود کو لہولہان کر لیا تھا۔

ڈاکٹر قراۃ العین جب تک وہاں پہنچی تو وہ اسے بمشکل قابو کیئے ہوئے تھے۔

وہ خود پہ جھکے ڈاکٹر فرقان کا بھی ہاتھ اور منہ نوچ چکا تھا۔

وہ منہ پہ ہاتھ رکھے بے یقینی سے کھڑی اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔وہ جو اسکی جان تھا، کیسے اپنی جان کے درپے ہو چکا تھا۔

"اسے بچالیں ڈاکٹر۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔میں اسے یوں نہیں دیکھ سکتی۔۔۔اسے بچالیں۔۔۔۔"

وہ رورو کے بے حال تھی اور اندر وہ تڑپ تڑپ کے۔۔۔ڈاکٹر فرقان نے اسے سکون آور دوا کا انجکشن لگایا تھا۔اسے دلاسے دیتے ہوئے ڈاکٹر روح الامین نے وہاں سے ہٹایا تھا۔

"بس۔۔۔ہمت کریں۔۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

"وہ۔۔۔وہ اتنا سا تھا۔۔۔چند سال کا جب امی گزر گئیں۔۔۔میں اسکی بہن سے زیادہ ماں بن گئی۔۔۔اور وہ۔۔۔وہ یوں۔۔۔۔"

انہوں نے رسان سے اسکا ہاتھ دبایا تھا

"وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ہم سب ہیں ناں یہاں۔۔۔بس۔۔۔۔آنسو صاف کریں۔۔۔کوئی ڈاکٹر کو روتے دیکھے گا تو ہمت چھوڑ بیٹھے گا۔۔۔"

انہوں نے اسکو ٹشو دیا تھا

"بہادر بنیں۔آپ کمزور بنو گی تو وہ اندر۔۔۔۔وہ ہار جائے گا۔۔۔۔شکر کریں تاکہ وہ ناشکری نا کرے۔۔۔"

"اللہ میرے بچے کو زندگی دینا۔میرا ایک ہی بیٹا ہے۔اللہ اسے اپنے حفظ وامان میں رکھنا"

وہ ماں رو رو کے بے حال تھی۔اسے آئی سی یو میں دو گھنٹے ہو چکے تھے۔سانس کی نالی لگی ہوئی تھی۔وہ ہنوز بے ہوش تھا۔

بہنیں بھی وہیں تھیں۔حال سے بے حال۔۔۔۔

تو ایک انسان جب موت چُنتا ہے تو وہ کتنی زندگیوں کو چھوڑ کر اسکا انتخاب کرتا ہے۔کوئی کیسے یہ طے کرلیتا ہے کہ اب اسے مر جانا چاہئیے۔کوئی کیونکر اپنی زندگی تیاگ دینے کو تیار ہو جاتا ہے؟؟؟؟؟؟

"پولیس کیس ہے ماں جی۔"

ڈاکٹر نے انہیں کہا تھا

"خودکشی کے کیس میں پولیس سوال جواب کرتی ہے۔اسکا کسی سے جھگڑا یا اور ایسی باتیں۔"

وہ الگ کٹہرا لگا تھا۔

معاشرے کی اپنی عدالت تھی۔

کیسی خودغرضی دکھائی تھی اس بیٹے نے۔اپنی مشکلوں کے لیئے وہ موت کا بھونڈا حل ڈھونڈا اور اپنوں کے لیئے کیسی مشکلیں پیدا کر دی تھیں۔

"میں نے کہا تھا ناں کہ انسان کا جسم بڑا ڈھیٹ مٹی کا بنا ہوا ہے۔یہ اتنی جلدی ہار نہیں مانتا۔زندگی کو موت دیدینا ایسا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے کہ لٹک گئے اور مر گئے۔۔نس کاٹ لی اور مر گئے۔۔۔گولیاں کھالیں اور مر گئے۔۔۔۔ تم تھک کے ہار مان جاتے ہو،یہ جسم تو آخری لمحے تک اپنی بقا کی جنگ لڑتا ہے"

اسے ہوش آگیا تھا۔

سانس کی نالی ابھی بھی لگی ہوئی تھی۔وہ ابھی بات بھی نہیں کر سکتا تھا۔گلے پہ وہ نشان ابھی تک تازہ تھے لیکن خیر۔۔۔۔وقت کا مرہم وہ سب غائب کر دیتا۔۔۔اہم یہ تھا کہ زندگی کا پرندہ ابھی تک پرواز میں تھا۔

وہ اسے فیس بک پہ ہی ملی تھی. فرینڈز سجیشن میں اسکا نام دیکھا تو آؤ دیکھا نا تاؤ اسے ریکوئسٹ بھیج دی۔ ویسے بھی ہمارا ایمان ہی ناں کہ سوشل میڈیا پہ ہر لڑکی سیٹ ہونے ہی آئی ہے۔

خیر۔۔۔۔۔۔

اسکی آئی ڈی بھی بڑی پیاری تھی۔ پاپا کی پری

اگلے دن ریکوئسٹ مقبول ہوئی۔ یہ موصوف جا پہنچے انباکس میں۔۔۔۔۔

"دوستی قبول کرنے کا بہت شکریہ"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلو شروعات تو ہوئی۔

روز بات ہوتی

"کیسی ہیں؟ کیا کرتی ہیں "سچ میں پری ہیں؟ آپ بہت اچھی ہیں؟ کیا لائیک کرتی ہیں؟ آپ سچ میں پری ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

چھوٹے چھوٹے حرف جملے ہو گئے اور جملے افسانے بننے لگے۔ دل پتھر تھوڑی نا ہوتا ہے۔ کسی پہ آتے آتے آ ہی جاتا ہے۔ اس پری کا بھی آ گیا

"مجھے تمہیں دیکھنا ہے"

میرا یقین کریں کوئی بھی لڑکی یہاں اپنا آپ دکھانے

نہیں آتی ہے۔۔۔پر جب سامنے والا اپنا پن دکھاتا ہے تو پردے گرا ہی دیتی ہے۔

تصویروں کے تبادلے ہوئے۔۔۔۔ہوتے رہے۔۔۔۔بہت دن تک۔۔۔۔پھر

تصویریں بس تصویریں رہیں، نفس کی دھجیاں بن گئیں۔اس پری کو یقین تھا وہ اسکے

ساتھ کچھ بھی غلط نہیں کرے گا۔آنکھیں میچ میچ وہ اپنا آپ برہنہ کرتی گئی۔

"پیاری لڑکیو!

اتنا اعتبار تو آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پہ بھی نہیں کرتے، تم غیر پہ کر بیٹھتی

ہو۔۔۔۔۔۔"

اب یہ ہونے لگا کہ وہ دھونس جمانے لگا۔۔۔

"پیار کرتی ہو تو ایسے کرو ورنہ۔۔۔۔ایسے تو کرنا ہی ہو گا نہیں تو۔۔۔"

اور ہماری زندگیاں یہ ورنہ اور نہیں تو برباد کر جاتے ہیں۔۔۔

دو ہفتے بعد نئی ڈیمانڈ آگئی

"میں نیا بزنس شروع کر رہا ہوں تمہاری مدد چاہیے۔ صرف دو لاکھ"

پری کو لگا وہ مذاق کر رہا ہے۔ وہ منتوں پہ اتر آیا۔ وہ ابھی بھی مذاق سمجھی۔ آخری حربہ بلیک میلنگ تھا۔

"تمہاری چھبیس برہنہ تصاویر اور چار ویڈیوز ہیں میرے پاس۔ تم دو لاکھ دو گی یا میں اُن سے کما لوں؟؟؟؟؟؟"

وہ چکرا گئی. جس چولے کو وہ پیار سمجھ بیٹھی تھی وہ تو ضرورت کا لبادہ تھا، اب اتر چکا تو ننگا بدن سامنے تھا۔

وہ واسطے دیتی گئی۔ ادھر سے کاؤنٹ ڈاؤن شروع ہوا

وہ چار دن میں چار ہزار بھی نا جمع کر سکی۔

پانچویں دن اس نے دیکھا وہ اسکی برہنہ تصویر ایک فحش ویب سائٹ پہ ڈال چکا تھا۔۔۔۔۔

تھو تھو تھو۔۔۔۔۔

تمہیں بتایا گیا ہے ناں معاشرہ بھیڑیوں کا ہے، تمیں معلوم ہے ناں تم شکار ہو اور

تمہیں سب پتہ ہے کیا کیا نہیں کرنا۔۔۔۔

پھر کیوں، آخر کیوں؟؟؟؟؟؟؟

وہ پیناڈول کی مٹھی بھر گولیاں پھانک گئی تھی۔

"اپنی نالائقی کی سزا دوسروں کو دو گے؟؟؟؟"

ڈاکٹر فرزان نے بیڈ پہ لیٹے تیمور کو بغور دیکھا تھا۔وہ بستر پہ لیٹا لیٹا نظریں جھکا گیا تھا

"بجایہ کہ اپنی کمیوں کو، اپنی کوتاہیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتے، بہتر بننے کی کوشش کرتے، تم موت کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔؟؟وہ ابھی تمہیں لے جانے کو تیار نہیں ہے پر تم بضد ہو گئے کہ مجھے تو ابھی مرنا ہے۔۔۔۔کیا بیوقوفی ہے بچے؟؟؟؟"

انہوں نے رسان سے کہا تھا۔

"یہ ماں کو دیکھو۔پچھلے چھ گھنٹوں سے بھوکی پیاسی رو رو کے ہلکان ہے۔اسکو ایک سوری کہا اور بس؟؟؟؟؟؟تمہیں کچھ ہو جاتا تو یہ پیچھے کیا کرتی؟؟؟؟؟اپنے لیئے تو

موت چنی اور اس کے لیئے ؟؟؟ان بہنوں کے لیئے ؟؟؟؟؟؟؟"

وہ خاموش تھا۔کوئی جواب نہیں تھا۔تھا ہی نہیں

"ناشکرے انسان۔جانتے بھی ہو کتنے قیمتی ہو ؟؟؟ان سے پوچھو جن کے ہو۔۔۔وہ تمہیں بتائیں گے کس مالیت کے ہو۔۔۔۔تم جو خود کو ارزاں کرنے نکل پڑے تھے، ایک بار خود کو دیکھتے تو سہی۔۔۔۔۔"

اسکی آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ نکلے تھے۔

اسے ایمرجنسی میں لایا گیا تھا۔

"پیناڈول پوائزنگ۔اسکے پاس سے چار تین پتے ملے ہیں پیناڈول کے۔"

"سٹیٹس کیا ہے ؟؟؟؟؟"

"تین گھنٹے ہو چکے ہیں سر۔وہ ہنوز بے ہوش ہے۔ہارٹ ریٹ بہت بڑھا ہوا ہے"

وہ کچھ سوچنے لگے تھے

"گیسٹرک لواج کرنا ہو گا۔لیورٹا کسیسیٹی شروع ہو گئی ہو گی۔اینٹی ڈاٹ بھی شروع کروائیں"

"جی سر"

اسکے ماں باپ وہیں ایمرجنسی سے لگے کھڑے تھے۔

"ہماری بچی۔۔۔۔ڈاکٹر صاحب اسے بچالیں۔۔۔۔"

اولاد شائد اسی لئیے فتنہ ہے۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈاکٹر فیصل نے اسے دیکھا اور بشاشت سے پوچھا تھا

"اور کیسے ہو بھئی؟؟؟؟"

"ٹھیک ہوں سر"

تیمور نے اٹھنے کی کوشش کی تھی

"اب گلے کی کیا حالت ہے؟؟؟درد تو نہیں ہے؟؟؟؟"

"ہلکا سا ہے سر۔۔۔۔"

"ٹھیک ہو جائے گاان شااللہ"

اس نے فائل میں لکھا اور سسٹر کو آواز دی۔

"اینل جیسک لگادیں۔اور شام کو ڈریسنگ بھی بدلوادیناٹیوب کی"

وہ اسکی طرف مڑا اور بغور دیکھا

"سبق سیکھ گ ئے ہو؟؟؟؟؟"

وہ سر جھکا گیا

"جی"

"کیا بھلا؟؟؟؟؟؟"

"میں بہت قیمتی ہوں"

"اور؟؟؟؟؟"

"موت حل نہیں ہوتی۔۔۔۔"

"موت آسان نہیں ہوتی۔یہ فلمی باتیں ہیں کہ تکلیف زندگی دیتی ہے۔ہرگز نہیں۔۔۔۔مرنے والا بتا نہیں سکتا کہ وہ کیسی قیامت سے گزرتا ہے۔بتا سکے تو بتائے کہ موت آسان نہیں ہوتی۔زندگی آسان ہے۔بس۔۔۔۔۔سانس لیتے رہو۔۔۔۔۔"

وہ چپ رہ گیا تھا۔فیصل نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"ڈاکٹر فرزان کا آڈر ہے۔جلداز جلد ٹھیک ہو کر واپس آؤ۔اور ہاں۔۔۔۔۔غلطیاں کرنا،ڈانٹ کھانا اور اگلی بار انہیں کم کرنے کی کوشش کرنا۔۔۔۔۔"

"جی سر۔۔۔۔۔۔تھینک یو۔۔۔۔۔"

"تو پال رہا تھا ہمیں؟؟؟؟؟تو نے ساری زندگی خود کما کے کھایا ہے؟؟؟؟بچپن سے لیکر آج تک۔۔۔۔کپڑے جوتے کھانا پینا سکول کالج سب۔۔۔۔یہ سب تو نے خود کیا ؟؟؟؟؟یا میں نے کیا؟؟؟؟یا تیرے باپ نے؟؟؟؟"

امی نے آنسوؤں سے بھیگے مگر سخت لہجے میں پوچھا تھا

"تو پالن ہار ہے اور ناں میں، ناں تیرا باپ ناں اور کوئی۔۔۔۔وہ رازق اوپر بیٹھا ہوا ہے۔اس نے بھوکا سلایا کبھی؟؟؟؟اس نے چھت نہیں دی؟؟؟اس نے تن ڈھانپنے کا حیلہ نہیں کیا؟؟؟؟یہ جاب اس نے نہیں دلوائی تھی؟؟؟؟وہ دوبارہ نہیں دلوا سکتا؟؟؟؟؟"

"مجھے معاف کر دیں امی۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ جوڑے تھے۔

"اس سے معافی مانگی ہے جس کی ناشکری کی ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے اسے دیر تک دیکھا تھا

"اسے کہا ہے اللہ معاف کر دے؟؟؟؟اسکی ناشکری کی تو شرک کیا۔۔۔اس سے مایوس ہوا تو مرتد ہو گیا۔۔۔اس سے معافی مانگی ہے؟؟؟؟؟"

"اس سے بھی مانگوں گا۔۔۔وہ معاف کر دے گا۔۔۔۔"

"ہاں کر دے گا۔۔۔میں نے کر دیا تو وہ تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے تجھ سے۔۔۔۔وہ بھی کر دے گا۔۔۔۔"

انہوں نے اسے سینے سے لگالیا تھا۔وہ پھوٹ پھوٹ کے رو پڑا تھا۔

فہد کی تھراپی جاری تھی۔

وہ ڈاکٹر فرقان کی نگہداشت میں تھا۔وہ ڈاکٹر روح الامین کے کزن تھے۔انکی ہی ریکوئسٹ پہ وہ اسکا بہت اچھے سے خیال رکھ رہے تھے۔وہ روز ڈیوٹی کے بعد اسائلم چلی آتی تھی۔اس کے ساتھ وقت گزارتی، چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی رہتی۔۔۔

روٹھے کو منانا آسان نہیں ہوتا۔۔۔

وہ تو زندگی سے روٹھا ہوا تھا۔۔۔اتنی آسانی سے کیسے مان جاتا۔۔۔۔

لیکن وہ سامنے والے بھی چٹان تھے۔وہ جہاں جانا چاہتا تھا،اسکے سامنے کھڑے تھے۔ راستہ روکے ہوئے۔۔۔واپس بھیجنے کو۔۔۔۔۔

"کیسے ہو بچے؟؟؟؟؟؟"

ڈاکٹر حرا نے اسکا کمزور ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔وہ خاموش پڑی رہی تھی۔

"اب درد تو نہیں ہے؟؟؟؟؟"

اس نے ہولے سے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔وہ کچھ دیر تک کھڑی اسے دیکھتی رہی تھی۔

"پتہ ہے ہم یہاں کیوں ہیں؟؟؟ سینکڑوں ہزاروں ڈاکٹر،نرسیں،وارڈ بوائے؟؟؟؟ یہ مہنگی دوائیاں،مشینیں،یہ بڑے بڑے ہسپتال،یہ سب؟؟؟؟یہ ہیلتھ پہ اربوں روپے کے خرچے؟؟؟؟؟یہ سب کیوں ہیں؟؟؟؟؟؟"

وہ زرار کی

"کیونکہ زندگی اہم ہے۔اسے ہر حال میں چلتے رہنا چاہئیے۔۔۔ایک گولی سے لیکر الیکٹرک شاک دینے تک ہم ہر حربہ آزماتے ہیں کہ زندگی بچ جائے۔کیوں؟؟؟ کیونکہ یہ اہم ہے۔۔۔۔۔"

وہ خاموشی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

"کوئی بھی اس قابل نہیں ہوتا بچے کہ اس پہ یہ اہم شے لٹا دی جائے۔کوئی انسان بھی اتنا ڈیزرونگ نہیں ہوتا کہ اس کے لئیے مرا جائے۔کوئی اتنا اہم نہیں ہوتا کہ اس کے لئیے خود کو غیر اہم کر دیا جائے"

"میں نے اس کے لئیے بہت غلطیاں کیں۔۔۔۔۔"

وہ سسک پڑی تھی

"تو؟؟؟؟غلطیاں ہو جائیں تو بس زندگی ختم کرلی جائے؟؟؟؟کوئی خطاکار ٹھہرے تو مر جائے؟؟؟؟؟تمہیں نہیں لگتا کہ ہر جرم کی سزا موت نہیں ہے؟؟؟؟وہ بھی خود کو خود دی گئی موت؟؟؟؟؟؟نہیں۔۔۔۔۔بچے نہیں۔۔۔۔"

ڈاکٹر حرا نے رسان سے اسکا ہاتھ تھاما تھا

"وعدہ کرو آئیندہ یہ حرکت نہیں کرو گی۔پیار کرو گی پر گناہ نہیں کرو گی۔ غلطی کرو گی پر اسکا ازالہ موت سے نہیں کرو گی۔پیار کرو گی تو پہلے خود سے کرو گی۔کرو گی ناں؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"ڈاکٹر فرزان ایسا کیوں ہے؟؟؟خودکشی گویا فیشن بن گئی ہے۔ابھی صبح اخبار میں پڑھا۔طالبعلم نے فیل ہونے پہ خودکشی کرلی۔ماں نے دو بچوں سمیت دریا میں

چھلانگ لگا دی۔ باپ نے بچوں کو کمرہ بند کر کے اگ لگا لی؟؟؟؟ کیوں؟؟؟؟؟ غربت اج کا مسئلہ تو نہیں ہے۔ یہ تو ہمیشہ سے ہے۔ بچے فیل بھی ہمیشہ سے ہی ہوتے آئے ہیں۔ بیروزگاری، معاشی دباؤ، یہ سب تو پہلے بھی تھا، پھر اب ایسا کیا ہو گیا؟؟؟؟؟"

انہوں نے اسے بغور دیکھا

"بگاڑ جس بھی شے میں ہو، اسکی بس کوئی ایک وجہ نہیں ہوتی۔ بہت سارے عوامل ہوتے ہیں ناں۔"

وہ زرار کے

"میڈیا۔۔۔سب سے پہلے۔۔۔ سنسنی پھیلائی ہوئی ہے۔ یہ نام نہاد محبت کی کہانیاں، ڈرامے فلمیں۔ ہر دوسرے میں خودکشی۔ ہار گئے، مر جاو۔ کسی کو کھو دیا، لٹک جاؤ۔ کسی سے کچھ منوانا ہے، نس کاٹ لو۔۔۔ کیا ایسا نہیں ہے؟؟؟؟"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

"معاشرہ اور اسکی باتیں۔ ٹکے ٹکے کی بکواس لوگوں کی۔ یوں بھی مارنا، ویسے بھی۔۔۔ یہ دباؤ، ڈپریشن۔۔۔ یہ موت تک ہی لے جائے گا۔۔۔

پھر دین سے دوری۔۔۔اللہ سے امید چھوڑ دینا۔۔۔ناشکری۔۔۔اپنوں سے اوپر دیکھنا، نیچے نہیں۔۔۔۔جھولی بھرتی ہی نہیں ہے ہماری۔۔۔۔پھر قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔۔۔"

وہ سب خاموشی سے سن رہے تھے

"پھر ہمارے بچے اور ہمارے اور انکے فاصلے۔۔۔وہ اپنے فون میں مصروف ہیں ہم اپنے میں۔۔۔وہ کیا دیکھ رہے ہیں، کیا سوچ رہے ہیں، کیا پلاننگ ہے، ہمیں پتہ ہوتا ہے؟؟؟؟فیل ہمیشہ سے ہوتے تھے بچے، لیکن کیا یہ میرٹ کی آگ ہمیشہ سے ہے؟؟؟؟امیر کے بچے فرسٹ، غریب کے فیل۔۔۔۔یہ اب زیادہ نہیں ہونے لگا؟؟؟؟میں نے آج تک زندگی میں کوئی ریڑھی والا ٹاپ کرتا نہیں دیکھا۔کون ہیں یہ، کہاں ہیں جو میڈیا دکھاتا ہے؟؟؟؟؟کہیں بھی نہیں ہیں۔۔۔جھوٹ ہے۔۔۔تو یہ جھوٹ وجہ ہے۔۔۔فلاں کا بچہ اتنا اچھا تم برے۔۔۔۔یہ ہے وجہ۔۔۔بات نا کرنا ہے وجہ۔۔۔۔۔بچے کا حوصلہ نا بڑھانا ہے وجہ۔۔۔۔"

وہ بولتے چلے گئے تھے۔

باب نمبر چھ: مرض سے پہلے دوا

پولیو کے قطرے پلانے والی خواتین محلے میں ایک ایک گھر جاتی تھیں، بچوں کا پو چھتیں اور اگر کوئی چھوٹا بچہ ہوتا تو دو بوند شفا اسکے منہ میں ٹپکا دیتیں۔ باجی رخشندہ کا دروازہ کھٹکایا۔اول تو کھولا نہیں، کوئی پانچویں چھٹی دستک پہ کھولا تو باہر سے ہی منہ بنا کہ چلتا کرنا چاہا۔انکی ڈیڑھ سالہ نواسی وہیں برآمدے میں کھیل رہی تھی۔خواتین نے قطرے پلوانے پہ اصرار کیا تو نہیں کھری کھری سنا دیں

"ارے جاو بی بی خوامخواہ دماغ مت کھاؤ، کافروں کے ڈھکوسلے ہیں یہ سب، خدا جانے کیا حرام پلا دو میری بچی کو، کچھ نہیں ہوتا ہمیں، خوب پتہ ہے ہمیں گوروں نے ہمارے بچوں کے دماغ بند کرنے کو اپنائے ہیں یہ ہتھکنڈے"

ہر بار یہی ہوتا۔باجی بڑی سختی سے سب کو ناکام لوٹاتی رہیں اور انکے دروازے پہ زیرو بٹا ایک لکھا جاتا رہا۔وقت نے زقند بھری اور انکی نواسی آٹھویں برس میں جا لگی۔آٹھویں کے دوسرے ہی مہینے بائیں ٹانگ پہ پولیو نے وار کر ڈالا۔بچی عمر بھر کی روگی ہو گئی۔

آتے جاتے بچی کو دیکھتے تو افسوس کرتے، باجی نم آنکھوں سے سب کی سنتی رہتیں اور سرد آہ بھر کہ کہ دیتیں "بس جی قسمت میں یہی تھا"

کوئی ان سے کہہ نا سکا کہ کیا پتہ قسمت میں یہ تھا کہ تمہاری اولاد بیماری سے بچی رہے پر تمہاری جہالت نے قسمت کا راستہ روک دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

"السلام علیکم ڈاکٹر قراۃ العین"

وہ سسٹر کو ہدایات دیکر آگے بڑھنے کو تھی جب ذیشان نے سلام کیا تھا

"آپکے بھائی کا پتہ چلا۔کیسا ہے اب وہ؟؟؟؟"

وہ دونوں ساتھ ساتھ اگلے بیڈ پہ گۓ تھے۔

"لڑ رہا ہے۔اس سے قطع نظر کہ جیتے گا یا ہارے گا،بس لڑ رہا ہے"

وہ سر ہلا کر رہ گیا

"ایک بات کہوں اگر آپ برا نا منائیں تو؟؟؟؟"

"جی"

"اسے اسائلم نہیں بھیجنا چاہیئے تھا آپکو ڈاکٹر"

وہ زرار کا

"وہ آپکا بھائی ہے۔آپکی زمہ داری۔کسی ڈاکٹر،کسی نرس،کسی اسائلم کی زمہ داری نہیں ہے۔اسے سب سے زیادہ اپکی ضرورت ہے۔کسی بھی ڈاکٹر کی کونسلنگ،دوا یا علاج سے زیادہ۔۔۔۔کسی اپنے کی۔۔۔۔۔"

وہ بولتا چلا گیا تھا

"یقین مانیئے میں یہ سب دیکھ چکا ہوں۔اپنی آنکھوں سے۔۔۔۔۔اسی لیئے آپکو مشورہ دے رہا ہوں۔اسے بس لڑتا ہوا مت دیکھیئے۔۔۔اسکے ساتھ لڑیئے۔۔۔۔اسکے ساتھ کھڑی ہو کر۔۔۔۔۔"

وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔وہ بہت دیر تک فائل پکڑے خالی الذہنی کی سی حالت میں کھڑی رہ گئی تھی۔

کیسے ہو؟؟؟؟"

ڈاکٹر فیصل پی جی آر آفس میں بیٹھا موبائل سے لگا ہوا تھا جب تیمور اندر داخل ہوا تھا۔

اسکے ہاتھ میں فائل تھی۔

"میں ٹھیک ہوں سر۔۔۔۔۔"

اس نے فائل میز پہ رکھی

"یہ سر نے پیشنٹ سٹڈی کو کہا ہے"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔وہ جانے کو مڑا تھا فیصل نے اسے پکارا تھا

"سنو۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com

"اب کام کیسا جارہا ہے؟؟؟میں نے سسٹر بشریٰ کو کہا تھا کہ وہ تمہیں روز وقت دیا کریں"

"جی سر سسٹر بتاتی ہیں،اچھے سے سیکھ رہا ہوں"

"گڈ۔۔۔۔۔کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو جھجکنا مت۔۔۔۔ہم سب ایک خاندان ہیں یہاں اور خاندان سے کچھ چھپایا نہیں جاتا"

"جی سر۔۔۔۔تھینک یو۔۔۔۔۔"

"کل رات کی ڈیوٹی ہے تمہاری؟؟؟؟؟"

"جی سر"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

"چلو پھر کل گپ لگائیں گے۔چائے پئیں گے ساتھ میں کل میری بھی ڈیوٹی ہے"

اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"گنّے کے چلتے ٹرک پہ چڑھا تھا کچھ گنّے کھینچنے کے لئیے۔اترا تو توازن بگڑا۔سڑک پہ گر پڑا۔یہ گھٹنے کے اوپر ران تک زخم آ گیا۔گاوں کا منڈا ہے جی۔یہ چھوٹی موٹی باتوں پہ پریشان نہیں ہوتا۔خون نکلا،درد ہوا،وہ برداشت کرتا رہا۔کسی کو نہیں بتایا۔۔۔"

وہ دیہاتی آدمی اس بیڈ کے پاس کھڑا تھا۔ایچ او کھڑا ہسٹری لے رہا تھا

"یہ کتنے دن ہو گئے اس بات کو؟؟؟"

"بارہ دن"

"کوئی دوا نہیں لی؟؟؟؟"

"درد زیادہ ہوا تو وہیں گاؤں میں ایک ڈاکٹر ہے اسے دکھایا۔اس نے گولیاں دیدیں"

"درد کم ہوا؟؟؟؟"

لڑکے نے نفی میں سر ہلایا۔اس نے آگے بڑھ کے اسکی ران سے کپڑا سرکایا تھا۔گھٹنے سے اوپر ناف تک داہنا حصہ سیاہ ہو چکا تھا۔

"اللہ کے بندے اپنا چھپانا، سہتے رہنا بہادری نہیں ہوتا۔مردانگی یہ نہیں ہے کہ کوئی بیماری ہے تو اسے برداشت کرتے رہو کہ مرد کو درد نہیں ہوتا۔مردانگی یہ ہے۔۔۔۔ اس کھوپڑی کو استعمال کرنا۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ڈاکٹر فرزان کو رپورٹ کی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟؟؟؟"

"سر ٹیٹنس ہو سکتا ہے؟؟؟؟"

"گندی زمین پہ گرا تھا؟؟؟؟"

"سر ویسے تو پکی سڑک تھی لیکن گدھے والی ریڑھیوں والے گزرتے ہیں۔اور بھی

جانور۔یہ گراتو وہ شلوار بھی پھٹ گئی تھی اور کہتا ہے خون بھی نکلا اور زخم بھی آیا"

"پٹی کروائی؟؟؟"

"نہیں سر۔۔۔وہیں کسی کمپاؤنڈر کو دکھایا۔اس نے انجکشن لگانا بھی ضروری نہیں سمجھا"

انہوں نے افسوس سے سر ہلادا

"یہ داغ دار بھی ناں۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکی بات سن کر ڈاکٹر روح الامین نے اثبات میں سر ہلادیا تھا۔

"ویسے یہ بات بھی ٹھیک ہے۔جو کیئر اسے گھر میں مل سکتی ہے،وہ یہاں ممکن نہیں ہے۔یہ تو کسی جیل کی طرح ہے۔انتہائی نگہداشت کی جیل۔۔۔"

قراۃالعین انہیں ہی دیکھ رہی تھی

"میں ڈاکٹر فرقان سے بات کرتا ہوں۔وہ اسکو ڈسچارج کروادیں گے۔ہم اسے گھر شفٹ کر لیتے ہیں۔کسی نرس کا بھی انتظام کروالیتے ہیں دن کے لیئے جب آپ یہاں

ہوں گی"

اس نے سر ہلا دیا تھا۔

"ٹھیک ہے"

وہ کہہ کر آگے بڑھنا چاہتے تھے جب اس نے پکارا

"میں کہنا چاہتی تھی۔۔۔۔تھینک یو۔۔۔۔"

وہ زرا رکی

"آپ نے میرا اتنا ساتھ دیا ہے سر۔۔۔تھینک یو"

انہوں نے اسے خفگی سے دیکھا

"تو میں نے یہ سب اس لیئے تو نہیں کیا کہ تم میری احسان مند ہو جاؤ۔۔۔"

وہ اسے دیکھ کر رسان سے بولے تھے۔

"دردِ دل کے واسطے پیدا ہوئے ہیں ہم تو۔۔۔"

وہ مسکرا دی تھی۔

"زخم سے ٹیٹنس شروع ہوئی۔زخم کے اس پاس گنگرین شروع ہوئی اور پھیلتی چلی گئی۔لڑکا شرماتا رہا چھپاتا رہا کہ وہ جگہ ایسی تھی۔درد بڑھتا گیا۔ٹانگ اکڑ گئی۔جب ہلنا جلنا مشکل ہو گیا تب دوا کی سوجھی۔۔۔۔"

ڈاکٹر فرزان کے ساتھ وہ راؤنڈ پہ تھے۔

"صاحب زادے یہ بات درست ہے کہ گرتے ہیں شاہ سوار ہی میدانِ جنگ میں۔یہ اہم نہیں ہے۔اہم یہ ہے کہ اٹھے ہو،اٹھے کیسے ہو۔۔۔بس کپڑے جھاڑ لیئے ہیں کہ اس گرنے سے کچھ سبق بھی سیکھا ہے"

وہ زرا رکے تھے۔

"ائیندہ کے لیئے کچھ باتیں پلے سے باندھ لو۔گر گئے،زخم آگیا،خون نکلا،یہ معمولی باتیں نہیں ہیں۔گندی زمین پہ گرنے سے ٹیٹنس ہوتا ہے۔اس بیکٹریا کا علاج آسان نہیں لیکن بچاؤ ممکن ہے۔زخم کو اچھے سے صاف کرواور پٹی کرواؤ اور جتنی جلدی ممکن ہو انجکشن لگوالو۔ایک انجکشن۔۔۔۔بیماری سے پہلے ہی علاج۔۔۔۔اتنی

سی بات ہے"

وہ ڈاکٹرز کی طرف مڑے

"سرجری میں ریفر کردیں اسے۔وہ آہستہ آہستہ یہ ساری ڈیڈ جگہ اتاریں گے۔دس پندرہ دن تو لگیں گے یہ سب کرنے میں۔۔۔۔بے احتیاطی ایسے تو گلے پڑتی ہے۔۔۔"

ڈاکٹر حرا نے نوٹ کیا تھا کچھ دنوں سے وہ بہت پریشان تھی۔کم گو تو وہ پہلے سے بھی تھی۔اپنی ذات میں گم،کچھ شرمیلی سی لیکن اب وہ کچھ زیادہ ہی اپنے خول میں گم ہو چکی تھی۔

"ڈاکٹر زینب" !

اس دن وہ وارڈ سے لوٹی تو وہ آفس میں خاموش بیٹھی تھی۔

"چائے پینے چلیں باہر ؟؟؟؟"

آواز پہ چونکی اور نفی میں سر ہلادیا

"نہیں میرا دل نہیں کر رہا۔آپ جائیں"

اس نے برا سامنہ بنایا

"کم آن یار۔ کبھی تو سن لیا کرو کسی کی"

وہ وہیں دھپ سے صوفے پہ گرنے کے سے انداز میں بیٹھی تھی۔زینب واپس مراقبے میں جا چکی تھی۔ حرا نے بہت دیر تک اسے دیکھا تھا۔

"خیریت ہے ناں ؟؟؟؟میں نوٹ کر رہی ہوں تم کچھ پریشان رہتی ہو آجکل ؟؟؟؟ "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں ٹھیک ہوں"

اس نے نفی میں سر ہلایا

"نہیں محترمہ۔ڈاکٹر ہوں میں،کون ٹھیک ہے کون نہیں،یہ ایک نظر میں بھانپ لیتی ہوں۔۔۔۔"

وہ اٹھی اور اسکے پاس آ بیٹھی تھی

"کیا ہوا ہے بتاؤ؟؟؟؟"

وہ انگلیاں مڑوڑتی رہی تھی۔

"زینب کم آن۔میں دوست ہوں یار تمہاری۔شئیر کرو تو سہی۔۔۔۔۔"

اس نے سر اٹھایا تھا۔

"میرا منگیتر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بہت زیادہ ڈیمانڈز کرنے لگا ہے۔کچھ فضول قسم کی۔۔۔کچھ بیہودہ۔۔۔۔۔پھر غصہ کرتا ہے۔۔۔۔۔میں کسی دن بات نا کروں، جواب نا دوں تو بہت بھڑک اٹھتا ہے۔۔۔۔۔میں بہت پریشان ہوں حرا۔۔۔۔میں گھر پہ کسی سے بات نہیں کرسکتی۔۔۔کروں تو کس سے۔۔۔ابھی فاطمہ کی طبیعت بمشکل سنبھلی ہے۔۔۔۔میں ان کو اور پریشان کیسے کروں؟؟؟؟؟"

وہ آہستگی سے بتاتی چلی گئی تھی۔اسکے پاس بیٹھی حرا شاکڈ سی سن رہی تھی۔

"یار ابو ویکسین نہیں لگوا رہے"

اس دن ڈاکٹر حسن نے کہا تھا جب وہ تینوں لنچ کے لئیے کیفے اۓ تھے۔

"میں تو سمجھا سمجھا کے تھک گیا ہوں۔ماں باپ کو جتنا سمجھا سکتے ہیں،اس سے کہیں

زیادہ کرلیاہے۔پیار سے،آرام سے، سختی سے۔۔۔۔انکی ایک ہی رٹ ہے۔اگر مرنا ایسے ہی لکھاہے تو ایسے ہی سہی"

فیصل نے افسردگی سے اسے دیکھا تھا

"یہ یہ موت کا برحق ہونا بھی ہر کوئی اپنے لئیے اپنے انداز سے توڑ موڑلیتاہے۔"

"بالکل"

ذیشان نے لقمہ دیا تھا

"موت اٹل ہے، بالکل اٹل ہے لیکن موت موت میں بھی تو فرق ہے۔ایک وہ ہے کہ اپنوں کے ساتھ،اپنوں کے درمیان بندہ ہنستا کھیلتا چلا جائے۔اور ایک وہ کہ آخری لمحوں میں اکھڑتی سانسوں کے درمیان کوئی بھی پیارہ دکھائی نادے رہاہو۔کوئی سمجھے تو پھر ناں"

حسن نے پانی کا گلاس بھرا تھا

"یہی سمجھاتاہوں میں بھی۔جنگ کی دعا نا کرو لیکن اسباب جنگ تیار رکھو۔یہ اور کیا ہے؟؟؟؟"

"بات دراصل یہ ہے کہ ہم نے ایک ایک دوسرے کو ڈرار کھا ہے۔افوائیں خبریں بن گئی ہیں اور یہ خبریں واٹس ایپ کے میسج۔ٹکے ٹکے کے مفکر، طبیب اور ٹٹ پونجیئے انسانیت کے مسیحا بن بیٹھے ہیں۔"

فیصل ہنسا

"ہاں میں نے بھی پڑھا وہ دماغ میں چِپ والا میسج اور ڈو سال بعد سب کے مر جانے والا بھی۔بندہ پوچھے باہر سے بس یہی ایک ویکسین آرہی ہے۔دن میں ہزار چیزیں گوروں کی استعمال کرتے ہو، بل گیٹس اور ڈبلیئو ایچ او کے فنڈز پہ پلتے ہو، وہ تمہارے دماغ لیناچاہیں تو اور سو طریقے ہیں۔۔۔اور یہ ویکسین تو تمہارے ہی سنگی بیلی کی ہے۔اب پاک چائنہ دوستی کہاں گئی؟؟؟؟"

وہ سر ہلا کر رہ گیا

"مجھ سے پوچھو تو مرض سے پہلے دوا کا مل جانا بھی خدا کی نعمت ہے اور بہت ساری نعمتوں کی طرح ہم اس کے بھی منکر ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔"

وہ گاڑی گیٹ پہ رکی تھی۔چوکیدار نے جلدی سے دروازہ کھولا تھا۔

فرنٹ سیٹ پہ فہد بیٹھا تھا۔ڈرائیونگ سیٹ پہ موجود عینی نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"اب میں اور میرا بھائی،ہم ساتھ ساتھ رہیں گے۔اب تمہیں کبھی وہاں نہیں رہنا پڑے گا۔ہم یہیں رہیں گے۔۔۔۔ہمیشہ۔۔۔۔۔"

منظر بدلتا ہے۔۔۔۔

زینب فون ہاتھ میں لیئے پریشان سی بیٹھی تھی۔پنکھے کی ہوا سے اسکے بال ہوا میں لہرا رہے تھے۔وہ خاموش بیٹھی فون کی سکرین کو بے بسی سے گھور رہی تھی۔

پھر سے منظر بدلتا ہے۔۔۔۔

رات کا وقت تھا۔فیصل وارڈ سے نکلا تو کوریڈور سنسان پڑا تھا۔نرسنگ روم میں ہیڈ نرس اونگھ رہی تھی۔اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور اپنے آفس کی طرف بڑھا۔باہر بیٹھے چوکیدار کو اشارہ کیا

"چاچا میں زرا آدھا گھنٹہ منٹ سونے لگا ہوں۔دیکھنا کوئی ڈسٹرب نا کرے۔کسی کو میرے آفس میں نا آنے دینا۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ٹھیک ہے سر"

اس نے تھوڑا سا دروزہ کھولا اور اندر آیا۔

کمرہ خالی نہیں تھا۔وہ دو مسکراتی ہوئی نظریں۔۔۔۔۔

"بس آدھا گھنٹہ ؟؟؟؟؟"

کھلکھلاتی آواز

"یہ بھی غنیمت ہے"

NEW ERA MAGAZINE .com

اس آنکھ دبائی اور شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیئے تھے۔

اگلا منظر اس شام کا ہے۔

ڈاکٹر روح الامین اور قراۃالعین ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔میز پہ چائے کے لوازمات سجے ہوئے تھے۔وہ انکی کسی بات پہ ہنسی تھی۔وہ بھی مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔

پھر سے منظر بدلتا ہے

"ذیشان۔۔۔یار کب تک سزا دو گے اپنے باپ کو؟؟؟؟"

ڈاکٹر فرزان نے کرب سے کہا تھا

"تمہیں اپنے بوڑھے باپ پہ رحم نہیں آتا؟؟؟؟"

"آپکو رحم آیا تھا؟؟؟؟؟"

وہ درشتی سے بولا تھا

"ایک لمحے کے لئیے بھی؟؟؟؟؟؟"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

"کبھی نہیں۔۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔۔چاہے کچھ ہو جائے۔۔۔۔۔"

باب نمبر سات: سرطان

کیا آپ جانتے ہیں کہ سرطان یعنی کینسر کیسے جنم لیتا ہے؟؟؟؟؟

ہمارا جسم ایک نظم و ضبط پہ قائم ہے۔ایک ایک خلیے کی سطح پہ باقاعدگی سے چیک اینڈ

بیلنس رکھا جاتا ہے۔کب کہاں اور کیا ہوگا،اسکا حساب رکھا جاتا ہے۔ہر شے ایک ترتیب سے اپنا کام کرتی ہے۔ سیل،ٹشوز،جینز،کروموسومز سب کسی نا کسی کی ماتحتی میں اپنا کام کرتے ہیں۔

اس میں بگاڑ سرطان ہے۔۔۔۔

اور وہ کب پیدا ہوتا ہے؟؟؟؟؟؟

جب کوئی بھی شے اس نظم وضبط سے انکاری ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔

وہ نظم وضبط جو ساری کائنات میں ہے۔

وہی جو مولوی احسان کی ذات میں بھی تھا اور انکی زندگی میں بھی۔

وہ ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔قرآن پاک کے حافظ تھے۔ حدیث پہ عبور تھا۔دین کی اچھی سمجھ تھی۔کب کہاں اور کیا کرنا ہے،یہ جانتے تھے۔ انہیں سب علم تھا۔یہی حال انکا اپنی ذاتی زندگی میں تھا۔ایک بیوی،دو بچے۔چھوٹا سا گھرانہ تھا۔خوشحال زندگی۔اچھی گزر بسر ہو جاتی تھی۔معاشرے میں عزت تھی۔ سب احترام کرتے تھے۔

تب تک جب تک وہ انکی زندگی میں نہیں آیا تھا۔

شعیب صفدر۔۔۔۔وہ پہلا انسان جس نے بگاڑ پیدا کیا۔۔۔

بگاڑ۔۔۔ہاں وہ سب سے پہلے اس شے کے آنے سے پیدا ہوتا ہے۔وہ

کارسینوجن۔۔۔کینسر پیدا کرنے والا وہ پہلا فیکٹر۔۔۔۔۔

وہ جو جینز کو دھوکہ دے دیتا ہے۔۔۔۔وہ اس نظم وضبط کی عمارت میں نقب لگاتا ہے۔

بنیاد میں۔۔۔

وہ وقت سے پہلے اور ضرورت سے زیادہ کی طرف لے جاتا ہے۔

وہ انہیں بھی اسی طرف لے گیا۔۔۔۔

وقت سے پہلے کا جھانسہ۔۔۔۔نصیب سے زیادہ کا لالچ۔۔۔۔

"مولوی صاحب ایک دم حقیقی آفر ہے۔سچی اور سو فیصد گارنٹی۔آپ میرے پاس اپنا پیسہ رکھوائیں۔ہر مہینے منافع آپکا۔اور نقصان میرا۔جب واپس لینا چاہیں گے بس حکم کر دیجئیے گا۔آپکی امانت واپس"

خلیوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ کارسینوجن سچ کہہ رہا ہے یا فریب ہے۔وہ اس کی باتوں

میں آجاتے ہیں۔

جیسے وہ آگ ئے۔کچھ جمع پونجی تھی۔

توبس سرطان کی شروعات۔

خلیے منقسم ہوناشروع۔۔۔

دوسے چار،چارسے آٹھ،سولہ،بتیس۔۔۔۔

ہرماہ منافع۔۔۔پچھلے ماہ سے زیادہ۔۔۔اورزیادہ۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

جسم کوجب پتہ چلتا ہے تووہ اسے روکنے کی کوشش کرتاہے۔اس بیماری زدہ حصے کو پیغام بھجواتاہے۔

"خبردار!یہ نہیں کرناہے۔اب رک جاؤ۔یہ صحیح نہیں"

"خبردار!یہ میری ذاتی زندگی ہے"

انہوں نے بھی سب کوچپ کروادیا۔وہ سب کہتے تھے یہ سود ہے۔ان کولگتاوہ جلتے ہیں۔وہ توتجارت تھی۔کاروبار تھا۔ان کے لیئے تورزقِ حلال تھا۔

تو کمائی ہوتی رہی۔۔۔کسی کی نا سنی۔۔۔۔

ٹیومر بڑھتا رہا۔۔۔۔کسی کی نامانی۔۔۔

اب اس ٹیومر نے شاخیں نکالیں۔اپنا حجم بڑھایا

"مولوی صاحب کچھ پیسہ اور انویسٹ کریں۔زیادہ پیسہ زیادہ منافع"

انہوں نے اپنی زمین بیچ ڈالی۔سارا پیسہ اس کے حوالے کیا۔اگلے ماہ تگڑا منافع

آیا۔۔۔۔

وہ ٹیومر بھی اب خوب موٹا تازہ ہو چکا ہے۔وہ غذا جو باقی خلیوں کے حصے کی ہے وہ اکیلا

ہڑپ کر رہا ہے۔وہ پھیل رہا ہے۔بڑھتا جا رہا ہے۔توازن بگاڑ رہا ہے۔

"اس ماہ ذرا تنگی ہے مولوی صاحب!اگلے ماہ دوگنا پیسے مل جائیں گے"

وہ مطمئن ہو گئے لیکن اگلے ماہ بھی کچھ نہیں ملا۔اس سے اگلے ماہ بہت تھوڑے

سے۔

"کاروبار میں گھاٹا ہو رہا ہے"

"لیکن نقصان میرا نقصان نہیں کرے گا۔یہ بات پہلے ہوئی تھی"

"اگر۔۔۔لیکن۔۔۔اگر۔۔۔۔مگر۔۔۔۔"

یہ وہ وقت تھاجب جسم کواحساس ہو جاتاہے کہ کچھ غلط ہو رہاہے۔کہیں نا کہیں کچھ ایسا جو نہیں ہوناچاہیئے۔لیکن وہ حقیقت ماننے سے انکاری رہتا ہے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا"

مولوی صاحب خود کو بہلانے لگے۔چھ ماہ گزر گئے۔کوئی منافع نہیں۔بس کوئی ایک آدھ بار روپیہ ملاوہ بھی بہت تھوڑا۔

"مجھے میری رقم واپس چاہیئے۔ساری کی ساری"

انہوں نے اسے آنکھیں دکھائیں۔جیسے سسٹم اس ٹیومر کو دکھاتاہے۔چلو ختم کر دو یہ سب۔واپس آجاؤاصل حالت میں۔لیکن دیر ہو چکی ہوتی ہے۔

وہ مکر گیا۔۔۔۔

"کونسا پیسہ۔۔۔کب دیا۔۔۔کوئی لکھت پڑھت۔۔۔کوئی رسید۔۔۔جاؤجاؤ۔۔۔"

مار پیٹ۔۔۔گالم گلوچ۔۔۔تھانے کچہری۔۔۔۔

وہ پراناکھلاڑی تھا۔مولوی صاحب اناڑی تھے۔ہارناہی تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس ہار مان لی لیکن وہ ہار بہت مہنگی پڑھتی ہے۔

مولوی صاحب کی بیوی کو کینسر کی تشخیص ہوئی تھی۔وہ پورے جسم میں پھیل چکا تھا۔ شائد اس رزق کے ساتھ جسے انہوں نے حلال سمجھ کر کھایا در حقیقت وہ کارسینو جن تھے۔وہ سود کو منافع کہتے رہے۔ سرطان پھیلتا رہا۔

بیٹی کی منگنی ٹوٹ گئی تھی۔انہیں ان کے شعیب صفدر سے لڑائی کا پتہ چل گیا تھا

"ہم تو آپ کو شریف لوگ سمجھے تھے۔ نماز روزہ کرنے والے پر آپ تو تھانے کچہری والے لوگ ہیں۔توبہ توبہ"

وہ اپنا ذہنی توازن کھونے لگے تھے۔ بیٹھے بیٹھے آپے سے باہر ہو جاتے

"اس نے مجھے برباد کر دیا۔۔۔۔میں اسے معاف نہیں کروں گا۔۔۔میرے پیسے۔۔۔۔وہ کمینہ۔۔۔۔"

کینسر موت تک لے جاتا ہے۔علاج تو کسی کسی کو راس آتا ہے۔علاج کی مشقت بھی کوئی کوئی اٹھا پاتا ہے۔کوئی ایسا جس کے اعصاب مضبوط ہوں۔جو گر کہ اٹھنا جانتا ہو۔ کم از کم وہ ایسے نہیں تھے۔

مولوی صاحب کا بیٹا اب ایک مسجد میں امامت کرواتا ہے۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرواتا ہے۔مانگتے مانگتے رو پڑتا ہے۔ پھر ہچکیوں کے ساتھ کہتا ہے

"یا اللہ ہمیں سود کے سرطان سے بچا۔۔۔۔"

حرا ہسپتال جانے کے لیئے تیار ہو رہی تھی۔

نیا جوڑا جو ابھی کل ہی سل کر آیا تھا اس نے صبح ہی پریس کیا تھا۔اب وہ نہا کر چینج کر کے کمرے میں لوٹی تو شدید الجھن کا شکار تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ کمینی رضیہ! اس نے میری فٹنگ بھر زیادہ کر دی ہے سینے سے۔۔۔اللہ مجھے تو سانس بھی نہیں آ رہی سارا دن کیسے گزرے گا ہسپتال میں۔۔۔"

وہ بنا ڈوپٹے سنگھار میز کے سامنے کھڑی کوفت سے خود کو دیکھ رہی تھی۔

"اور یہ گلا۔۔۔۔اتنا ڈیپ۔۔۔۔سارا دن آدمیوں کے درمیان رہنا ہوتا ہے، کتنا امبیر سنگ ہو گا اگر سکارف کھل جائے تو۔۔۔نہیں نہیں میں ابھی کپڑے بدلوں گی
"

وہ شیشے کے سامنے سے ہٹنے کو تھی جب اس نے چونک کر اپنے عکس کو دیکھا۔ تنگ قمیض سینے کے پاس پھنسی ہوئی تھی۔ بغل سے زرا آگے، چھاتی کے پاس وہ ابھار سا تھا۔

ایک پانچ کے سکے کے برابر۔۔۔۔۔

اس نے بے اختیار اس پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"نن۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔یااللہ نہیں۔۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔۔"

اسکے رنگ اڑ چکے تھے۔

ڈاکٹر قراۃ العین نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔

حرا نے آفس میں داخل ہوتے ہی دروازہ لگا کر چٹخنی چڑھادی تھی اور اب سیدھی اسکی طرف آئی تھی۔

"اوہ ہیلو۔۔۔۔؟؟؟؟؟یوں کنڈیاں کیوں لگاتی پھر رہی ہو؟؟؟؟؟"

وہ کرسی گھسیٹ کر اسکے سامنے آبیٹھی تھی۔

"مجھے تمہاری مدد چاہیئے عینی"

وہ پریشان نظر آ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟؟؟؟؟"

اس نے لمبی سانس بھری تھی۔

"میری زندگی کا سب سے بدترین خواب سچ ہونے کو ہے ڈاکٹر قراۃ العین۔۔۔۔۔۔۔۔

دعا ہے کہ یہ بس میرا وہم ہو"

"ہوا کیا ہے پہیلیاں کیوں بجھوا رہی ہو؟؟؟؟؟"

جواباً اس نے اپنا سکارف کھولا تھا اور اوور آل اتارنے لگی تھی۔

"یہ گلٹی سی ہے۔یہ یہاں سینے میں اس طرف، چھاتی میں۔۔۔۔"

اس نے مطلوبہ جگہ ہاتھ رکھا تھا۔

"میں نے اسے آج صبح ہی نوٹس کیا۔یہ سخت سی ہے اور ایک دم سے ہی نمودار ہوئی

ہے۔"

عینی آگے کو ہوئی اور اسکا معائنہ کرنے لگی تھی۔

"پرسوں جو میں نے قمیض اتاری ہے،اسکا معائنہ کیا۔داہنے طرف یہاں۔۔۔۔

نپل کی جگہ پہ خون کا ننھا سا دھبہ ہے۔اسکا مطلب بلڈ ڈسچارج ہے"

اسکی آواز کانپ رہی تھی۔عینی معائنہ کر رہی تھی۔

"یہ حرکت کر رہا ہے۔نیچے اٹیچ نہیں ہے۔ہارڈ تو ہے۔۔۔۔۔۔"

"فیملی ہسٹری ہے میری"

وہ زرار کی تھی

"امی کو بریسٹ کینسر رہا ہے۔خالہ اسکی وجہ سے فوت ہو چکی ہیں۔۔۔۔۔"

عینی نے اسے رسان سے دیکھا تھا۔

"تم پریشان مت ہو۔۔۔۔چلو میمو کرواتے ہیں"

"کیسا ہے جگر؟؟؟؟؟"

اس دن ڈاکٹر حسن چھٹی کے بعد گھر کے لئیے نکل رہا تھا جب ذیشان نے اسے جالیا

"کوئی لفٹ ہی نہیں۔۔۔۔۔شادی کے بعد دوست کو بھول گیا۔۔۔۔"

"تو؟؟؟یادرکھنے کوایک خوبصورت شے ہے اب میرے پاس"

اس نے منہ بنایا

"اچھا جی۔۔۔۔۔میں بدصورت ہو گیا اب؟؟؟؟؟"

"خیر یہ بھی نہیں کہا میں نے اب"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دونوں ساتھ ساتھ پارکنگ کی طرف جارہے تھے

"یار سچ بتاؤں تو شادی ایک خوبصورت شے ہے۔میں ڈررہا تھا کہ یہ نجانے کیا ہے۔ بہت پریشر تھا۔ایک نیا تعلق، نئی زمہ داری۔کر پاؤں گا نہیں، وہ ایڈجسٹ ہو گی یا نہیں، پھر سب کی فکر۔۔۔۔۔اور میں خود کہیں پیچھے رہ گیا۔۔۔۔۔یہ مقصد نہیں تھا۔"

وہ زرا رکا

"توسب ٹھیک کیسے ہوا؟؟؟؟؟"

"سب ٹھیک ہی تھا۔ ہمیشہ سے۔ بس یہ خود کو بتانا ہوتا ہے کہ سب ٹھیک ہے۔ جس دن تمہیں یقین آ گیا تو سمجھو زندگی جنت بن جائے گی۔۔۔۔۔۔"

وہ مسکرا دیا۔

"میں خوش ہوں تیرے لئیے۔۔۔۔۔سچ میں۔۔۔۔"

وہ ہنسا

"میں بھی تیرے لئیے خوش ہوں گا جب ڈاکٹر قراۃ العین ہاں بول دے گی۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ذیشان جھینپ گیا تھا۔

"جلدی کر لے میرے دوست۔۔۔۔اس سے پہلے کہ تیرے بال سفید ہو جائیں۔۔۔۔۔۔"

وہ چھاتی کا سرطان یعنی بریسٹ کینسر ہی تھا۔

بائیوپسی پوزیٹیو تھی۔ میمو گرافی پہ زیادہ پھیلا نہیں تھا۔

"سٹیج ٹو کا کینسر ہے۔لیمف نوڈا بھی بس ایک ہی ملا ہے۔زیادہ پھیلاؤ نہیں ہے"

ڈاکٹر مہوش نے کہا تھا

"چھاتی کے کینسر میں سب سے اہم کردار عورت خود ادا کرتی ہے۔وہ اپنی سب سے پہلی ڈاکٹر ہوتی ہے۔روز نہیں تو کم از کم ہفتے میں ایک بار اپنا معائنہ کرتے رہنا چاہیئے۔ کوئی بھی غیر معمولی چیز خواہ چھوٹی سے چھوٹی کیوں نا ہو نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے۔ جانتی ہو بریسٹ کینسر کی شرح پاکستان میں تیزی سے بڑھ رہی ہے۔اس لیئے جتنا ہو سکے اپنا معائنہ کرتے رہنا چاہیئے۔کوئی بھی گلٹی،کوئی ابھار یا کوئی شے ملے تو فوراً میمو گرافی کروائیں۔احتیاط علاج سے بہتر ہے"

وہ کہتی رہی تھیں

"کچھ رسک فیکٹر ہیں۔مطلب اگر اپ میں وہ ہیں تو آپکے کینسر کے رسک بڑھتے ہیں۔فیملی ہسٹری۔۔۔ماں خالہ یا بہن کو ہو۔۔۔۔ایسٹروجن لیتی ہوں۔۔۔۔کنٹرا سیپٹیو دوائیاں۔۔۔جلدی ماہواری شروع ہو گئی ہو چودہ سال سے پہلے اور لیٹ ختم ہو،پچاس سال کے بھی بعد۔۔۔۔پہلا بچہ تیس سال کے بعد ہوا ہو۔۔۔۔۔اور کچھ پروٹیکٹو فیکٹرز ہیں۔۔۔۔تین سے زیادہ بچے،برسٹ فیڈنگ،ایکسر سائز،اچھی

خوراک۔۔۔۔یہ سب اس سے بچاتے ہیں۔۔۔۔۔"

انہوں نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"ہمارا دین اس لیئے بھی تو کامل ہے کہ اس میں ہر مسئلہ کا حل ہے۔ جلدی شادی کا کیوں حکم ہے؟؟؟تاکہ فیملی جلدی شروع ہو،بچے کو دو سال دودھ پلانے کا حکم ہے ؟؟؟؟؟بریسٹ کینسر سے بچاؤ۔۔۔۔آسان حل۔۔۔۔کوئی سمجھے تو۔۔۔۔۔"

"سٹیج ایک اور دو کے بریسٹ کینسر کا علاج سرجری ہے۔ساتھ میں کیمو اور ہارمونل تھراپی۔۔۔۔تم لکی ہو کہ یہ ابھی چھوٹا ہے اور زیادہ پھیلا نہیں ہے"

ایک ایک بندے نے اسے دلاسے دیئے تھے۔

"آپ ایک بہادر انسان ہیں ڈاکٹر حرا۔آپ یہ ضرور کر لیں گی"

ڈاکٹر ذیشان نے کہا تھا

"میں یہاں ہوں تمہارے ساتھ۔ہر وقت ہوں۔بالکل مت گھبرانا۔ہم بہنیں ہیں۔ سگی سے بھی سگی بہنیں۔۔۔۔"

عینی دن میں جانے کتنی بار کہتی تھی۔

"مجھے تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے حرا بچے۔مجھے پتہ ہے تم جانتی ہوا سے کیسے مات دینی ہے۔یہ بس ایک بیماری ہے اور ہر بیماری کا علاج خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ تمہیں ضرور شفا دے گا بچے۔۔۔۔"

سرجری سے پہلے ڈاکٹر فرزان نے کہا تھا۔

"سگریٹ تو جی میں بڑی چھوٹی عمر سے پی رہا ہوں۔نویں جماعت میں تھا۔دوستوں کے ساتھ یونہی شغل میلہ کرتے ہوئے کش لگایا۔۔۔

وہ دھواں۔۔۔وہ احساس۔۔۔وہ مردوں کا کام تھا ناں۔۔۔سند مل گئی جیسے مردانگی کی۔۔۔یہ فلموں ڈراموں میں بھی دیکھا تھا ہیرو بڑا کول اور ڈیشنگ لگتا ہے سگریٹ پیتا ہوا۔۔۔کہتے ہیں دماغ بھی زیادہ چلتا ہے۔۔۔۔تو جی بس ایسے شروعات ہوئی۔۔۔ہر دوسرے تیسرے دن ایک آدھ۔۔۔پھر روز۔۔۔۔چوری چھپے۔۔۔پھر سرعام۔۔۔روز کی دو۔۔۔چار۔۔۔۔دس۔۔۔ڈبی۔۔۔۔

ڈرائیوری کا کام ہے جی۔ بس سگریٹ سلگا لی۔ ڈبی کب ختم پتہ ہی نہیں چلتا۔۔۔ میں دن کے چار چار پانچ پانچ پیک پی جاتا تھا جی۔۔۔۔ یہ تو جیسے روٹی پانی سے زیادہ ضروری تھی۔ نہیں پی تو صبح نہیں ہوئی، نہیں پی تو رات نہیں ہوئی۔ کھانا پینا سونا جاگنا بس اسکے ساتھ۔۔۔۔ بیس پچیس سال تو ہو گئے جی پیتے۔۔۔۔

بات زیادہ پرانی نہیں ہے جی۔۔۔ ابھی ڈیڑھ سال پہلے یہ شروع ہوا۔۔۔ ہلکی ہلکی کھانسی۔۔۔ بڑھتی رہی۔ پھر خون آنے لگا۔ ٹی بی ٹیسٹ کروایا۔ مثبت تھا۔ نو مہنے دوا کھائی۔ کچھ افاقہ ہوا۔ ڈیڑھ ماہ بعد پھر وہی شروع۔۔۔ ٹی بی منفی۔۔۔ اور رپورٹیں کروائیں۔۔۔ کہتے ہیں کینسر ہے۔۔۔ ایک پھیپھڑا تو ختم ہے جی۔۔۔ ایک یہ کام ہے۔۔۔۔ عمر نہیں ہے ابھی اتنی۔۔۔ بیالیس۔۔۔ چار بچے ہیں۔ چھوٹا چھوٹا بچہ چھ سال کا ہے۔ انکی فکر ہے۔ خود سے زیادہ۔ انکا کیا بنے گا میرے بعد۔۔۔ کینسر تو جی جان نہیں چھوڑتا۔۔۔۔ کیمو تھراپی چل رہی ہے۔۔۔ بڑی تکلیف میں ہوں۔ ساری رات کھانسی سونے نہیں دیتی۔۔۔ خون آتا ہے۔ سینے میں آگ لگی ہے، گھٹن، دھواں سا۔۔۔۔

بس اب تو ایک خواہش ہے جی،

قسمت مجھے اس لمحے میں واپس لے جائے جب پہلی بار سگریٹ پکڑی تھی۔۔۔۔۔میں پکڑے بغیر کہوں کہ اگر اسکے پینے سے آدمی مرد بنتا ہے تو میں نامرد ہی ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر زینب ہاتھ میں فون لیئے بے بس بیٹھی تھی۔

"سارے جہان کے لیئے تمہارے پاس وقت ہے لیکن اپنے منگیتر کے لیئے نہیں ہے۔میں سارا دن بات کرنے کے لیئے منتیں کرتا رہتا ہوں لیکن مہارانی صاحبہ۔۔۔۔۔ہو نہہ ساری دنیا تم نے ہی کندھوں پہ اٹھا رکھی ہے"

"میں وارڈ میں تھی تو۔۔۔۔۔"

"شٹ اپ۔بس یہی ایک بہانہ ہر وقت۔یار میری بات سنو۔میں اچھا نہیں لگتا، مجھ سے بات کرنے کو دل نہیں کہتا تو صاف کہہ دو، میں کال نہیں کروں گا دوبارہ"

"ایسی بات نہیں ہے"

"تو کیسی بات ہے؟؟؟؟؟؟"

وہ لمبی سانس بھر کے رہ گئی

"سوری۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ چپ رہ گیا

"آئیندہ نہیں ہوگا ایسے۔۔۔۔۔۔"

سرجری تو ہو چکی تھی۔ٹیومر نکال دیا گیا تھا۔اب کیمو تھراپی چل رہی تھی اور وہ شدید تکلیف دہ تھی۔کئی کئی گھنٹوں پہ مشتمل وہ لمبے لمبے سیشن جہاں کیمیکلز اور دواوں کی بو سے ہی جان نکلی رہتی تھی۔اسکا وزن تیزی سے گر رہا تھا۔رنگ ماند پڑ چکا تھا۔آہستہ آہستہ سر اور بھنوؤں کے بال جھڑ چکے تھے۔ہر وقت متلی کی سی کیفیت رہتی تھی۔ہر سیشن کے بعد وہ گھنٹوں الٹیاں کرتی تھی۔

اور یہ جنگ ہے۔

سرطان کے خلاف جنگ۔۔۔۔۔

بیماری اپنا زور مارتی ہے اور جسم اپنا۔یہ جنگ ہی سارا کھیل ہے۔بیماری کو کمزور کرنا اور

جسم کو مضبوط کرنا ہی علاج ہے۔اور یقیناً یہ دل گردے والوں کا کام ہے۔یہ ان کا کام ہے جو سچ میں جینا چاہتے ہیں۔جو سچ میں ہارنا نہیں چاہتے۔۔۔۔۔

پھر آتی ہے سوشل سپورٹ۔۔۔۔

اس مریض کو ہر وقت اسکی ضرورت ہے۔اسے ہر وقت بتایا جائے کہ وہ بہادر ہے۔وہ ضرور جیت جائے گا۔ضرور۔۔۔۔۔بنا ناگواری دکھائے۔۔۔۔بنا تھکے۔۔۔۔بنا اکتائے۔۔۔۔

"ڈاکٹر حرا آپ اور انجلینا جولی ایک ہی صف میں کھڑی ہو گئی ہیں۔آپکو پتہ ہے انکی بھی بریسٹ ریکنسٹرکٹیو سرجری ہوئی ہے۔۔۔؟؟؟؟"

اس نے ڈاکٹر فیصل نے کہا تو وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

"جی۔۔۔ان تین مہینوں میں یہ تین کروڑ دفعہ سن چکی ہوں۔۔۔۔۔کسی کو اور کچھ پتہ ہو یا نا ہو،یہ ضرور پتہ ہے"

وہ ہنس پڑا تھا۔

"اور وہ سب ستارے جو اس سے لڑتے ہوئے بجھ گئے؟؟؟؟؟؟؟؟؟ادب کے، میڈیا کے، گمنام۔۔۔۔۔ان کا کیا؟؟؟؟"

"ہم ان کے لئیے دعا کریں گے اور پھر آپ کے لئیے کہ آپ ان میں کبھی شامل نا ہوں۔۔۔۔۔"

وہ ڈیوٹی پہ آتی تھی۔ڈاکٹر فرزان نے اسے ریسٹ کا کہا تھا لیکن اس نے منع کر دیا تھا

"سر ایسے میں زیادہ بیمار فیل کرتی ہو۔بس ایک کمرے میں پڑے رہنا۔۔۔۔میرے جسم کو کام کی عادت رہنی چاہیئے۔۔۔۔"

"اچھی بات ہے"

وہ بالوں سے عاری سر کو سکارف سے ڈھانپے پورے اعتماد سے وارڈ وزٹ کرتی تھی۔ اسے دیکھ کے جانے کتنے مریضوں کا حوصلہ بڑھتا ہو گا۔

"سر درد رہتا تھا اکثر۔پڑھائی کرنے کے بعد۔کلاس میں۔یونہی کسی رف دن۔گرمی میں سردی میں۔ہو جاتا ہے ناں ہیڈ ک۔بس دو پیناڈول زندہ باد۔میں اجثر ہی لیتی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی۔دانت درد، لے لی۔کان درد،ہاں جی۔ مسوڑا سوجا،منہ کے چھالے، بخار، سر درد، سکن ریش،ہر مرض کی دوا، دوپیناڈول۔۔۔۔۔ڈکلوفینک۔۔۔۔اور ایسی ہی پین کلرز۔۔۔۔"

"معدے میں درد کب شروع ہوا؟؟؟؟"

"چار سال پہلے۔۔۔۔"

"اسکا علاج؟؟؟"

"سیرپ پی لیا۔۔بد ہضمی سمجھ کے سیون اپ نمک ڈال کے۔پھکیاں۔اسپغول۔ کسی نے کہا پودینہ۔بس یہی ٹوٹکے"

"ڈاکٹر کو نہیں دکھایا؟؟؟"

"دکھایا تھا۔انہوں نے بھی یہی سمجھا۔اومیپرازول دیدیئے نہار منہ۔ساتھ اینٹی بائیوٹک۔درد نہیں گئی۔ مسلسل۔۔۔بھاری پن۔۔۔۔۔"

"اور؟؟؟؟"

"الٹیاں۔۔۔۔خون کے ساتھ۔پھر پاخانے کے ساتھ۔۔۔۔خون۔۔۔۔تب

خطرے کا احساس ہوا"

"رپورٹس کروائیں؟؟؟؟"

"کینسر۔۔۔۔معدے کا۔۔۔کہتے ہیں این سیڈز یعنی یہی پین کلرز زیادہ لینے کی وجہ سے ہے"

"علاج؟؟؟؟؟"

"معدہ نکال دیا۔۔۔آنتوں کو آپس میں جوڑ دیا۔ساتھ شعائیں۔۔۔کیا کہتے ہیں ریڈیو تھراپی۔۔۔۔۔"

وہ زرا رکی

"اب سوچتی ہوں کچھ کام جسم کو بھی کرنے دینا چاہیئے۔ہر مسئلہ دوا سے حل کرنا ضروری نہیں۔یہ جسم بہت کام کا ہے۔ایک کینسر سے لڑ سکتا ہے تو سر درد کیا چیز ہے۔ سر درد کا علاج دو گولیاں پیناڈول ضرور ہے لیکن اور بھی چیزیں ہیں۔ریسٹ،اچھا کھانا،ورزش،اچھی صفائی،صحت کا خیال۔۔۔۔۔اور یہی مجھے کینسر نے سکھایا ہے۔۔۔۔۔"

اس دن ڈاکٹر حرا یونہی معمول کے مطابق وارڈ سے نکلی تھی۔گلے میں سٹیتھو سکوپ ڈالے،اوورآل پہنے۔۔۔۔

آفس کے پاس سے گزرتے ہوئے یونہی سرسری سی نظر اس شیشے پہ ڈالی تھی۔وہ ایک دم ٹھٹھک کر رکی تھی اور بہت دیر تک ساکت کھڑی دیکھتی رہی تھی۔بہت دیر بعد اس نے کانپتے ہاتھوں سے جلد کو چھوا تھا۔

آنکھوں کے اوپر، بھنوؤں کی جگہ بھی ننھے ننھے بھورے بال نمودار ہو رہے تھے۔

اس نے ایک لمبی سانس بھری تھی۔اسکی آنکھیں تشکر کے پانیوں سے بھیگتی چلی گئی تھیں۔

"مم۔۔۔۔۔۔۔میں جیت گئی۔۔۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔۔بہادر ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسکے بھیگے گالوں پہ بڑی خوبصورت مسکراہٹ تیر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

باب نمبر آٹھ: تم وہ نہیں ہو، یہ ہو

ڈیپارٹمنٹ کے داخلی راستے پہ وہ بڑا سا بورڈ لگا ہوا تھا جس پہ جلی الفاظ میں لکھا تھا۔

"ڈیپارٹمنٹ آف میڈیسن"

اندر چلیں تو وہ سیدھی راہداری تھی جس کے دونوں اطراف میں آفس ہیں، سٹیشنز ہیں اور وارڈز ہیں۔

سب سے پہلے ڈاکٹر روح الامین کا آفس ہے۔

دروازہ زرا سا کھلا ہے۔اندر بیٹھے ڈاکٹر روح الامین نظر آرہے ہیں۔زرا سا اور جھانکو تو انکے سامنے کرسی پہ بیٹھی قراۃالعین کی پشت نظر آرہی ہے۔میز پہ چائے کے کپ رکھے ہیں۔وہ اسے دیکھ کر مسکراتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں۔وہ جھینپ جاتی ہے۔

آگے چلیں تو نرسنگ سٹیشن ہے۔

سسٹر علیشہ اور سسٹر ماہم فون میں وہ ویڈیو دیکھ رہی ہیں۔کوئل کماری کی ٹک ٹاک ویڈیو۔

"ہمارا بھی حال پوچھ لیا کرو صاحب۔۔۔۔۔"

بڑے انہماک کے ساتھ۔ تیمور گزرتے ہوئے ڈاکٹر فیصل کا پوچھتا ہے۔ وہ سرسری سا اشارہ کرتی ہیں۔

"پی جی آر آفس میں"

وہ چلتا ہوا پی جی آر آفس میں داخل ہوتا ہے۔ آہٹ پہ ڈاکٹر فیصل چونک کہ دیکھتا ہے۔ وہ اپنی پشت پہ دروازہ بند کر دیتا ہے۔

آگے چلیں،

کوریڈور کے اختتام پہ فون کان سے لگائے زینب دھیمے مگر پریشان لہجے میں بول رہی ہے

"میں کیسے۔۔۔۔۔نہیں آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔۔۔ابو نہیں۔۔۔۔۔میں کیسے کہہ دوں۔۔۔۔۔پلیز ایسے نا۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔سوری۔۔۔۔۔آپ ناراض تو نا ہوں۔۔۔۔۔"

زرا واپس آئیں اور دائیں ہاتھ مڑیں تو دوسری راہداری ہے جس کے اطراف میں وارڈز ہیں۔

اوورآل کے بازو کہنیوں تک چڑھائے ڈاکٹر حرا بیڈ کے پاس کھڑی ہے۔اسکی آنکھوں پہ بھوری سی بھنویں نمودار ہو چکی ہیں۔سکارف سے جھلکتے ماتھے پہ بھی زرا زرا سے بال ہیں۔وہ سسٹر کو ہدایت دیتی اگلے بیڈ پہ جاتی ہے۔

مردانہ وارڈ سے ذیشان اور حسن ساتھ نکلے ہیں۔

"تو ڈرتا کیوں ہے؟؟؟تو اچھا خاصا خوش شکل انسان ہے۔جاب ہے۔گھر ہے۔ایچ او ڈی کا بیٹا ہے۔وہ منع کیوں کرے گی؟؟؟اس سے بات تو کر،اظہار تو کر۔۔۔۔یوں بیٹھے رہنے سے دیر ہو جائے گی ذیشان"

وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔

"ڈاکٹر ذیشان کو ایچ او ڈی صاحب نے بلایا ہے"

وہ انکے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

ڈاکٹر حسن واپس کوریڈور میں آتا ہے۔پی جی آر آفس سے اسے ڈاکٹر فیصل نکلتا دکھائی دیتا ہے۔کف بند کرتا ہوا،شرٹ ٹھیک کرتا ہوا۔۔اسکی طرف پشت کیئے وہ واش رومز کی طرف جا رہا ہے۔۔۔۔

واپس ڈاکٹر فرزان کے آفس میں۔۔۔۔

"آپ روز ایک ہی بات کیوں کرتے ہیں؟؟؟؟میں کہہ چکا ہوں مجھے آپکے گھر میں نہیں رہنا تو کیا؟؟؟؟"

وہ زرا رکا

"میں میڈیسن کا بندہ نا ہوتا تو کب کا یہ ڈیپارٹمنٹ چھوڑ چکا ہوتا۔اپنی فیلڈ نہیں چھوڑ سکتا لیکن یہ ہسپتال ضرور چھوڑ سکتا ہوں۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا

"آئیندہ اس ٹاپک پہ بات کی تو میں سچ میں یہ ہسپتال چھوڑ دوں گا۔۔۔یاد رکھئیے گا۔۔۔"

حرا اندر آئی تو وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔گود میں فون رکھا تھا اور۔۔۔۔

"تم رو رہی ہو؟؟؟؟"

وہ اچھنبے سے پوچھتی اسکے پاس آ بیٹھی تھی۔

"زینب۔۔۔۔کیا ہوا؟؟؟رو کیوں رہی ہو؟؟؟؟"

اس نے آہستگی سے اسکا سر اوپر اٹھایا۔اسکے گال بھیگے ہوئے تھے۔آنکھوں میں لال ڈورے نمودار ہو چکے تھے۔

"پلیز کچھ بتاؤ تو؟؟؟گھر میں تو سب ٹھیک ہیں ناں۔۔۔؟؟؟؟؟؟"

اس نے ہچکی لی تھی۔

"خالد نے مجھ سے منگنی توڑ دی ہے"

وہ پھر سے رو پڑی تھی۔حرا دھک سے رہ گئی تھی۔

"کیا؟؟؟؟؟"

"ابھی میں وارڈ سے آئی ہوں تو میسج دیکھا۔کال بیک کی تو غصے میں تھے۔اتنی باتیں سنائیں۔اینڈ پہ کہا تم جیسی موٹی بھینس سے شادی نہیں کر سکتا۔بات ختم سمجھو۔۔۔۔۔"

آنسو اسکے گال سے ہوتے ہوئے گردن تک آ رہے تھے۔

اگلے دن ڈاکٹر زینب غیر حاظر تھی۔

حرانے کئی دفعہ اسکا نمبر ملایا لیکن اسکا فون مسلسل بند تھا۔کوئی جواب نہیں۔

اگلے دن بھی وہ ہسپتال نہیں آئی تھی۔اس سے اگلے دن بھی نہیں۔۔۔۔

ڈاکٹر فرزان نے راؤنڈ کے دوران دو بار پوچھا تھا۔وہ لا علم تھی۔

اگلے دن وہ پھر سے غیر حاظر تھی۔

"طبعیت ٹھیک ہے اسکی؟؟؟؟"

"مجھے نہیں پتہ سر وہ فون نہیں اٹھا رہی"

"اللہ خیر کرے۔انکا ایڈریس پتہ ہے آپکو؟؟؟"

"جی سر"

"تو گیو می اے فیور،انکے گھر جائیں"

"شیور سر۔میں خود بھی یہی سوچ رہی تھی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فہد کی طبیعت بہت بہتر تھی۔

اب وہ خود سے بھی باتیں کرنے لگا تھا۔پہلے ابو کو دیکھتے ہی چیخیں مارنے لگتا تھا مگر اب تو انکے پاس چلا جاتا تھا۔انکے ساتھ شام کو باہر واک کے لیئے بھی جاتا تھا۔

"تو طے پایا محبت ہر دوا سے زیادہ اثر رکھتی ہے"

اس دن ڈاکٹر روح الامین اسے ملنے آئے تھے۔کافی دیر بیٹھے رہے۔ابو سے بات چیت ہوئی،پھر فہد سے بھی۔وہ واپسی کے لیئے نکلنے کو تھے،عینی انکے ساتھ باہر آئی تھی۔

دروازے پہ رک کر انہوں نے اسے دیکھا۔وہ مسکرا دی

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔۔۔"

وہ انگلیاں مروڑتی رہی

"میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں لیکن سمجھ نہیں پا رہی کیسے کہوں"

اس نے کہا تھا

"یہاں مشرقی معاشرے میں لڑکی اپنے منہ سے اظہار کرے تو اچھی لڑکی نہیں سمجھی جاتی۔۔۔۔۔۔"

اس نے سر اٹھایا تھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"میں اچھی لڑکی ہوں کیا؟؟؟؟؟"

"تم دنیا کی سب سے اچھی لڑکی ہو۔۔۔۔۔"

وہ انہیں بغور دیکھتی رہی تھی۔

"میں اقرار کرنا چاہتی ہوں۔اظہار کرنا چاہتی ہوں"

وہ زرار کی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana

"میں سچ میں آپ سے محبت کرنے لگی ہوں"

بہت سارے لمحے خاموشی سے گزر گئے تھے۔ڈاکٹر روح نے جیب سے فون نکالا اور سکرین اسکے سامنے کی۔وہ دھک سے رہ گئی تھی۔

وہ۔۔۔۔۔۔ایک عورت۔۔۔۔۔ایک بچہ۔۔۔۔۔۔

کوئل کماری؟؟؟؟؟"

سسٹر عالیہ نے جوش سے کہا تھا

"آپ وہی ہیں ناانسٹا والی ماڈل ؟؟؟اور ٹک ٹاک پہ ویڈیوز بناتی ہیں ناں ؟؟؟؟؟"

وہ ہولے سے مسکرادی۔

"میں تو آپکی بہت بڑی فین ہوں۔آپکی انسٹا گرام پہ ہر تصویر لائیک کی ہے اور کمنٹس پہ۔آپکی پکچرز میں نے ڈی پی پہ بھی لگائی ہے۔یہ دیکھیں۔۔۔"

"ہمیں ڈاکٹر فرزان سے ملنا ہے۔ان سے ٹائم لیا تھا"

اسکی ماں نے ناگواری سے کہا تھا۔

"جی جی آیئے۔۔۔۔۔"

کوئل کماری کو کون نہیں جانتا تھا۔وہ سوشل میڈیا انفلوئنسر تھی۔اسکے چرچے سارے انسٹا گرام پہ تھے۔پانچ ملین فالوورز اور کئی ملین فینز۔اسکے پرستاروں سے فیس بک ٹویٹر،ہر جگہ بھری پڑی تھی۔اسکا سٹائل،وارڈروب،اٹھنا بیٹھنا،چال ڈھال۔۔۔ہر شے پہ لڑکیاں مرتی تھیں۔اور لڑکے،وہ نجانے کتنے دلوں کی دھڑکن تھی۔اسکے ٹک ٹاک کی دھوم سارے میں تھی۔اسکی ادائیں اور باتیں۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور وہ کوئل ان کے سامنے تھی۔

ہڈیوں کا کوئی ڈھانچہ سا۔۔۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب یہ دوسری دفعہ ہوا ہے کہ یہ گر کے بے ہوش ہو گئ۔ابھی کل کی بات ہے۔میں کچن میں تھی۔جلدی سے باہر آئی تو یہ گری پڑی تھی"

زرد رنگت۔حلقے زدہ آنکھیں۔سوکھی کھال

"کھاتی نہیں ہو کیا کچھ ؟؟؟؟"

"میں ڈائٹنگ پہ ہوں سر۔"

"آگ لگے اس ڈائٹنگ کو۔چھ مہینے سے سلاد اور جوسز پہ ہے۔پینتیس کلو وزن رہ گیا ہے بس"

"ممی پلیز۔۔۔۔میں سٹار ہوں۔مینٹین رکھنا پڑتا ہے خود کو۔میں چار من کی دھوبن بن گئی تو مجھے دیکھے گا کون۔"

"اسے سمجھائیں ڈاکٹر صاحب۔ہر وقت ایکسر سائز، سلم ہونے کی مشقیں، پتہ نہیں کون کون سی دوائیاں۔کھانا کھاتی نہیں ہے"

"میں پہلے ہی بہت موٹی ہوں سر۔پلیز آپ ان کے دماغ کا علاج کریں"

وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

رو رو کر اسکی آنکھیں سوجن کا شکار تھیں۔زرد رنگت اور کملایا ہوا چہرہ۔وہ چار دن پرانے سوٹ میں ہی ملبوس تھی۔

"کیا حالت بنائی ہوئی ہے تم نے یار۔کیا ہو گیا۔۔۔۔"

اس نے ڈپٹا تھا۔

"ایک منگنی ٹوٹنا ایسی قیامت ہے کیا کہ بندہ بس مرنے کو کمر باندھ لے"

"میں جس کلاس سے تعلق رکھتی ہوں،وہاں منگنی ٹوٹنے کا مطلب عزت ٹوٹنا ہے"

اس نے نفی میں سر ہلایا

"عزت اتنی کمزور شے بھی نہیں ہے کہ کسی بھی ایرے غیرے کی زبان کی جنبش اسے توڑ دے۔میں نہیں مانتی۔کلاس جو بھی ہو،کسی ایک شخص کا غلط فعل ہمیں غلط نہیں ثابت کرتا زینب"

اسکی والدہ بھی پریشان سی بیٹھی رہیں۔بات بے بات رونے لگتی تھیں۔

"میں تو اسے سمجھاتی تھی وزن کم کرلے"

"تو آنٹی جب منگنی کی تھی تب بھی تو یہ ایسی ہی تھی"

"اس نے سوچا ہوگا منگنی کے بعد بدل جائے گی"

"منگنی ہوئی تھی کہ سونے کی چھڑی۔یہ حکم دیتی اور سلم سمارٹ ؟؟؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گئیں

NEW ERA MAGAZINE .com

"موٹاپا تو ایک بہانہ ہے۔اسکا تم سے دل بھر چکا تھا۔یہی ہوتا ہے زینب۔شادی سے پہلے انڈرسٹینڈنگ کے نام پہ باتیں ملاقاتیں کبھی خیر نہیں لاتیں۔ایک دوسرے کو کرید کرید کے دیکھنا اور پھر غلطیوں کو پکڑ کے اشتہار لگانا۔کیا ہے یار یہ ؟؟؟؟"

وہ بولتی چلی گئی تھی۔

"وہ جاب چھوڑ رہی ہے سر"

انہوں نے حیرت سے دیکھا

"کیا بیو قوفی ہے"

"میں نے بھی اس سے یہی کہا ہے حاسر۔ کیا بیو قوفی ہے۔ کوئی بھی انسان اتنا اہم نہیں ہوتا کہ اس کے لئیے جوگ لیا جائے، دنیا ترک کی جائے"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئے

"چلو ابھی صدمے میں ہے۔ دو چار دن لے لے۔ پھر آجائے۔۔۔ یہ چھوڑنے والی بات ٹھیک نہیں"

اگلے دن اسکا استعفیٰ آگیا تھا۔

ذیشان نے اچھنبے سے دیکھا

"جاب چھوڑ رہی ہے لیکن کیوں ؟؟؟؟"

حرا ہولے ہولے سب بتاتی گئی تھی۔ وہ خاموش کھڑا سنتا رہا۔

"ایک ظلم اس کے منگیتر نے اسکی جان پہ کیا ہے لیکن اس سے بڑا ظلم وہ خود پہ خود توڑ رہی ہے۔"

اگلی بار وہ ایمرجنسی میں لائی گئی تھی۔

"شوگر لیول ساٹھ تک آگیا ہے۔ایچ بی چار پہ پہنچ گئی ہے"

وہ دو گھنٹے سے بے ہوش تھی۔اسکا وزن مزید سات کلو کم ہو چکا تھا۔پیلی زرد رنگت اور ہڈیاں ہی ہڈیاں۔اسکی ماں رو رہی تھیں

"میں کیا کروں؟؟؟؟ کیسے سمجھاؤں اسے؟؟؟؟؟ کھاتی نہیں ہے۔کئی کئی دن ایسے ہی گزر جاتے ہیں۔بس کپڑے جوتے۔۔۔۔۔کتنے لائیک فالووز اور کمنٹس بس۔۔۔۔۔۔میری بچی۔۔۔۔۔اسے بچالیں۔۔۔۔۔"

اسکو انفیکشن شروع ہو گئے تھے۔پیٹ میں پس بھر رہی تھی۔دل کی دھڑکنیں بے تال تھیں اور بی پی تیزی سے گر رہا تھا۔

"چھ سال ہو گئے شادی کو۔وہ میری تایازاد ہے۔یہ ارینج میرج تھی۔شادی کے دو سال بعد میرا بیٹا پیدا ہوا۔اسجد"

وہ خاموش کھڑی سن رہی تھی

"ایک مکمل فیملی۔۔۔۔۔"

"سوری۔۔۔۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ بمشکل کہہ پائی تھی۔

"میں اس سے محبت نہیں کرتا قراۃ العین۔۔۔۔۔"

اس نے سر اٹھایا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زینب نے اسے حیرانی سے دیکھا تھا۔ اسے نہیں لگا تھا کہ وہ آئے گی۔ ہسپتال میں اسکے تعلقات اگر کسی کے ساتھ سب سے برے رہے تھے تو وہ قراۃ العین ہی تھی۔ اسکی ایک وجہ شائد وہ خود بھی تھی۔ اس نے اپنا اور اسکا مقابلہ ہمیشہ کیا تھا۔ ہر بار اسے خود سے بہتر پایا تو اس سے حسد کیا تھا۔ اس سے دوستی کی کوشش اس نے خود بھی نہیں کی تھی۔ ہوتا ہے ناں کوئی ایسا انسان جس سے ہمارے چڑنے کی سب سے بڑی وجہ اسکی خوبی ہوتی ہے۔ اس سے بھی وہ اسکی خوبصورتی، اسکی پرکشش شخصیت اور اسکی چال

ڈھال کی وجہ سے چڑتی تھی۔

"مجھے پتہ ہے میں دنیا کی شائد آخری شخصیت ہوں جسکی تم اپنے گھر میں توقع کر سکتی ہو۔"

چائے کا سامان میز پہ رکھا تھا۔وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔

"تمھیں پتہ ہے ہم لڑکیاں احساس کمتری کا شکار کیوں ہوتی ہیں؟؟؟؟ باہر والے، معاشرہ اور ماں باپ تو ایک طرف، ہم خود کو خود بھی جینے نہیں دیتی ہیں۔خود کو دیکھتی رہیں گی تنقید کرتی رہیں گی۔میری ناک ایسی، میرے ہونٹ ایسے، اتنی میں موٹی، اتنی کالی۔خود کو خود برا کہیں گے تو دوسرے کیوں چپ رہیں گے زینب" !

وہ زرار کی

"مجھے بتاؤ کبھی تم نے خود سے کہا کہ زینب ایمان تم کتنی اچھی ہو، تم کتنی پیاری ہو، تمہارا رنگ، تمہارا جسم، تمہارے نین نقش کتنے اچھے ہیں؟؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گئی تھی

"تم نے کبھی خود کو سراہا ہی نہیں۔کوئی دوسرا کیوں سراہے؟؟؟؟؟؟؟"

"مجھ میں سراہے جانے کے قابل کچھ ہے کیا؟؟؟؟کچھ ہوتا تو وہ رشتہ کیوں توڑتے مجھ سے؟؟؟؟"

"اس نے واقعی رشتہ تمہارے وجود کی وجہ سے توڑا؟؟؟؟"

وہ اسے دیکھ کر پوچھ رہی تھی

"نہیں۔۔۔ تم جی جی کرتی رہیں اور وہ حاوی ہوتا گیا۔ تم نے خود کو اسکے سامنے اتنا چھوٹا کر لیا کہ تم اسے دکھائی دینا بند ہو گئیں۔اس نے تم میں وہ سب دیکھا جو اسے نظر آ رہا تھا۔ تم نے اسے وہ سب نہیں دکھایا جو تم حقیقت میں تھیں۔اس نے تمہارا موٹاپا دیکھا، تم نے اپنی ذہانت دکھائی اسے؟؟؟؟؟؟؟؟اس نے تمہارا دبو پن دیکھا، تم نے اسے بہادری دکھائی؟؟؟؟؟اس نے تمہاری ہاں ہاں دیکھی، تم نے کبھی ناں کہہ کے دیکھا؟؟؟؟"

وہ خاموش بیٹھی سن رہی تھی۔

"نہیں زینب۔۔۔ کوئی ہمیں کیا تولے گا کہ ہمارے مقابلے کا تو کوئی نمونہ ہی نہیں ہے۔۔۔ کوئی بے مول شے کا مول کیونکر مقرر کرے جب اسے اسکی قیمت کا اندازہ

ہی ناہو۔۔۔۔۔۔۔اور تم بہت قیمتی ہو۔انگلی میں پڑی ایک انگوٹھی سے کہیں زیادہ قیمتی۔۔۔اس سے زیادہ قیمتی تمہارے آنسو ہیں اور تمہارا کیرئیر۔۔۔۔۔کسی بد قسمت کے لئیے اسے داؤ پہ مت لگاؤ۔۔۔۔۔تم جو ہو، جیسی ہو، خوبصورت ہو۔۔۔۔۔کوئی تمہیں موٹا، آڑا ترچھا کہتا ہے کہنے دو، انگلی اٹھاتا ہے، اٹھانے دو لیکن اپنی ذات کی رسیاں کسی کو مت تھماؤ۔کسی کو یہ اختیار مت دو کہ وہ تمہارا تمسخر اڑائے اور تمہیں رولائے۔۔۔۔۔"

اس نے بیگ سے اسکا استعفیٰ نکالا اور چار ٹکڑوں میں پھاڑ کے وہیں میز پہ رکھ دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\-

"ہم سب اپنی اپنی زندگیوں میں بگاڑ کا ذمہ معاشرے کے سر ڈال کے بری ہو جاتے ہیں۔لوگ جینے نہیں دیتے، باتیں کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔لیکن کیا معاشرہ کوئی جن بھوت بناتے ہیں؟؟؟کیا ہم ہی نہیں ہیں معاشرہ؟؟؟؟ہم سے ہی نہیں ہے معاشرہ؟؟؟؟تو کیا ہم سب اپنی اپنی ذات میں اس بگاڑ کی وجہ نہیں ہیں؟؟؟؟؟"

ڈاکٹر حسن نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"تم موت کے منہ سے واپس لوٹی ہو۔چار دن تک تمہیں ٹیوب لگی رہی ہے کھانے کی تو سنبھلی ہو۔ابھی بھی دیکھو، یہ ڈرپ۔۔۔۔۔لیکن زرا سوچو، مر جاتیں کس کا نقصان ہوتا؟؟؟؟پانچ ملین فالوورز کا یا تمہارا؟؟؟؟"

وہ زرا رکا

"یقیناً تمہارا۔۔۔۔۔بس تمہارا"

وہ خاموش لیٹی تھی۔صدیوں کے مریض جیسی۔سارا جسم نقاہت کا شکار تھا۔

"موٹی ہوں کھانا چھوڑ دوں گی۔کالی ہوں دنیا جہان کی کریمیں تھوپ لوں گی۔چھوٹے قد کی ہوں، شرمندہ ہوتی رہوں گی، لمبی ہوں تو بس چلے تو ٹانگیں کاٹ لوں گی۔

کیوں؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

لوگ موٹی کہیں گے، پتلی ہو جاؤ گی تو کہیں گے سوکھی سڑی۔۔۔۔پھر کیا کرو گی؟؟؟؟؟"

اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلا تھا

"مم۔۔۔۔۔میرے پاس بس ایک ہی ٹیلنٹ ہے۔میری خوبصورتی اور جسم۔۔۔۔

میں اسے کھونا نہیں چاہتی"

"اور خود کو کھونا چاہتی ہو؟؟؟؟؟؟؟"

"میں وہ نہیں بننا چاہتی کہ کوئی مجھے ایک نظر دیکھے تو دوبارہ دیکھنے کی چاہ نا

ہو۔۔۔۔۔۔"

"اور ایسی بننا چاہتی ہو کہ کوئی ایک نظر دیکھے تو دوسری بار ترس کھا کے دیکھے

؟؟؟؟؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ چپ رہ گئی تھی

"خود کو دیکھو تو سہی۔۔۔۔۔تم خود کو کہاں لے آئی ہو۔۔۔۔۔کس کے لیئے؟؟؟؟

وہ سب جنہیں تم زندہ بھی ہو یا نہیں، پرواہ ہی نہیں ہے۔ان سب کے لیئے جن کا بس

تم ایک واٹس ایپ سٹیٹس ہو۔کچھ ویوز اور بس۔۔۔۔۔"

وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا

"نہیں۔تم یہ نہیں ہو۔خود کو دیکھو۔اپنی اصلی خود کو دیکھو۔دیکھو۔تمہارا ٹیلنٹ بس

بھوکے رہ کر خوبصورت بننا نہیں ہے۔تمہارا کل یہ نقلی دنیا نہیں ہے۔پھر کیا ہے

؟؟؟؟یہ تمہیں سوچنا ہے، تمہیں ڈھونڈنا ہے۔۔۔اور مجھے پتہ ہے تم ڈھونڈ لو گی۔

"

"میں تو وہ ہوں جسے خدا نے نبی کی پسلی سے پیدا کیا ہے۔میرا مقابلہ ہے کیا کوئی

؟؟؟؟؟"

ڈاکٹر زینب پورے اعتماد سے چلتی ہوئی ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تھی۔حرا نے

چونک کے دیکھا اور پھر مسکرا دی۔آگے بڑھ کے اسکے گلے سے لگا یا تھا۔

"ویلکم بیک میری شیرنی"

"شیرنی مت کہو۔۔۔شیرنی نہیں ہوں۔میں تو عورت ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے سارا دن کسی کو دیکھ کر بھی نظریں نہیں جھکائی تھیں۔کسی کو بھی دیکھ کر راستہ

نہیں چھوڑا تھا۔کسی کی بات پہ آنکھیں نہیں بھگوئی تھیں۔کسی کے کہنے پہ جی جی کہہ کر

سر نہیں ہلایا تھا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن۔۔۔۔۔۔یہ بھی ٹھیک ہے مگر۔۔۔۔۔۔۔اگر ہم یوں کریں۔۔۔۔"

وارڈراونڈ کے دوران وہ ڈاکٹر فرزان کے سوالوں کے جواب دیتی رہی تھی۔بنا جھجھکے، بنا شرمائے۔۔۔۔

"تم بد قسمت تھے جو مجھے ٹھکرادیا۔اور میں خوش قسمت تھی کہ تم سے جان چھوٹ گئی۔۔۔۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ذیشان گھر کے لیئے نکل رہا تھا۔وہ ابھی پارکنگ سے کچھ دور تھا جب اس نے ڈاکٹر روح الامین اور قراۃالعین کو دیکھا تھا۔وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے گاڑی کی طرف جا رہے تھے۔پاس پہنچ کر انہوں نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔وہ مسکرا کر بیٹھ گئی تھی۔

وہ شاکڈ کھڑا وہ منظر دیکھتا رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باب نمبر نو: عبرت

رات کے وقت مریضوں کا رش کم ہوتا تھا۔انکے ساتھ آئے ہوئے دوست رشتے دار بھی وارڈ میں یا پھر باہر بینچوں پہ اونگھتے رہتے تھے۔رات کے وقت ڈیوٹی پہ موجود نرسنگ سٹاف بھی آخری وزٹ کے بعد اپنے آفس میں اپنے اپنے موبائلوں میں مگن رہتا تھا۔نائٹ ڈیوٹی پہ ایچ اوز اور ڈاکٹرز اپنی وقت گزاری کے حیلے کرتے ملتے تھے۔ کیفے میں، یا باہر لان میں خوش گپیاں کرتے ہوئے،کانوں میں ہینڈز فری لگائے کسی سے باتوں میں مصروف یا کسی مووی میں ڈوبے ہوئے۔

اب بھی کوریڈور خاموش تھا۔

تیمور نے وارڈ سے نکلتے ہی گلوز اتارے اور سٹیشن کے واش بیسن سے ہاتھ دھونے لگا۔ باہر نکل کے اِدھر اُدھر دیکھا اور پی جی آر آفس کی طرف بڑھا۔

"مطلع صاف ہے"

فیصل نے سر اٹھا کر دیکھا۔وہ مسکرا رہا تھا۔اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے اس نے چٹخنی چڑھا دی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں کل آپکا انتظار کرتا رہ گیا۔آپ نے کہا تھا کہ کل ملیں گے۔۔۔۔۔۔"

وہ اسکے سامنے میز پہ بیٹھ گیا تھا۔فیصل نے اسکا ہاتھ نرمی سے تھاما تھا۔

"کل گھر میں کچھ ایمر جنسی ہو گئی تھی تو جانا پڑا اور نہ تمہیں پتہ ہے میں وعدہ خلاف نہیں ہو"

تیمور جھکا تھا

"میں جانتا ہوں۔مجھے بھروسہ ہے آپ پہ"

فیصل نے آہستگی سے اسکی ناک کی پھننگ کو چھوا تھا۔

"تھینک یو۔۔۔۔۔"

اس زرا سے آفس میں گرمائش بڑھتی جارہی تھی۔

ڈاکٹر ذیشان جان گیا تھا کہ وہ انکی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی۔اس دن کے بعد اس نے کئی بار دیکھا تھا، بار بار دیکھا تھا۔ہسپتال میں سارا وقت، وارڈ وزٹ کے دوران وہ سورج مکھی بنی رہتی تھی اور ڈاکٹر روح الامین اسکا سورج۔ان سے ہی بات کرنا،

مسکرانا، شرمانا۔ لنچ وہ دونوں ساتھ کرتے تھے اور دن میں کم از کم ایک بار ساتھ چائے بھی۔

"ڈاکٹر عینی کے بھائی کا علاج کروایا ہے سر نے۔ بس وہی ڈسکس کرتے ہیں"

خیر وہ اتنا بیوقوف نہیں تھا کہ اس پہ یقین لے آتا۔ کم از کم ایسے ہنسی مذاق کے ساتھ کیس ڈسکس نہیں ہوتے ہیں۔

وہ دو بچے تھے۔ ایک نو سال کا، دوسرا بارہ سال کا۔ باپ کے ساتھ تھے۔ رات انہیں وارڈ میں شفٹ کیا گیا تھا۔

"سر بخار تھا اور ساتھ میں ڈائریا۔ پچھلے دو ہفتوں سے کھانسی کی ہسٹری بھی ہے۔ ابھی تو اینٹی پائریٹکس دی ہیں تو بخار کم ہوا ہے ورنہ ایک سو تین کو چھو رہا تھا۔"

ایچ او نے ہسٹری کی فائل ڈاکٹر فرزان کو دکھائی تھی۔

"یہ کب سے ہے مسئلہ ؟؟؟؟؟"

"سر بڑے والے کو آٹھ سال سے اور چھوٹے کو پیدائش چار سال سے۔"

اس نے بر ایا تھا۔

"بخار کی ہسٹری ہے۔ بمشکل ہفتہ گزرتا ہے اور پھر سے شروع۔ کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ڈائریا مسلسل ہے۔ کئی جگہ سے دوالی ہے۔اینٹی بائیوٹک، میٹرونائیڈازول، سیرپ، حکمت کے بھی علاج لیکن ٹھیک نہیں ہوا"

وہ سوچ میں پڑ گ ےئے تھے۔

"کھانسی بھی چھ چھ ماہ چلتی ہے سر"

"فیملی ہسٹری؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مدر کی ڈیتھ ہو گئی تھی جب چھوٹا لڑکا ڈیڑھ ماہ کا تھا۔"

"کیا ہوا تھا؟؟؟؟"

"کوئی خاص وجہ نہیں بتائی سر"

"باپ؟؟؟؟"

"وہ دوبئی کام کرتا ہے۔ابھی آیا ہوا ہے تو بچوں کو وہی لا یا ہے چیک اپ کے لئیے"

انہوں نے فائل رکھ دی

"بلڈ کلچر کرواؤ۔ کرونک انفیکشن لگتا ہے"

"گھر؟؟؟؟ کیوں؟؟؟؟؟؟"

اس نے اچھنبے سے تیمور کو دیکھا تھا

"میری ڈیوٹی نہیں ہے آج رات کو"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ کیا بات ہوئی"

ڈاکٹر فیصل نے برا سا منہ بنایا تھا

"تمہاری وجہ سے میں نے رات کی ڈیوٹی لگوائی ہے اور تم۔۔۔۔۔۔"

وہ زرار کا اور اسکا ہاتھ پکڑا

"پلیز آج تو نائٹ ڈیوٹی کروالو۔۔۔۔"

"سر کو کیا کہوں گا؟؟؟؟"

فیصل نے اسے بغور دیکھا تھا

"کچھ بھی کہہ لینا۔ یہ پہلی بار تو نہیں کر رہے ہم بہانہ بنا کر ڈیوٹی بدلوانا۔"

وہ چپ رہ گیا

"پلیز۔۔۔۔ میرے لئیے۔۔۔۔۔"

فیصل اور نزدیک ہوا تھا

"سر پلیز کیا ہو گیا۔۔۔ کوئی دیکھ لے گا تو۔۔۔۔"

وہ پیچھے ہٹا

"تو پھر تم رک جاؤ رات کو۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے"

اس نے ہولے سے کہا تھا

"میں سر سے بات کرتا ہوں"

وہ مسکرا دیا تھا۔

"یہ ہوئی نا بات۔۔۔۔۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلڈ کلچر نیگیٹو۔سٹول کلچر نیگیٹو۔یورین میں بھی کچھ نہیں سر"

وہ بتا رہا تھا

"سپوٹم کلچر پہ بھی کچھ نہیں۔چیسٹ ایکس رے کلئیے۔ایبڈامینل الٹرا ساؤنڈ۔کچھ نہیں ملا"

وہ سوچ میں پڑ گئے تھے۔

"بڑے والے کو پھر سے بخار کا حملہ ہوا ہے۔کم نہیں ہو رہا۔مسلسل ڈائریا ہے۔ہم نے آئی وی دی ہوئی ہے سر"

اسی رات بڑے بچے کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔

"ڈی ہائیڈریشن کی وجہ سے ہو سکتی ہے سر"

وہ چپ تھے۔الجھی ڈوری کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

"اسکے باپ کو بھی بخار ہے سر۔ساتھ میں ڈائریا بھی۔وہی ملتے جلتے سمٹمز آرہے ہیں سر"

دو دن بعد اسے بھی شفٹ کر لیا گیا تھا۔

ٹیسٹ ہوتے رہے۔کچھ کلئیو نہیں مل رہا تھا۔اگلے ہفتے چھوٹا لڑکا بھی ایکسپائر ہو گیا تھا۔

"تو صحیح کہتا تھا حسن۔مجھے اس سے بات کر لینی چاہیئے تھی۔میں نے دیر کر دی یار"

ڈاکٹر حسن نے اسے بغور دیکھا اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا

"یہ تیرا وہم بھی تو ہو سکتا ہے۔بس ایک مفروضہ"

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا

"میں نے ڈاکٹر روح الامین کی آنکھوں کو دیکھا ہے،وہ بالکل میرے جیسی ہیں۔وہ جب اسے دیکھتے ہیں تو بالکل ایسے جیسے میں اسے دیکھتا ہوں"

وہ ذرا رکا

"اور پتہ ہے اسکی آنکھیں بھی میری آنکھوں جیسی ہی ہیں۔وہ بھی انہیں ایسے ہی دیکھتی ہے جیسے کوئی خواب دیکھتا ہے"

وہ اسے دیکھ کے رہ گیا تھا۔

"پھر صبر کر یار"

"صبر ہی تو کیا ہوا ہے حسن۔یہی تو بچا ہے میرے لئیے۔۔۔وہی تو رہ گیا ہے۔اور تو کچھ بھی نہیں"

وہ افسردگی سے بولا تھا۔حسن کو اس پہ شدید ترس آیا تھا۔

"خیر۔۔۔۔خوش رہے۔انکے ساتھ خوش ہے تو خوش رہے۔میں کون ہوتا ہوں درمیان میں فساد ڈالنے والا۔۔۔۔"

وہ ہولے سے مسکرایا

"وہ عجیب و غریب سی محبت بس ڈراموں میں ہی ہوتی ہے کہ ایک لڑکی کو دیکھا،لٹو ہو گئے۔لڑکی نے گھاس نہیں ڈالی تو اسے جھولیاں بھر بھر بددعائیں دیں اور خود جا بیٹھے کسی دربار پہ۔ملنگ درویش بن گئے۔۔۔۔ہونہہ۔۔۔ناسر۔۔۔ہم تو

ایسے درویشوں کے بنا ہی بھلے۔۔۔۔ہم تو بس دعائیں دیں گے۔۔۔۔۔۔"

"تمہاری بیوی کی موت کیسے ہوئی؟"

"بیمار تھی"

"کیا ہوا تھا؟؟؟؟؟"

"بس کمزوری اور عورتوں والے مسئلے"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بخار؟؟؟؟"

"جی"

"ڈائریا بھی تھا؟؟؟؟"

"جی؟؟؟؟"

ایچ او گھوم گیا تھا۔ڈاکٹر فرزان کو دکھایا۔ چکرا تو وہ بھی گئے تھے۔

"سر یہ کس چیز کی فیملی ہسٹری ہے آخر؟؟؟؟ان چاروں ماں باپ اور بیٹوں کو رہی

ہے یہ بیماری۔اور گھر میں،خاندان میں کسی کو بھی نہیں"

وہ بھی ہر وقت اسی میں لگے رہتے تھے۔کیا تھا وہ آخر۔اس رات وہ اپنے آفس میں بیٹھے اسی فائل میں مگن تھے جب چونک اٹھے۔

"دوبئی میں کام کرتا ہے۔اٹھارہ سال سے۔۔۔۔۔"

انہوں نے سر پکڑ لیا تھا۔

"ایچ او ڈاکٹر علی کو بلاؤ۔کہو بیڈ تیرہ کے پیشنٹ کا بلڈ سیمپل ایچ آئی وی کے لئیے بھیجے۔۔۔جلدی"

انہوں نے وارڈ بوائے کو ہدایات دی تھیں۔

وہ ڈاکٹر روح الامین کے ساتھ واک کے لئیے نکلی تھی۔ڈیپارٹمنٹ کے باہر لان میں زرد شام اتری ہوئی تھی۔نارنجی روشنیاں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔

"تو کیا سوچا ہے آپ نے؟؟؟؟؟"

عینی نے ان سے پوچھا تھا۔انہوں نے رک کر اسے دیکھا

"پہلے یہ بتاؤ تم نے کیا سوچا ہے؟؟؟؟؟"

"میں جو سوچتی ہوں وہ کہہ چکی ہوں"

وہ زرار کی

"اب آپکی باری ہے۔مجھے بتائیں۔ڈبو دیں گے یا پار لگا دیں گے؟؟؟؟"

"اس پار جانا آسان نہیں ہو گا قراۃ العین"

انہوں نے رسان سے کہا تھا

"راستے میں طعن و تشنیع،ملامتوں اور الزامات کا ایک سمندر ہے۔معاشرہ دوسری بیوی کو ہمیشہ گالی ہی دیتا ہے۔"

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔آپ کے لیئے میں دوسری بیوی کی حیثیت سے کیا ہوں گی؟؟؟؟"

"تم بھلے میری دوسری بیوی بنو گی لیکن محبت میری پہلی اور اخری رہو گی"

انہوں نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

"میں تیار ہوں روح"

اس نے سر اٹھا کر کہا تھا۔

"ایچ آئی وی پوزیٹو۔ایڈز"

وہ مضمحل سا بیڈ پہ پڑا تھا۔بخار میں پھنکتا ہوا۔

"غلطی ہو گئی جی۔بہت بڑی۔بلکہ گناہ۔ایک بار نہیں کئی بار۔میں باہر رہتا تھا۔ماحول ایسا تھا۔سب دوست یار کلبوں میں جاتے تھے۔ویک اینڈ پہ لڑکیاں مل جاتی تھیں۔کئی دفعہ لڑکے بھی۔بس جسم کی خواہش تھی جی۔میں پوری کرتا گیا۔میں شرمندہ ہوں جی"

انہوں نے لمبی سانس بھری تھی۔

"اڈے ایڈز تھا۔شادی سے پہلے ہی۔بیوی کو انفیکٹ کیا اور پھر بچے انفیکٹ ہوئے۔ بیوی گئی،بچے گئے اور خود بھی۔۔۔۔۔"

انہوں نے تاسف سے کہا تھا۔

"اسے آئسو لیشن میں ڈالو۔ڈیوٹی پہ ڈاکٹرز اور سٹاف کو خاص ہدائت دینا۔بلڈ سے کم سے کم ڈیل کریں اور اپنی حفاظت کریں"

اسے ٹی بی ہو چکی تھی۔اینل کینال کا کینسر دریافت ہوا تھا۔ساتھ میں منہ کے السر، جلد پہ نشان،دانے اور پیپ بھرے زخم۔کھانس کھانس کے بے حال۔بخار سے برا حال۔لمفوسائیٹ تیزی سے کم ہو رہے تھے۔

اس دن ڈاکٹر فیصل نے یونہی آئسو لیشن سے آہ وبکا کی آوازیں سنیں تھیں۔اور اب وہ بیڈ کے سامنے کھڑا تھا۔اسے دہشت سے دیکھتا ہوا۔۔۔۔۔۔

ایک لمحے کو منظر بدلا۔

وہ خود مریض کی جگہ بیڈ پہ تھا۔درد سے بے حال۔۔۔چلاتا ہوا۔۔۔روتا ہوا۔۔۔۔مدد کے لئیے پکارتا ہوا۔۔۔۔۔

اس کے روم روم سے پسینہ پھوٹ نکلا تھا۔

ڈاکٹر فیصل وارڈ سے سید ھالیب پہنچا تھا

"مجھے ایک ٹیسٹ کروانا ہے"

"کس چیز کا سر؟؟؟؟"

"ایچ آئی وی (ایڈز کے لیئے ہونیوالا ٹیسٹ)"

اس لڑکے نے اسے حیرانی سے دیکھا

"دراصل میں ایڈز کے پیشنٹ سے ڈیل کرتا ہوں کچھ دن پہلے اس لیئے۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے تھوک نگلا تھا۔

وہ وہیں بینچ پہ بیٹھ گیا۔ لڑکا خاموشی سے اپنا کام کرنے لگا۔ اسی دن شام کو اسے میسج ملا تھا۔

"سر اپنی رپورٹس لے جائیں"

اسکے دل کی دھڑکنیں بے تال ہونے لگی تھیں۔

وہ درد سے چلاتا مریض اسکا نظروں کے سامنے آگیا تھا۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے رپورٹ دیکھی تھی۔اسکا سر چکرارہا تھااور ٹانگوں سے جیسے جان نکل رہی تھی۔

رزلٹ نیگیٹو تھا۔

ہم جنس پرستی ہی وجہ نہیں ہے اس بیماری کی۔اور بہت ساری چیزیں ہیں۔غلط بلڈ کا لگانا،یہ نشہ جو کرتے ہیں،ان میں بہت کامن ہے۔پاکستان کے کچھ علاقوں میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔اسکی کئی وجوہات ہیں۔کچھ علاقوں میں عطائی ہیں جو اکثر مریضوں کو ایک ہی سرنج سے انجکشن دیتے رہتے ہیں۔گاؤں کے گاؤں،محلے کے محلے ایسے اسکا شکار ہو جاتے ہیں۔"

ڈاکٹر فرزان کہہ رہے تھے۔

"ایک وجہ ہمارے پسماندہ علاقوں میں حجام بھی ہیں۔لوگ پیسے بچانے کوانکارخ کرتے ہیں اور یہ منافع کمانے کے چکر میں استعمال شدہ بلیڈز بار بار استعمال کرتے ہیں۔یہ بھی ایڈز کے پھیلنے کی ایک بڑی وجہ ہے۔"

وہ زرار کے

"پھر آتے ہیں ہم اور لیب والے لوگ۔ہم مریضوں کے بلڈ سے ڈیل کرتے ہیں تو کئی دفعہ سوئی چبھنے سے یا کسی زخم سے یہ بیماری ہو سکتی ہے۔ماں سے بچوں کو منتقل ہوتی ہے۔"

"سر اسکا علاج تو ممکن نہیں ہے"

"وائرس سے پیدا ہونیوالی بیماریوں میں سے اکثریت کا علاج موجود نہیں۔اسکی ایک مثال حالیہ کرونا کی بیماری ہے۔نزلے زکام کا علاج نہیں۔پولیو وغیرہ۔ایڈز اس لیئے زیادہ مہلک ہے کہ یہ آپکی امیونٹی، قوت مدافعت کو کم کرتا ہے۔پھر وہ بیکٹیر یا اور جراثیم بھی بیماری کرنے لگتے ہیں جو عام طور سے نارمل انسان کو انفیکٹ نہیں کرتے ہیں"

"سر پھر تو بس بچاؤ ہے؟؟؟؟"

"اور وہ سب سے اہم ہے"

انہوں نے فوراً کہا تھا

"ہمارے ملک میں اس پہ کام نہیں ہو رہا۔سیف سیکس ایجوکیشن۔ہمارا تو یار مذہب ہی اسکا پرچار کرتا ہے۔پاکیزہ رشتے اور پاکیزہ تعلق۔سب صاف صاف بتایا گیا ہے۔ حلال حرام کا فرق۔اب اگر مذہب بیزار بن کر رین بو فلیگز اور جنسی آزادی چاہیئے تو ایڈز کو بھی اپنانا پڑے گا۔بروقت شادی۔جنسی تعلیم۔سیکس ایجوکیشن۔شرمائیں مت۔بچوں کو بتائیں، سکھائیں، سمجھائیں۔حلال حرام کا فرق۔

پھر اچھے ڈاکٹر سے علاج کروائیں۔ڈاکٹر کے پاس ہوں تو کہہ کر نئی سرنج استعمال کروائیں اور حجام کے پاس نیا بلیڈ۔یہ شیو وغیرہ تو کوشش کریں خود ہی کر لیں۔بلیڈ سے ڈیکنگ کم سے کم ہو۔ایسے ہی انجکشن ہے۔

یاد رکھیں۔بچاؤ علاج سے بہتر ہے۔۔۔۔۔"

تیمور معمول کے مطابق وارڈ کے آخری وزٹ کے بعد، سارے کام نمٹا کے نکلا تھا۔ وہیں سٹیشن سے منہ ہاتھ دھو کر فریش ہوا اور بال سنوارتا ہوا آفس میں آیا۔فیصل خاموش سا میز کے دوسری طرف کرسی پہ بیٹھا تھا۔کسی سوچ میں ڈوبا ہوا۔۔۔۔

آہٹ پہ اسے دیکھا تک نہیں تھا۔

تیمور نے دروازہ بند کیا اور شرارت سے اسے دیکھتا اسکی طرف بڑھا تھا۔

"خیریت ہے سر؟؟؟؟!اتنی خاموشی؟؟؟؟!اتنی بے رخی؟؟؟؟؟"

اب بھی اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ تیمور کو حیرانی ہوئی تھی۔ وہ ہولے ہولے چلتا اسکے پاس آیا اور اسکی ران پہ آبیٹھا تھا۔

"کمال ہے، خود ہی مجھے کہا کہ آج رک جاؤ اور میں جب رک گیا ہوں تو ایسے بیٹھے ہیں"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے جھک کے اسکا ماتھا ہونٹوں سے چھوا تھا۔ وہ ویسے ہی مٹی کا مادھو بنا رہا۔

"کیا ہوا ہے؟؟؟؟؟؟"

اس نے آہستگی سے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کے اونچا کیا تھا۔

مضمحل سا چہرہ۔۔۔۔خاموش آنکھیں۔۔۔۔گلابی ناک۔۔۔۔

تیمور کو اسکی اتنی معصوم صورت پہ پیار آیا تھا۔ اس نے ہولے سے ان لبوں کو چھونا چاہا تھا جب اس نے روکا۔ وہ حیرانی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"سر؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

"ہمیں یہ سب روک دینا چاہئیے تیمور۔۔۔۔۔۔"

وہ آہستگی سے بولا تھا۔اسے بغور دیکھتے ہوئے۔۔۔۔

"آپ؟؟؟؟؟یہ کیوں کہہ رہے ہیں؟؟؟؟"

"میں ڈر گیا ہوں تیمور۔۔۔میں سچ میں ڈر گیا ہوں۔وہاں آئسو لیشن میں۔۔۔وہ پیشنٹ۔۔۔۔۔میں اسے دیکھ کے ڈر گیا ہوں۔۔۔۔۔میں نے۔۔۔۔میں نے اس میں۔۔۔۔میں نے اس میں اپنا آپ دیکھا ہے۔۔۔۔۔وہ میں بھی ہو سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔تم بھی ہو سکتے ہو۔۔۔۔میں اور تم جس راستے پہ ہیں،اسکی منزل وہی ہے۔۔۔۔۔وہ آئسو لیشن،وہ بیماری کی آخری حد،وہ عبرت۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ جھرجھری لیکر رہ گیا تھا۔تیمور اسے دیکھتا چلا گیا تھا۔

"میں یہ سب نہیں کر سکتا اب۔۔۔۔تمہیں بھی یہ چھوڑنا ہو گا۔۔۔۔بس مجھے نہیں، کسی کے ساتھ بھی نہیں۔۔۔۔۔وعدہ کرو۔۔۔۔۔میں خو کو اور تمہیں اس حال میں نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔۔۔۔"

اسکی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔

"پلیز میرے حال پہ رحم کرو۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔مجھے آسان موت دیدو۔۔۔میں ایسے گھٹ گھٹ کے نہیں جی سکتا۔۔۔۔میرے حال پہ رحم کرو۔۔۔"

وہ ہر آتے جاتے ڈاکٹر، نرس اور وارڈ بوائے سے منت بھرے لہجے میں کہتا تھا۔

" Euthanasia "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈاکٹر روح الامین کے ساتھ وہ اس دن وہاں آیا تھا

"اس بات پہ بہت بحث ہے۔ کیا مریض کو آسان موت دینا درست ہے؟؟؟؟ایک ایسی بیماری میں شکار انسان جو ویسے بھی مرنے والا ہے۔ لیکن آپ اسکی مشکل آسان کریں اور اسے جلدی موت سے گزار دیں"

ڈاکٹر حسن نے انہیں دیکھا تھا

"شائد وہ بچ جائے"

"اور اسی شائد پہ اسکی موت کو بدترین کرتے رہیں؟؟؟؟؟"

اس نے لمبی سانس بھری

"آپ کیامانتے ہیں"

وہ کندھے اچکاکے رہ گ ئے۔

"میں قتل پہ یقین نہیں رکھتالیکن میں انسانیت پہ ایمان رکھتاہوں۔۔۔۔۔"

وہ چپ رہ گیاتھا۔

اگلی صبح وہ ڈیپارٹمنٹ پہنچاتواسے خبر ملی تھی

"وہ ایڈزوالامریض۔۔۔رات اسکی ڈیتھ ہوگئی۔۔۔۔"

ڈاکٹر فرزان اس دن گھر سے ہسپتال کے لئیے نکلنے کو تھے۔ناشتے کے بعداووراآل بازو پہ لٹکا کر وہ کوریڈور کے پاس رکے تھے۔

دیوارپہ وہ تصویر لگی ہوئی تھی۔

وہ بے تحاشاہنستاہوابچہ۔۔۔۔۔

وہ بہت دیر تک اسے دیکھتے رہے تھے۔

"یہ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بھلا۔۔۔۔۔۔۔کک۔۔۔۔۔۔کون ہے یہ؟؟؟؟؟"

انہوں نے سوچا تھا۔بہت دیر تک یاد کرنے کی کوشش کے باوجود بھی انہیں اپنے بیٹے کا نام یاد نہیں آیا تھا۔

باب نمبر دس: یاد ہے ناں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پہلی دفعہ نہیں ہوا تھا۔

بہت ساری چھوٹی چھوٹی چیزیں وہ اکثر بھولنے لگے تھے۔ہسپتال میں مریضوں کی باتیں،پیشنٹ فائلز،آفس کی باتیں،ڈاکٹرز کے نام،دواؤں کے نام،بیماروں کے بارے میں باتیں۔چھوٹی چھوٹی باتیں۔وہ جو انسان اکثر عام روٹین میں بھی بھول جاتا ہے۔ایسے ہی جیسے۔۔۔۔

"ارے ذہن سے نکل گیا کیا تھا بھلا وہ۔۔۔۔۔۔۔۔"

توبس انہوں نے بھی اسے یونہی سمجھا۔۔۔

اوراب جب وہ اس تصویر کے سامنے کھڑے تھے،انہیں اسکانام یاد نہیں آرہا تھا۔اپنے اکلوتے بیٹے کا۔۔۔۔

"فیصل۔۔۔۔۔؟؟؟؟نہیں نہیں۔۔۔۔۔فرزان۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔کیا تھا بھلا۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اسی سوچ میں غلطاں ہسپتال پہنچے تھے۔وہ انہیں وہیں مل گیا تھا۔وارڈ میں۔مریض کے بیڈ کے پاس کھڑا۔انکا بیٹا۔وہ انکے ساتھ نہیں رہتا تھا۔ایک عرصہ ہوا وہ انکا گھر چھوڑ چکا تھا۔

اب بھی انہیں اسکانام یاد نہیں آیا تھا۔وہ دور کھڑے بے بسی سے اسے دیکھتے رہ گئے تھے۔

"وہ میری چچازاد ہے عینی۔"

ڈاکٹر روح الامین نے اس سے کہا تھا۔

"وٹہ سٹہ۔ایک زبردستی کا تعلق۔مجھے اپنی بہن کا گھر بچانا تھا تو یہ تعلق بنانا پڑا۔نا کرتا

تو اسے طلاق دے دی جاتی۔"

وہ دور کسی غیر مرئی نکتے کو دیکھتے کہہ رہے تھے۔

"میں اس سے محبت نہیں کر پایا۔آج بھی نہیں۔شادی کے چھ سال بعد بھی نہیں۔ اسے دیکھتے ہی مجھے اپنی بہن کے جڑے ہاتھ یاد آتے ہیں اور اپنے بہنوئی کی وہ۔۔۔وہ ہنسی۔۔۔۔وہ بلیک میلنگ اسے میرے دل میں اترنے ہی نہیں دیتی۔۔۔۔"

"پھر اب اسے کیسے چھوڑ دیں گے ؟؟؟؟؟؟"

انہوں نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"کیونکہ اب میں تھک چکا ہوں۔اب۔۔۔اب کچھ پل میں اپنے لیئے جینا چاہتا ہوں۔کسی کی بھی پرواہ کیئے بغیر۔۔۔بہن بہنوئی،اسکے بچے۔۔۔کسی کی بھی پرواہ کیئے بغیر۔۔۔۔بس اپنے لیئے۔۔۔"

وہ بولتے چلے گ ئے تھے۔

وہ ہسپتال سے گھر کے لیئے نکلنے کو تھے۔

پارکنگ میں پہنچے تو انہیں یاد نہیں آیا تھا کہ انہوں نے گاڑی کہاں پارک کی تھی۔ وہ پریشان سے کھڑے دیکھ رہے تھے جب گارڈ نے آگے بڑھ کے سلام جھاڑا۔

"میری گاڑی کہاں پارک ہے؟؟؟؟"

انہوں نے سرسری سے لہجے میں پوچھا تھا۔ جواباً اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا تھا۔ وہ سر ہلاتے گاڑی کی طرف بڑھ گئے تھے۔

وہ کافی دیر سے وہ ہسٹری دیکھ رہے تھے جو ابھی ہاؤس آفیسر انکے سامنے رکھ کر گیا تھا۔ انہوں نے بہت کوشش کی لیکن وہ پہلے لفظ کا مطلب ہی نہیں یاد کر پائے تھے۔ وہ اسی پہ اٹک کر رہ گئے تھے۔

"اینوریکسیا۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا ہوتا ہے بھلا۔۔۔۔۔۔کیا تھا؟؟؟؟"

وہ بہت دیر سوچتے رہے تھے۔ پھر انہیں اچانک یاد آیا کہ وہ اسکا مطلب انٹرنیٹ پہ دیکھ سکتے ہیں۔ یہی سوچ کر انہوں نے فون اٹھایا تھا۔ سکرین روشن ہوئی اور وہ چوکھٹا سا بنا سامنے آیا تھا۔

وہ پاسورڈ مانگ رہا تھا۔

وہ بے بسی سے سکرین کو گھورتے رہ گ ۓ تھے۔

وہ پاسورڈ بھول چکے تھے۔

ڈاکٹر زینب نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں یہ یر قان نہیں ہے ڈاکٹر ذیشان"

وہ ابھی اس بیڈ کے پاس کھڑے تھے۔اسکی تشخیص ابھی نہیں ہوئی تھی۔وہ بیڈ اسکا تھا تو اسکی ہسٹر ی بھی وہی لے رہی تھی۔اب اسے ذیشان نے کہا تو وہ قطعیت سے کہہ گئی۔وہ ہنس پڑا

"شرط لگاتی ہیں؟؟؟؟"

اس نے اسے بغور دیکھا

"اگر یہ یر قان ہوا تو اپکو ٹریٹ میری طرف سے۔جہاں کہیں"

وہ مسکرادی۔

"ڈن"

"چلیں۔کروائیں ٹیسٹ"

"ٹھیک ہے"

اسی شام وہ رپورٹس لئیے اسکے سامنے تھی۔فخریہ انداز میں وہ پلندہ اسکے سامنے رکھا۔

"جانڈیس۔کنفرم"

وہ حیرانی سے اسے دیکھتارہ گیاتھا۔

وہ بہت دیر سے پریشانی کے عالم میں فٹ پاتھ پہ اس بنگلے کے سامنے کھڑے تھے۔یہ تیسری بار ہوا تھا کہ انہوں نے غلط گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔

"سوری میں معذرت چاہتاہوں۔۔۔۔دراصل۔۔۔۔"

وہ پریشانی کے عالم میں کالونی کی سڑک پہ پھرتے رہے،کسی جانے پہچانے گھر کی تلاش

میں۔ ہر گھر ہی انہیں اپنا لگ رہا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب! کیسے ہیں آپ؟؟؟؟"

وہ فربہی سا آدمی انہیں ملا تھا جب وہ نکڑ سے بڑی سڑک پہ آئے تھے۔

"کہاں پھر رہے ہیں؟؟؟؟؟"

"میں بس واک کے لیئے نکلا تھا"

"اچھا۔۔۔۔ چلیں میں آپکو چائے پلواتا ہوں"

"نہیں بہت شکریہ"

بہت کوشش کے باوجود بھی وہ اس آدمی کو پہچان نہیں سکے تھے۔

"کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ میرا گھر کہاں ہے؟؟؟"

انہوں نے بہت دیر کے بعد التجائیہ لہجے میں کہا تھا۔

"تمہاری مرضی ہے سعدیہ! فیصلہ تم پہ چھوڑ رہا ہوں"

ڈاکٹر روح الامین نے اپنی بیوی سے کہا تھا

"یہیں رہنا چاہو تو رہ جاؤ۔ میری پہلی بیوی کی حیثیت سے۔ تم میری زمہ داری رہو گی۔ جانا چاہو تو بھی تمہاری مرضی"

وہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"یہ بہادری دکھانے میں دیر نہیں کر دی؟؟؟؟"

وہ انکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی

"پہلے تو دو بچوں کا مستقبل داؤ پہ لگنا تھا۔ اب دو اور ہیں ڈاکٹر صاحب۔ اور غور سے دیکھیں تو وہ آپکی اولاد ہیں۔ انکا سوچا ہے؟؟؟؟؟"

"وہ جس کے ساتھ رہنا چاہیں رہ لیں"

"بس یہ اتنا آسان ہے ناں؟؟؟؟ ایک بچے کے لیئے طے کرنا کہ اسے ماں چاہیئے یا باپ؟؟؟؟"

"میں بحث نہیں کرنا چاہتا سعدیہ"

انہوں نے قطعیت سے کہا تھا۔

ٹریفک لائیٹ لال ہو چکی تھی۔گاڑیوں کی لمبی لائن لگی ہوئی تھی۔ڈاکٹر فرزان نے بھی گاڑی روکی اور باہر دیکھنے لگے۔بہت دیر تک وہ یونہی بے مقصد ادھر ادھر دیکھتے رہے تھے یہاں تک کہ بتی سبز ہو گئی تھی۔وہ یونہی سٹیرنگ ویل پہ ہاتھ رکھے بیٹھے رہ گئے تھے۔پیچھے گاڑیوں والے مسلسل ہارن بجا رہے تھے۔وہ ٹریفک حوالدار انکی طرف آیا تھا۔

"کیا بات ہے سر؟؟؟؟کوئی مسئلہ ہو گیا ہے کیا؟؟؟؟"

اس نے پوچھا تھا۔انہوں نے چونک کر اسے دیکھا

"سگنل کھل گیا ہے،آگے بڑھیں۔پیچھے ٹریفک بلاک کی ہوئی ہے آپ نے"

"آگے؟؟؟؟؟کہاں؟؟؟؟"

"کہاں جا رہے ہیں آپ؟؟؟؟؟؟"

"مم۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔"

وہ سوچ میں پڑ گئے تھے۔بہت کوشش کے باوجود انہیں یاد نہیں آیا تھا کہ وہ کہاں

جارہے تھے۔

"میں سچ میں امپریس ہوں ڈاکٹر زینب! واقعی"

وہ اسکے ساتھ ریسٹورنٹ میں آیا تھا۔بھاپ اڑاتی کھانے کی رقابیوں سے میز سجی ہوئی تھی۔خوشگوار ماحول میں باتیں کرتے ہوئے وہ کھانا کھاتے رہے تھے۔

یہ پہلی بار تھا جب ذیشان نے اسے دیکھا تھا۔

غور سے۔۔۔۔نزدیک سے۔۔۔۔۔

اسکی ظاہری صورت کو ایک طرف رکھ کے۔۔۔۔۔

وہ اصل میں کیا تھی، یہ جانا تھا۔۔۔۔۔

اور پہلی بار اس سے مرعوب ہوا تھا۔۔۔۔۔

تبھی اسکا فون بجا تھا۔

ڈاکٹر ذیشان جب تک وہاں پہنچا،وہ گاڑی کو کنارے پہ لگا چکے تھے۔وہ ٹریفک پولیس کے اہلکار کے پاس کھڑے تھے۔خاموش۔وہ بے یقینی سے انکی طرف بڑھا تھا۔

"آپ ذیشان ہیں؟؟؟؟انکے بیٹے؟؟؟؟"

"جی؟؟؟"

اس حوالدار نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

"میں نے آپکو فون کیا تھا۔آپکے فادر کی یاداشت کو اتنا مسئلہ ہے تو انہیں یوں باہر نہیں نکلنا چاہئیے"

یہ دوسرا شاک تھا جو اسے لگا تھا۔پہلا اس کال کو سن کر لگا تھا۔

"اپکے فادر سڑک کے درمیان میں گاڑی روک کے کھڑے تھے۔میرے پوچھنے پہ انہوں نے بتایا کہ وہ بھول چکے ہیں کہ کہاں جارہے ہیں۔میں نے ان سے انکا نام پوچھا۔انہیں وہ بھی یاد نہیں تھا۔انکے فون سے میں نے آپکو کال کی جب اپکا نمبر سن(بیٹا)کے نام سے محفوظ دیکھا"

وہ بتاتا چلا گیا تھا۔

اسے پہلی بار زندگی میں اپنے باپ پہ اتنا ترس آیا تھا۔وہ اسکے سامنے صوفے پہ بیٹھے تھے۔سر جھکائے۔کچھ سوچتے ہوئے۔وہ انکے سامنے بیٹھا بغور انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔کرب سے۔۔۔افسردگی سے۔۔۔۔

"میں۔۔۔۔میں کیسے بھول سکتا ہوں۔۔۔اپنا نام کوئی کیسے بھول سکتا ہے۔۔۔۔میں۔۔۔میرا نام۔۔۔۔کیا تھا بھلا۔۔۔۔۔۔"

وہ شخص ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھا۔اسکی فنگر ٹپس پہ ساری میڈیسن تھی۔یوں چٹکیوں میں وہ ڈائگنوسس بنالیتا تھا اور اب۔۔۔۔

وہ اپنا نام تک یاد نہیں کر پا رہا تھا۔

جس نے بھی سنا وہ شاکڈ رہ گیا تھا۔

"الزیمر؟؟؟؟؟؟؟؟سر فرزان کو؟؟؟؟"

"یار یہ کیسے ممکن۔۔۔۔۔۔اف۔۔۔۔۔"

ذیشان انکے ساتھ ہی رک گیا تھا۔انہیں یوں اکیلے چھوڑنا ٹھیک نہیں تھا۔یہ نہیں تھا کہ وہ ہر شے بھول چکے تھے۔ہاں کسی بھی وقت کچھ بھی بھول جاتے تھے۔اب انہیں اپنا نام بھی یاد آگیا تھا،اسکا بھی،ہسپتال کی باتیں بھی۔اسے دیکھ کر خوش ہوتے رہے تھے۔

"تم یہیں رکو گے ناں،گھر پہ،میرے ساتھ ؟؟؟؟"

وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

انہیں یوں دیکھنا بہت تکلیف دہ تھا۔

"اس بیماری میں ذہن یادداشت کھوتا چلا جاتا ہے۔آہستہ آہستہ ہر شے۔پہلے نئی یادیں ختم ہوتی ہیں۔روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی چیزیں۔پھر ماضی کی باری آتی ہے۔مریض سکِلڈ چیزیں جیسے کہ سینا گاڑی چلانا وغیرہ بھولنے لگتا ہے۔"

"یہ ہوتا کیوں ہے ؟؟؟؟؟؟"

"چھوٹی عمر میں زیادہ تر موروثی ہے لیکن عام طور پہ بڑھاپا اسکی وجہ ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ دماغ سکڑتا جاتا ہے۔یادیں مٹتی جاتی ہیں۔دماغ کا فنکشن کم ہوتا چلا جاتا ہے

"

وہ گھر پہ ہی شفٹ کر چکا تھا۔وہ انہیں ہسپتال اپنے ساتھ لیکر جاتا تھا۔وہاں بھی انکا کردار برائے نام رہ گیا تھا۔وہ سارا دن آفس میں رہتے،فائلوں کو دیکھتے رہتے یا وارڈ میں چلے جاتے۔چھوٹی چھوٹی بے مطلب بے مصرف باتیں۔۔۔۔

وقت کے ساتھ انکی ذہنی حالت خراب سے خراب ہوتی جارہی تھی۔وہ زیادہ تر چپ رہتے تھے۔کبھی خود سے باتیں کرتے رہتے تھے۔کبھی اسے کہتے کہ ہسپتال جانا ہے۔مریض کو انجکشن لگوانا ہے۔فلاں کی ہسٹری لینی ہے۔پرانے مریضوں کی باتیں۔پرانے قصے۔وہ چپ چاپ سنتا رہا۔ایک ایک بات۔اندر دل خون کے آنسو روتا تھا۔وہ بھلے انہیں پسند نہیں کرتا تھا،ان سے خفا تھا،ان پہ بہت غصہ تھا لیکن یہ۔۔۔۔۔

یہ سب نہیں چاہا تھا۔

یوں نہیں چاہا تھا۔

اولاد چاہے جیسی بھی کیوں نا ہو،ماں باپ کو یوں ختم ہوتے نہیں دیکھ سکتی ہے۔

اس دن وہ انہیں رات کا کھانا کھلانے آیا تھا۔وہ خاموشی سے اسکے ہاتھ سے نوالے کھا رہے تھے۔وہ کھانا کھلا کر برتن سمیٹ کر اٹھنے کو تھا جب انہوں نے اسے مخاطب کیا۔

"تم۔۔۔۔تمہارا نام کیا ہے؟؟؟؟"

"میں ذیشان ہوں ابو"

"تم میرے بیٹے ہو؟؟؟؟؟"

"جی۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بہت دیر کچھ سوچتے رہے تھے۔

"زریں کہاں ہے؟؟؟؟؟؟"

وہ جہاں کا تہاں رہ گیا تھا۔

یہ نام اس نے پچھلے چھ ماہ میں پہلی بار انکے منہ سے سنا تھا۔

"میں زری سے شادی نہیں کروں گا۔ہر گز نہیں۔کبھی بھی نہیں۔بتادیں تائی امی

کو۔وہ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتی ہیں"

فرزان نے چلا کر بہن کو کہا تھا۔شام کو ہی جواب آگیا تھا۔

آسیہ لٹی پٹی سامان کے بکچے اٹھائے دہلیز پہ کھڑی تھی

"انہوں نے نکال دیا ہے۔کہتی ہیں تمہارا بھائی میری بیٹی کو دھتکار رہا ہے تو جاؤ ہمیں بھی تمہاری ضرورت نہیں۔میرے بیٹے کو اور بہت لڑکیاں"

وہ دھک سے رہ گیا۔بہن کی آنکھوں میں کرب تھا۔اور دور کہیں گلہ بھی تھا۔

"میں اس سے شادی نہیں کر سکتا۔تائی امی کو اسکی شادی نہیں کرنی چاہیئے۔اسکی ذہنی حالت۔۔۔۔۔"

وہ اپنی کہہ کہہ کر تھک گیا تھا۔وہ سننے اور سمجھنے کو تیار نہیں تھیں۔زریں اسکی تایازاد تھی۔ذہنی لحاظ سے وہ بچی تھی۔جسمانی طور سے جو بھی ہوتی۔

"وہ اپنا آپ نہیں سنبھال سکتی کسی کا گھر کیا سنبھالے گی تائی امی۔میں ہر وقت اسکا خیال نہیں رکھ سکوں گا۔میری سپیشلائزیشن ہے۔جاب ہے۔میں کیسے۔۔۔۔۔۔"

اسے ماننا ہی پڑا تھا۔

دھمکیاں۔۔۔۔

"بہن کو طلاق دیدیں گے۔۔۔۔۔اسکا ہی سوچ لے۔۔۔اسے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔۔۔۔"

وہ ضد سے ہار گیا۔وہ ایبنارمل سی لڑکی اسکی دلہن بن گئی تھی۔

"مم۔۔۔۔۔۔میں نے اسے نہیں مارا۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔اسے نہیں۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔وہ کک۔۔۔۔۔کہاں ہے۔۔۔۔۔"

وہ انہیں دوا دیکر کمرے سے نکل آیا تھا۔نیچے آیا تو ڈرائنگ روم کے سامنے رکا۔سامنے دیوار پہ وہ تصویر لگی ہوئی تھی۔وہ چہرہ۔۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔۔

اسکی ماں۔۔۔۔

وہ دھندلی سی یادیں۔۔۔۔۔

"مما کہاں ہیں؟؟؟؟"

"وہ ٹھیک نہیں تھیں۔انہیں ہسپتال بھیجا ہے"

"کیوں؟؟؟؟"

"انکا علاج ہو رہا ہے وہاں"

"لیکن ڈاکٹر تو آپ ہیں۔اپ انکا علاج کیوں نہیں کرتے"

وہ چپ رہ گئے تھے۔وہ بورڈنگ میں تھا۔چار سال کا بچہ بورڈنگ میں۔اسکی ماں مینٹل اسائلم میں۔اگلی بار وہ گھر آیا تو ضد کی

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے مما کے ساتھ رہنا ہے"

"یہ ممکن نہیں"

"میں واپس نہیں جاؤں گا"

"ذیشان ضد مت کرو"

"نہیں جاؤں گا۔۔۔۔نہیں جاؤں گا بس۔۔۔۔۔"

وہ خاموش کھڑا تصویر کو دیکھتا رہا تھا۔

وہ منظر۔۔۔۔۔

مینٹل اسائلم کا کمرہ۔۔۔۔وہ ماں سے لپٹ کر روتا ہوا۔۔۔۔وہ بے حس سی بیٹھی تھیں۔۔۔۔خاموش۔۔۔۔پاس فرزان کھڑے تھے۔۔۔۔

بہت سارے سال تیزی سے گزرے تھے۔

"اسکی ذہنی حالت ٹھیک نہیں۔میں کہاں تک سنبھالوں اسے۔میرا ہسپتال ہے۔ہیڈ اف ڈیپارٹمنٹ بننا ہے مجھے۔نرس نہیں بن سکتا میں۔اسے وہیں رہنے دو۔تم اپنی پڑھائی پہ توجہ دو۔۔۔۔"

اسکی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔

وہ آخری ملاقات۔۔۔۔۔

وہ کمرہ۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پہ پڑا بے جان لاشہ۔۔۔۔۔۔

"رات کسی وقت انہوں نے اپنی نسیں کاٹ لی ہیں"

اسکی آنکھ سے آنسو بہہ نکلے تھے

"آپ۔۔۔۔آپ قاتل ہیں۔۔۔آپ نے مارا ہے انہیں۔۔۔۔میں آپکو کبھی۔۔۔۔ کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔۔ قاتل۔۔۔۔ قاتل ہیں آپ۔۔۔میری ماں کے قاتل۔۔۔۔"

دور تک بازگشت سنائی دی گئی تھی۔

"دوسری شادی میرا حق ہے۔ قانونی طور سے بھی، شرعی لحاظ سے بھی۔میں اسے پسند کرتا ہوں، محبت کرنے لگا ہوں۔اسکے ساتھ خوش رہنا چاہتا ہوں"

"مجھ سے محبت کیوں نہیں کی آپ نے؟؟؟میں کیوں خوش نہیں رکھ سکی آپ کو؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گئے

"ہونہہ۔۔۔۔ڈھکوسلے ڈاکٹر صاحب۔یہ محبت، یہ پسند ناپسند، خوشی۔۔۔۔نرے ڈھکوسلے۔جو مرد بیوی بچوں کے ساتھ خوش نارہ سکا، وہ اور کیسے خوش رہے گا۔۔۔غلط کہتے ہیں آپ کہ آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہو سکی۔آپ نے کوشش ہی نہیں کی۔

ایک بار بھی نہیں۔مجھے بس بیوی سمجھا۔ایک زبردستی کالادی گئی زمہ داری۔ایک انسان نہیں سمجھا۔"

وہ کہتی چلی گئی تھی۔

"مجھے آپکا رحم نہیں چاہیئے۔اپنے بچوں کے لیئے آپکا ترحم نہیں چاہیئے۔بیشک طلاق بھی مت دیں۔مجھے اللہ کافی ہے"

وہ چلی گئی تھی۔

اگلے دن انکی بہن بچوں سمیت واپس بھیج دی گئی تھی۔

"وہ آپکی زمہ داری تھیں ابو۔کسی اسائلم کی،ڈاکٹر یانرس کی نہیں،بس آپکی۔ایک بیوی کی حیثیت سے،تایازاد کی حیثیت سے،ایک انسان کی حیثیت سے،ایک مریض کی حیثیت سے۔سب اچھے شوہر بنے،نااچھے ڈاکٹر،نااچھے انسان۔کیاملا؟؟؟؟وہ ایچ او ڈی کی سیٹ جس پہ آج کوئی اور بیٹھا ہے"

اس نے کرب سے کہا تھا۔ڈاکٹر فرزان پر سکون سو رہے تھے۔وہ انکے پاس بیٹھا تھا۔

خاموشی سے انہیں دیکھتا ہوا

"آپکے بڑوں نے غلطی کی کہ ایک ذہنی بیمار انسان کو اپکے سر منڈ دیا لیکن اپ نے بھی تو اپنا فرض نہیں نبھایا۔وہ کسی علاج، کسی دوا کی نہیں، آپکی محبت، توجہ اور وقت کی منتظر تھیں۔آپ کہتے رہے کہ مینٹل اسائلم میں انکا بہتر خیال رکھا جائے گا اور وہ۔۔۔وہ بہتری سے دور ہوتی گئیں۔مجھ سے۔۔۔۔۔مجھ سے دور ہوتی گئیں۔۔۔۔کیریئر، مقام، ڈیپارٹمنٹ، پروفیشن۔۔۔اس سب کو پاکر کیا پایا ابو جب آپکا مریض آپکی راہ دیکھتا موت کے منہ میں چلا گیا۔"

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے لمبی سانس بھری تھی۔ہولے سے انکا بوڑھا ہاتھ تھاما تھا۔

"میں آپکی والی غلطیاں نہیں دہراؤں گا۔میں یہ نہیں کروں گا۔آپکی بیماری کا علاج بھلے ممکن نا ہو لیکن میں آپکے زخموں پہ محبت کے مرحم ضرور رکھوں گا۔مینٹل اسائلم نہی، نہیں، اسی گھر میں۔کسی نرس کے سہارے نہیں، کسی ڈاکٹر کے سہارے نہیں، ایک بیٹے کے طور سے۔۔۔ہر ذہنی بیماری میں مبتلا انسان کے لیئے سب سے بڑا علاج بس یہی ہے۔

توجہ۔۔۔محبت۔۔۔وقت۔۔۔اپنوں کا ساتھ۔۔۔بس"

اس نے ہولے سے انکا ہاتھ لبوں سے لگایا تھا۔

آخری باب: وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

اس چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں مہمان جمع تھے۔

ڈاکٹر روح الامین، ان کے چار دوست، مولانا صاحب، ڈاکٹر قراۃ العین کے والد، بھائی اور کچھ نزدیکی رشتے دار۔ نکاح وہیں ہوا تھا۔ وہ ہی اس سے دستخط کروانے کے لیئے رجسٹر لیے اندر آئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے ساری زندگی تم پہ کوئی زور زبردستی نہیں کی ہے۔ تمہیں تمہارے طریقے سے جینے دیا ہے۔ فہد کے معاملے میں مجھ سے یہی غلطی ہوئی۔ اسے تمہاری ڈگر پہ چلانا چاہا۔ یہ آزادی اسے نا دے سکا۔ خیر۔۔۔۔ یہ تمہاری زندگی ہے تو اسکے فیصلے بھی تمہاری مرضی سے ہونے چاہیئے ہیں۔ کم از کم شادی کا معاملہ تو ضرور۔ میں ان ماں باپ میں سے نہیں ہوں جو آجکل فلموں ڈراموں میں دکھائے جاتے ہیں۔ ماڈرن پڑھے لکھے لیکن لو میرج کے نام پہ واویلا کرنے والے۔ یہ دقیانوسیت سے کہیں زیادہ

جہالت ہے اور میں جاہل نہیں ہوں۔"

اس نے دستخط کرنے شروع کیئے تھے۔وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتے رہے تھے۔

"میری بچی۔اللہ تمہیں خوش رکھے۔آباد رکھے"

باہر مولانا صاحب نے دعا کروانی شروع کی تھی۔

مبارک سلامت۔۔۔۔۔مسکراہٹیں۔۔۔۔خوشیاں۔۔۔۔نکاح کی خیر۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

ڈاکٹر ذیشان اس دن کے بعد سے اسے دیکھنے لگا تھا۔اب جو غور کیا تھا تو جانا تھا کہ وہ کتنی دلچسپ تخلیق تھی۔وہ اس سے زیادہ ذہین تھی،زیادہ سکلڈ تھی۔پروفیشنل لحاظ سے وہ اس سے کہیں بہتر تھی۔اور اب تو پر اعتماد بھی تھی۔

اور یہ چیز اسے مرعوب کرتی تھی۔

وہ عورت کو دبو اور مرد پہ منحصر دیکھنے والا انسان نہیں تھا۔اس نے ہمیشہ خود مختار عورت کو تحسین بھری نظروں سے دیکھا تھا۔بہادر عورت،خود سے کچھ کرنے والی نا کہ سہارا ڈھونڈنے والی۔گھر میں بیٹھی ہیں،کھانا پکانے سے عاجز کہ کوئی مرد ہو تو سودا

سلف، سبزی گوشت لائے۔زرا زرا سی شے کے لیئے معذور ہوئی رہتی ہیں۔

کیوں بھئی ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

خود سے آگے بڑھو، راستہ بناؤ اور کر دکھاؤ۔۔

وہ ویسی ہی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر زینب۔۔۔۔

اور وہ اسے اچھی لگنے لگی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہولے ہولے۔۔۔۔دھیرے دھیرے۔۔۔۔

اسے دیکھتا تو بات کرنے کو دل کرتا تھا۔بات کرتا تو کرتے رہنے کو جی چاہتا تھا۔وہ بولتی رہے کہ کائنات سنتی رہے۔بس۔۔۔۔۔یہ مدعا ہے۔۔۔۔

اور کسی کا اچھا لگنا، کسی کو چاہنا، کسی سے محبت ہونا کوئی معجزہ نہیں ہوا کرتا کہ آج ہوا تو اب صدیوں بعد۔نہیں۔۔۔۔میرے لیئے یہ کوئی واقعہ ہے جو کبھی بھی، کہیں بھی رونما ہو سکتا ہے۔محبت تو بار بار ہونے والی شے ہے۔ایک ہی شخص سے بار بار۔۔۔۔

کئی انسانوں سے لگاتار۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر فیصل اس دن رات کی ڈیوٹی پہ تھا۔

وارڈ کے وزٹ کے بعد وہ اپنے آفس میں بیٹھا اونگھ رہا تھا جب نرس نے آکر جگایا تھا۔

"سر جلدی آئیں۔پیشنٹ ہے"

وہ ہڑ بڑا کے اٹھا۔

"چلیں۔۔۔۔"

وہ مردانہ وارڈ کے دروازے میں ہی تھا جب اس نے اس شخص کو دیکھا تھا۔

وہ چہرہ۔۔۔۔۔وہ آنکھیں۔۔۔۔وہ شخص۔۔۔۔

وہ وہیں دروازے میں رک گیا تھا۔

وہ چند منظر۔۔۔۔۔

چیخیں۔۔۔۔لاشیں۔۔۔۔خون۔۔۔۔۔رونے کی آوازیں۔۔۔۔فائر۔۔۔۔

"نیند نہیں آتی یار۔ کروٹیں بدلتے گزر جاتی ہے ساری رات"

ڈاکٹر حرا نے بیزاری سے کہا تھا۔

"اور اب۔۔۔مجھے وزٹ کرنا مشکل ہو گیا۔اتنی نیند۔دل کر رہا ہے سو جاؤں"

زینب نے ہنس کر دیکھا

"دن اور رات کے سائیکل خراب ہوئے پڑے ہیں ناں ہم لوگوں کے۔ادھی رات تک اُلووں کی طرح جاگیں گے تو سارا دن نیند ہی آئے گی ناں"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بی بی رات کو نیند آئے تو سوئیں"

اس نے دہائی دی تھی

"یہ کوئی ایکسکیوز نہیں ہے ڈاکٹر حرا۔ہم نے بس یہی ایک بات پکڑی ہوئی ہے کہ رات کو نیند ہی نہیں آتی۔کیا کریں۔ارے رات خدا نے بنائی سونے کے لیئے ہے تو نیند کیوں نہیں آئے گی۔ہم خود سونا نہیں چاہتے۔اول تو بستر یاد بارہ بجے کے بعد آتا ہے۔پھر لیٹتے ہی فون۔فیسک بک اور یہ سب الابلا۔پھر ذہن اس میں لگ جائے گا تو یقیناً نہیں سو پاؤ گے۔مجھے بتاؤ یہ انسو منیا کے مسائل فون کے بعد زیادہ نہیں ہو گ ئے

؟؟؟رات کو نیند نہیں آئی چلو جی فون نکال لیا،لگ گئے سوشل میڈیا کو۔کیوں ؟؟؟؟نیند نہیں آئی تو سکون سے لیٹے کیوں نا رہے؟؟؟؟؟؟"

وہ بولتی چلی گئی تھی

"روٹین ہم نے خود خراب کی ہوتی ہے۔جب نیند آتی ہے تو بھگائے رکھتے ہیں۔چائے کافی۔لیٹ نائٹ پڑھائی۔موویز۔گپیں۔اور جب نیند اڑ جائے گی تو چلیں اب سوئیں۔کمال ہے"

"اچھا ڈاکٹرنی صاحبہ !اب نہیں آتی نیند۔کچھ ٹپس ہی دیدو"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ٹِپ یہ ہے کہ رات کو واک کریں،ورزش کریں۔تھکیں ہوئے ہوں گے تو پر سکون نیند سوئیں گے۔رات کو کھانا لیٹ نا کھائیں اور ہلکا پھلکا کھائیں۔کیلسم لیں جیسے کہ دودھ۔چائے کافی کولڈ ڈرنکس ہر گز نہیں اگر سچ میں سونا چاہتے ہیں۔بستر پہ تب جاؤ جب نیند آئے۔اور یہ فون۔۔۔۔اسے تو بھول کے بھی مت کھولو لیٹ کر۔۔۔۔سمجھے ؟؟؟؟؟؟"

____

"آپ ٹھیک ہیں ابو؟؟؟؟"

وہ سائیڈ ٹیبل پہ پڑی دوائیں دیکھ رہا تھا۔ڈاکٹر فرزان بیڈ کی کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"رات ٹھیک سے سوئے آپ؟؟؟؟"

اس نے پوچھا اور بیڈ کی چادر ٹھیک کرنے لگا۔

"میں سوچ رہا ہوں یہیں آپ کے کمرے میں،آپ کے پاس سوجایا کروں۔کسی وقت آپکو مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے"

"بیڈ نمبر سترہ کے پیشنٹ کا سی ٹی سکین کروالیا؟؟؟؟؟"

وہ اچانک بولے تھے۔وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

یہی ہونے لگا تھا۔اکثر وہ خاموش رہتے تھے۔ مسلسل۔گھنٹوں تک۔پھر بات کرتے تو کچھ اور ہی۔بے مطلب۔بے مقصد۔پھر گھنٹوں پرانے قصے سناتے رہتے تھے۔

"جی۔"

"اسے سرجری کو ریفر کرنا چاہیئے"

"جی میں کروادوں گا"

"اور بیڈ نمبر بیس کی ٹیوب بدلوانی ہے"

"جی میں سسٹر سے کہہ دوں گا"

وہ ہر بات پہ جواب دیتا رہا تھا۔وہ پر سکون ہو کر لیٹ گ ےئے تھے۔

"تم خوش ہو؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com

ڈاکٹر روح الامین نے اسے بغور دیکھا تھا۔اس نے گردن موڑ کے انہیں دیکھا

"آپکو کیا لگتا ہے؟؟؟؟"

وہ مسکرا دیئے

"مجھے تو اپنا پتہ ہے کہ میں بہت خوش ہوں۔زندگی میں پہلی بار میں اتنا پر سکون محسوس کر رہا ہوں۔شائد محبت کی آسودگی اسے ہی کہتے ہیں"

عینی نے ہولے سے انکے کندھے پہ سر ٹکا دیا تھا

"میں بھی خوش ہوں۔بہت خوش۔آپکے ساتھ۔آپکے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

دور سیاہ آسمان پہ گول ٹکیا جیسا چاند خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

ہاؤس آفیسر اس مریض سے ہسٹری لے رہا تھا۔فیصل وہیں کھڑا اسے ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"نام؟؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وجاہت مسعود"

"وجاہت مسعود۔نام یادرکھنا۔ہمیشہ۔اور اپنی سات پشتوں کو بھی یادرکھوانا۔بھولنا مت۔"

ڈاکٹر فیصل کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرا گیا تھا۔وہ آدمی موچھوں کو تاو دیتا،اپنی خوفناک آنکھیں اسکے باپ پہ گاڑھے نخوت سے کہہ رہا تھا۔اس نے چھ فائر اسکے پیٹ میں اتارے تھے اور اسکے مردہ جسم کو ٹھڈے مارتا رہا تھا۔

"کہاں سے ہو؟؟؟؟"

"شاہ جمال"

"شاہ جمال اور اسکے لوگ میرے ہیں۔ یہ زمین میری ہے۔ یہاں ہر شے میری ہے۔ ہوا پانی مٹی تک۔ سب۔ اور جو انہیں مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا، اسے میں کتے کی موت ماروں گا"

فیصل نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔

"وہ غنڈہ موالی ہے۔ اسکے منہ مت لگیں۔ اس سے دشمنی مول مت لیں۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اسکے خلاف کیس لڑنے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے بدن کے ہر مسام سے پسینہ بہہ نکلا تھا۔

"میرے خلاف کھڑا ہو گا؟؟؟ مجھے سزا دلوائے گا؟؟؟؟ تو ہے کیا؟؟؟؟ تیری اوقات کیا ہے؟؟؟؟؟"

وہ گھر میں گھس آیا تھا۔

تڑ تڑ تڑ

دور تک گولیوں کی بازگشت تھی۔

صحن میں دور تک خون ہی خون بہہ رہا تھا۔ماں۔۔۔۔باپ۔۔۔۔دو چھوٹے

بھائی۔۔۔تین بہنیں۔۔۔۔۔۔

لاشوں کے ڈھیر تلے وہ جانے کیسے بچارہ گیا تھا۔

اوراب۔۔۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب بہت تکلیف ہے۔اندر آنتوں میں۔۔۔۔وہ کہتے ہیں سوزش ہے۔

بڑی درد ہے جی۔نا کھانا پینا رہا،نا اٹھنا بیٹھنا،کسی طرح سکون نہیں ہے جی۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\-

"تیرے لئیے رشتہ دیکھا ہے"

تیمور بیٹھا کھانا کھا رہا تھا جب امی نے اس سے کہا تھا۔اس نے حیرانی سے سر اٹھایا۔وہ

مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھیں

"کیوں؟؟؟؟؟"

"کیوں مطلب؟؟؟؟شادی نہیں کرنی تو نے؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گیا

"یہی عمر ٹھیک ہوتی ہے۔اور اب تو تیری نوکری بھی پکی ہو گئی ہے۔ تنخواہ بڑھ گئی ہے۔گھر کے حالات بہتر ہو گئے ہیں۔ نہیں نہیں۔۔۔۔بس میں نے کر دینی ہے تیری شادی"

وہ خاموشی سے کھاتا رہا۔

"لڑکی نرس ہے۔اچھا گھر ہے۔دو بہن بھائی۔باپ۔۔۔۔"

وہ دیر تک اسے تفصیلات بتاتی رہی تھیں۔

"رشتہ اچھا ہے پر آخری فیصلہ تیرا ہو گا"

اگلی صبح اس نے ماں سے کہا تھا۔

"مجھے منظور ہے امی۔آگے آپ جیسے مناسب سمجھیں۔۔۔۔۔"

ڈاکٹر فیصل نے کہا تھا ناں کہ انہیں نئی شروعات کرنی چاہیئے۔تو اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔اس حلال تعلق سے بڑھ کے نئی شروعات کیا ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے درد سے بے حال تھا۔پیٹ میں مکے مارتا، کبھی کروٹ لیتا، کبھی اٹھ بیٹھتا

تھا، کبھی لیٹ جاتا تھا۔اس نے سسٹر کو کہہ کر پین کلراور سرنج منگوائی تھی۔

اسکی نظر اسکے چہرے سے نہیں ہٹتی تھی۔اسکی فرعونوں جیسی ہنسی۔۔۔اسکا لہجہ۔۔۔

اپنے بہن بھائیوں کی چیخیں۔۔۔وہ خون کی نہر۔۔۔وہ کفن میں لپٹے لاشے۔۔۔۔۔

وہ سر جھٹکتا تھا اور پھر سے دکھائی دینے لگتے تھے۔

"وجاہت مسعود تمہیں پتہ ہے خدا بہت بڑا منصف ہے۔وہ کسی کا کسی پہ قرض نہیں رہنے دیتا۔وہ کسی کا کسی پہ ظلم نہیں رہنے دیتا۔جلد یا دیر سے،وہ ظالم مظلوم کو اکٹھا کر ہی دیتا ہے۔ایسے کہ ظالم ظالم نہیں رہتا، مظلوم کے رحم و کرم پہ ہوتا ہے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے انجکشن بھرنا شروع کیا تھا۔

"تمہیں شاہد ایڈووکیٹ یاد ہے؟؟؟؟؟"

وہ چونک اٹھا تھا۔

"وہی جس کا سارا خاندان تم نے اسکے گھر میں گھس کہ ختم کر دیا تھا؟؟؟؟ یاد ہے ناں؟؟؟؟"

"تت۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔کک۔۔۔۔۔۔۔کیسے۔۔۔۔۔"

اس نے خالی شیشہ ڈسٹ بن میں اچھالی اور انجکشن والا ہاتھ آگے بڑھا تھا۔

"پتہ ہے جسم میں کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں ایک انجکشن لگا تو مریض تڑپ تڑپ کے مر جاتا ہے۔اور کئی جگہیں ایسی بھی ہیں کہ انجکشن لگا تو مریض موت کی بھیک مانگتا ہے پر مرتا نہیں ہے۔اور۔۔۔۔۔۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں کہتا اس پہ جھکا تھا۔

"اور میں وہ جگہیں جانتا ہوں۔میں تمہیں جانتا ہوں۔میں شاہد کو جانتا تھا۔میں خود کو جانتا ہوں۔میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔"

اسکا انجکشن والا ہاتھ کانپ گیا تھا۔چہرے پہ چھائی سختی ترخنے لگی تھی۔

"میں۔۔۔۔۔تم نہیں ہوں۔میں۔۔۔۔۔میں تو میں ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے انجکشن مطلقہ جگہ پہ لگا تھا۔

تڑتڑتڑ۔۔۔۔۔خون۔۔۔۔لاشیں۔۔۔۔۔چیخیں۔۔۔۔۔۔

اسکی آنکھ سے آنسو بہہ نکلا تھا۔

" Headache "

ڈاکٹر حسن نے دہائی دی تھی۔

"دو پیناڈال دو یار۔"

ذیشان نے اسے گھورا

"یہ پیناڈول بڑھتی نہیں جا رہیں تیری؟؟؟؟"

"کیا کروں سر درد بھی تو بڑھتا جا رہا ہے میرا"

اس نے فون نکالا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا

"سر درد سے کلپ رہا ہے تو اسے چھوڑ دے۔ ویسے گولیاں پھانکنی ہیں لیکن فون نہیں چھوڑنا۔ یہ سکرین کی داء سب سے خطرناک ہے میں بتاؤں"

وہ ذرا رکا

"یہ سر درد، ہر دوسرے بندے کو۔ کیوں بڑھ رہا ہے یہ؟؟؟؟ ہر وقت سکرین۔ فون لیپ ٹاپ ٹی وی۔ حل کیا ہے؟؟؟ دو پیناڈول؟؟؟؟؟"

غلط۔۔۔۔

سر درد تو ایک ریمائنڈر ہے۔ایک الارم۔ذہن تھک گیا ہے آرام دو۔ہم ارام کیا دیتے ہیں؟؟؟؟لیٹ گئے اور فون نکال لو۔بیٹھ گئے اور فیس بک۔یہ ریسٹ ہے ہماری"

وہ بولتا چلا گیا تھا۔

"اللہ کے بندو نظر تھک گئی ہے۔دماغ کو ریسٹ چاہیئے۔چھوڑ دوا سے دو گھڑی۔یہی علاج ہے۔اور یہ دوپیناڈول سے بہتر ہے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ روٹین کے چیک اپ کے لیئے تھا۔ڈاکٹرز کا سالانہ چیک اپ ہوتا تھا۔ہمیشہ کی طرح۔اب اسکی شادی ہو چکی تھی تو ڈاکٹر مومنہ نے اسے کچھ اور ٹیسٹ کروانے کو بھی کہا تھا۔

اور اب رپورٹس اسکے سامنے تھیں۔

وہ دھک سے رہ گئی تھی۔

"یہی سچ ہے ڈاکٹر قراۃ العین۔آپ کی اوور یز فرٹائل نہیں ہیں۔ہا تمونل ایکسز ٹھیک ہے لیکن ایک۔۔۔۔وہ ٹھیک نہیں ہیں۔آپ کنسیو نہیں کر سکیں گی"

وہ شاکڈ بیٹھی رہ گئی تھی

"آئی ایم سوری لیکن۔۔۔۔۔آپ کبھی ماں نہیں بن سکیں گی"

ڈاکٹر روح الامین اسے چپ کروانے کی کوشش کرتے ہوئے بے حال تھے۔وہ جب سے گھر لوٹی تھی بس مسلسل روتی جارہی تھی۔

"م۔۔۔۔۔۔میں بانجھ۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔"

"سب ٹھیک ہے۔بس چپ کر جاؤ۔۔۔۔عینی۔۔۔۔بس کرو یار۔۔۔۔۔"

"بددعا لگی ہے مجھے۔آپکی بیوی کی۔بچوں کی۔بہن کی۔۔۔۔اسکے بچوں کی"

"ایسا مت سوچو۔ایسے نہیں ہوتا"

"لیکن ایسے ہی ہوا ہے"

انہوں نے سختی سے اسے دیکھا

"ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے"

"لیکن ہم نے دل توڑے ہیں۔دو دل جوڑنے کی کوشش میں۔۔۔۔۔کئی دل توڑے ہیں۔۔۔۔۔اور یہ۔۔۔۔یہ گناہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ بھیگی نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔وہ چپ رہ گئے تھے۔

"تم شاہد کے بیٹے ہو؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بنا جواب دیئے اسکی فائل دیکھتا رہا تھا

"تم وہی ہو۔۔۔تم۔۔۔تم زندہ ہو۔۔۔۔میں نے۔۔۔میں نے تمہارا خاندان۔۔۔۔۔میں نے۔۔۔۔۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کے رو پڑا تھا۔ارد گرد کے بیڈوں کے مریض اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔فیصل بس سر جھکائے اپنے کام میں مصروف تھا۔

"سکین کروالو۔کچھ ٹیسٹ ہیں وہ بھی"

"مجھ سے بات کرو۔مجھے گالیاں دو۔مجھے دھتکارو۔مجھے مارو۔ڈاکٹر۔۔۔۔۔مجھے بد

دعائیں دو۔۔۔ایسے نا کرو"

"سسٹر سے کہنا انکو آئی وی لگا دیں"

وہ بنا جواب دیئے وارڈبوائے وارڈبوائے سے کہہ رہا تھا

"ڈاکٹر۔۔۔میری سنو۔۔۔میں تمہارا مجرم ہوں۔۔۔مجھے مار دو۔۔۔۔
میں۔۔۔"

فیصل وارڈ سے نکلنے کو تھا جب وہ بھاگتا ہوا اسکی طرف بڑھا تھا اور اسکے پیروں میں بیٹھ گیا تھا۔اسے رکنا ہی پڑا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایسے نا کر ڈاکٹر۔مجھ سے بدلہ لے۔اپنے خاندان کا۔خون کا۔سارا حساب مانگ۔
ایک ایک شے کا"

فیصل نے نرمی سے اپنی ٹانگ چھڑوای اور وارڈبوائے کو اشارہ کیا تھا۔اس نے آگے بڑھ کے اسے زمین سے اٹھایا تھا۔فیصل نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

"میں اللہ کے لئیے تمہیں معاف کرتا ہوں"

وہ بے یقینی سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

"انکا بہت خیال رکھنا عمران۔وقت پہ ڈریسنگ چینج کروانا۔ٹیسٹ وغیرہ سب۔ انہیں کوئی تکلیف ناہو۔اللہ پاک تمہیں صحت تندرستی دے"

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔

بنا اِدھر اُدھر دیکھے سیداا پنے آفس میں پہنچا اور دروازہ بند کر کے وہیں زمین پہ بیٹھتا چلا گیا تھا۔پھوٹ پھوٹ کر روتا ہوا۔۔۔۔۔ مسلسل۔۔۔۔۔۔

"تم سچ میں کمال کی ڈاکٹر ہو یار"

ڈاکٹر زینب اس بیڈ پہ موجود مرئضہ سے حال چال پوچھ رہی تھی۔وہ اسے دیر تک اپنا بتاتی رہی تھی۔وہ خاموشی سے سنتی رہی۔یوں جیسے وہ سب سے اہم کام ہو۔

"مریض کی آدھی بیماری تو ڈاکٹر کے بس توجہ سے سننے سے ٹھیک ہو جاتی ہے"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ دونوں ساتھ ساتھ وارڈ سے نکلے تھے۔

"ڈاکٹر زینب"

اس نے اسے پکارا تھا۔

"تم سچ میں کمال کی ہو"

وہ اٹھلائی

"دیکھ لیں بس۔ کبھی غرور نہیں کیا"

وہ غرور کرتی تو کسی میں ہمت نا ہوتی کہ اسے ٹھکراتا۔۔۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟؟؟؟؟"

"سوچ رہا ہوں یہاں اس وقت، دواؤں اور مریضوں سے بھرے اس وارڈ کے سامنے کھڑے ہو کر تمہیں پرپوز کرنا چاہیئے یا نہیں"

وہ چپ ہو گئی تھی

"کیا مجھے کرنا چاہیئے ڈاکٹر زینب؟؟؟؟؟"

اس نے سر اٹھایا تھا

"میں آپ کو اب کیوں دکھائی دینے لگی ہوں ذیشان؟؟؟؟اب کیوں جب مجھ سے

بہتر آپکی دسترس سے نکل چکی ہے؟؟؟؟"

اس نے اثبات میں سر ہلادیا

"شائد۔ٹھکرایا گیا ہوں تو ٹھکرائے جانے کا مطلب سمجھا ہوں"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی

"تو بولو؟؟؟؟؟ کہہ دوں جو دل میں ہے؟؟؟؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com

"نہیں۔۔۔کم از کم ابھی نہیں جب میں خود سے جینا سیکھ رہی ہوں۔ابھی میں ان کرچیاں سمیٹ کر پورا دل بنا رہی ہوں ذیشان۔ابھی نہیں کہ ابھی میں بنا بیسا کھی،بنا سہارے کے چلنے کی کوشش میں ہوں"

وہ سر ہلا کر رہ گیا تھا

"لیکن یہ یاد رکھنا میں یہیں ہوں۔"

"میں بھی یہیں ہوں۔۔۔۔۔"

وہ مسکرادی تھی۔

ڈیپارٹمنٹ آف میڈیسن کے اس بڑے سے کانفرنس روم میں وہ سب جمع تھے۔ سینیئر ڈاکٹرز، پروفیسر، پی جی ارز، ایس آر ز، ہاوس آفیسر زاور نرسنگ سٹاف۔ وہاں ڈاکٹر فرزان کی فئیرویل کی تقریب جاری تھی۔

"ہم اپنی زندگیوں میں بہت ساری غلطیاں کرتے ہیں۔ بہت سارے بلنڈر مارتے ہیں۔ لیکن وہ ہماری ساری کی ساری شخصیت نہیں بناتے۔ وہ تو بس ہمارے کل کا، ہماری زندگی کا ایک حصہ ہیں۔ ان کی بنیاد میں ایک انسان کو جج نہیں کیا جاسکتا۔ ڈاکٹر فرزان بھی یقیناً کوئی فرشتہ نہیں ہیں لیکن میں انکی خامیوں اور کوتاہیوں کو انکی اچھائیوں کے ساتھ نہیں تولوں گا۔ میرے لیئے وہ ایک خوبصورت انسان اور ایک قابل مسیحا ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے مریضوں لی دعاؤں میں، دلوں میں اور زندگیوں میں آباد رہیں گے"

سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔ ڈاکٹر ذیشان نے انہیں مسکرا کر دیکھا تھا۔ وہ بھی ہولے سے مسکرادیئے تھے۔

وہاں سے دور۔۔۔۔۔

وہ چھوٹا سا گھر تھا۔

جھلملاتی روشنیوں سے سجا۔ مہمانوں سے بھرا۔ تیار شیار لوگ۔ بچے بوڑھے مرد و زن۔ برآمدے میں رکھے صوفوں پہ دلہا بنا تیمور بیٹھا تھا۔ اسکی والدہ اسکے سر سے پیسے وار کے اسکا ماتھا چوم رہی تھیں۔

"اللہ میرے بچے کو خوش رکھے۔ آباد رکھے۔"

"چلیں چلیں اماں جی۔ بارات کو دیر ہو رہی ہے۔ گاڑیاں تیار ہیں"

خوشیاں۔۔۔ قہقہے۔۔۔ آتش بازی۔۔۔ روشنیاں۔۔۔

ان سے پرے۔۔۔۔۔

وہ شہرِ خموشاں تھا۔

دور تک قبریں ہی قبریں تھیں۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ وہیں ایک طرف وہ سات قبریں تھیں۔ چھوٹی بڑی۔۔۔

فیصل سر جھکائے خاموشی سے کھڑا تھا۔

"آسان نہیں تھا ابو۔۔۔اسے دیکھا تو آپکی یاد آئی۔یاد آیا کہ وہ قاتل ہے۔یاد آیا کہ بدلہ لینے کا حق ہے مجھے۔یاد آیا کی میں انصاف کر سکتا ہوں۔وہ میرے سامنے تھا، انتقام میری دسترس میں تھا۔۔۔۔۔۔میں اسے موت تک لے جا سکتا تھا"

اسکی آواز رندھ گئی تھی

"وہ مر جاتا تو کیا آپ سب زندہ ہو جاتے؟؟؟؟؟؟"

اسکے گالوں پہ آنسو ایک لکیر کی صورت میں بہہ نکلے تھے۔

"وہ یہاں خوش رہیں، آپ سب وہاں خوش رہیں۔۔۔۔بس۔۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے پھولوں کی پتیاں ان قبروں پہ اچھالی تھیں۔

اگلا منظر۔۔۔۔۔

وہ کوریڈور میں کھڑی اس تصویر کو گھور رہی تھی۔ہنستے مسکراتے ہوئے وہ دو بچے۔۔۔۔۔

وہ بہت دیر تک حسرت سے انہیں دیکھتی رہی تھی جب ڈاکٹر روحا اسکے پاس آ کھڑے ہوئے تھے۔بنا کچھ بولے، خاموشی سے عینی نے اپنا سر انکے کندھے پہ رکھ دیا تھا۔

نیامنظر۔۔۔۔۔

ڈاکٹرز ہسپتال کے کیفے میں موجود تھے۔اس میز کے اطراف میں۔۔۔

زینب کسی بات پہ ہنس رہی تھی۔وہ دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے منع کیوں کردیا ایچ اوڈی بننے سے ڈاکٹر ذیشان؟؟؟؟؟؟"

ڈاکٹر حرا نے پوچھا تھا۔وہ مسکرادیا

"مجھے نہیں لگتا میں اسکا اہل ہوں۔ڈاکٹر روح مجھ سے زیادہ قابل ہیں"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

"کم آن یار۔اتنی بھی عاجزی مت دکھا"

حسن نے منہ بسورا

"نہیں یار سچ میں۔۔۔اور ویسے بھی میں اتناوقت نہیں دے سکتا۔ابو کو میری ضرورت ہے"

پھر وارڈ کا منظر۔۔۔۔

چاندرات۔۔۔۔۔۔

فیمیل ہاؤس آفیسر ریحانہ کون مہندی لئیے اس مریضہ کے ہاتھ پہ پھول بوٹے بنانے میں مصروف تھی۔دوسرے بیڈ پہ پیشنٹ بیٹھی ڈاکٹر فاطمہ کو وہ چوڑیاں پہنا رہی تھی۔ وہاں سب باتوں میں مصروف تھیں۔ہنسی، ٹھٹھے، خوش گپیاں۔۔۔۔

بہت سارے منظر بدلے تھے۔۔۔۔۔

سردی۔۔۔۔ گرمی۔۔۔۔ بارشیں۔۔۔۔ بہار۔۔۔۔۔ خزاں۔۔۔۔۔

وارڈ میں بیڈز پہ مریض بدلتے رہے تھے۔تیزی سے۔۔۔۔اتے جاتے۔۔۔۔ن ئے چہرے۔۔۔۔۔

ہسپتال کے باہر دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئیے وہ چھوٹی سی چھت والی آرائشی عمارت تھی جس کے نیچے رکھے بینچ پہ ڈاکٹر فرزان اور ذیشان بیٹھے تھے۔وہ اسے نجانے کیا کیا بتا رہے تھے۔وہ دلچسپی سے سن رہا تھا۔

اس عمارت پہ وہ دو ہاتھ تھے۔دعا کے سے انداز میں اٹھے ہوئے۔۔۔۔ان پہ وہ آیت کندہ تھی۔

"وَاِذَامَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ"

"اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی (اللہ) مجھے شفا دیتا ہے"

****

ختم شدہ

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین